UNIVERSAL LIBRARY
OU-234427
UNIVERSAL LIBRARY

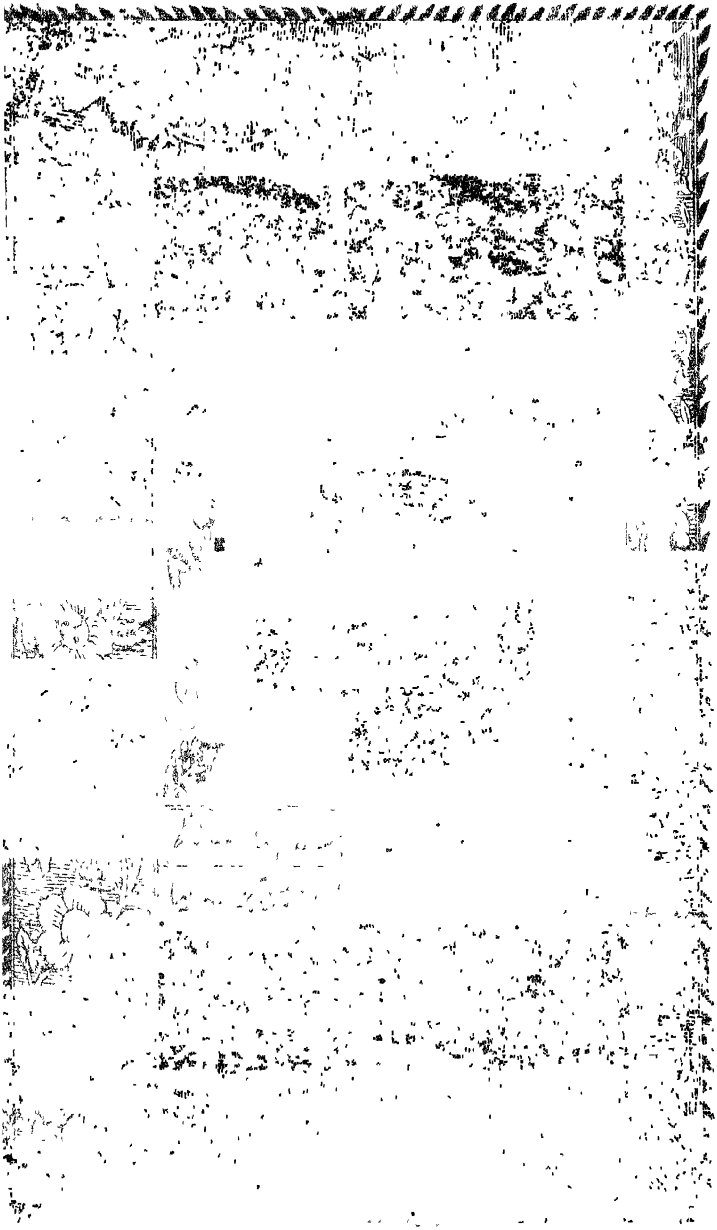

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[illegible] میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ
[illegible] جی سی ایل

فردوس آرامگاہ کے سوانح عمریکا ذکر ہے—

یہہ مرحوم نواب میر محمد علیخان مرحوم ملقب بہ شجاع الدولہ کے فرزند ارجمند تھے نواب میر محمد علیخان بہادر بڑے صاحبزادے نواب منیر الملک کے اوس عقد سے تھے جو نواب میر عالم مرحوم سید ابو القاسم کی دوسری دختر نیک اختر کے ساتھ ۱۸۰۴ع مین ہوا تہا — میر محمد علیخان سالار جنگ شجاع الدولہ کی شادی سید کاظم علیخان مرحوم مختار الدولہ کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی تھی یہہ صاحب آخر الذکر سید جعفر رضوی نیشاپوری ایرانی کے اولاد مین سے تھے — اس شادی سے ثمر نواب میر تراب علیخان بہادر

سپہ سالار جنگ مرحوم تھے جو دوسری جنوری ۱۸۲۹ء کو پیدا ہوے اور حالات کے بیان سے پیشتر مناسب ہی کہ میر عالم اور منیر الملک و سراج الملک کے خاندان کی مفصل کیفیت لکھی جاے -

اس خاندان کی ابتدا (حضرت شیخ اویس قرنی رحمۃ اللہ) سے ہے جو ایک نامی گرامی بزرگوار مدینہ منورہ کے تھے - شیخ موصوف سے نواب میر لایق علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہ صاحبزادہ اکبر نواب مرحوم تک چونتیس پشتین گزری ہین - شیخ اویس ثانی جو نوین پشت مین گزرے ہین وہ مدینہ منورہ مین اوقاف کے متولی تھے - اونہون نے اپنے صاحبزادہ شیخ محمد علے کو ساتھ لیا اور ترک وطن کرکے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور آخر الامر زمانہ سلطنت علی عادل شاہ (۱۶۵۶ء لغایت ۱۶۷۲ء) مین بمقام بیجاپور سکونت گزین ہوے - شیخ محمد علے نے ملا احمد نایب کے خاندان مین شادی کی جو دربار عادل شاہیہ کے مدار المہام تھے - بادشاہ نے شیخ محمد علے مرحوم کو اپنا دبیر مقرر کیا - اورنگ زیب کی سلطنت کے آٹھوین سال مین مغلون نے بہ سرکردگی راجہ جے سنگ بیجاپور پر حملہ کیا - علی عادل شاہ نے ملا احمد کو راجہ کے پاس بھیجا کہ چند امور کا تصفیہ کرکے

صلح کرین ۱۰۷۶ھ مطابق ۱۶۶۵ء مین ملا احمد راجہ کے خیمہ گاہ مین جب پہونچے تو اسنے فرایض منصبی کو بہول کر اپنے آقا کو چہوڑ دیا اور ملازمت شاہنشاہی مین داخل ہو گئے۔ سلطنت مغلیہ سے اونکو ایک فرمان کے بموجب چہہ ہزار پیادہ اور چہہ ہزار سوار کی سرداری اور دو لاکہہ پچاس ہزار روپیہ نقد مرحمت ہوا۔ راجہ کو بہی حکم ہوا کہ ملا احمد کو امید دلائین کہ جب وہ باریاب دربار شاہی ہونگے تو اونکو اور اعزاز مثل خطاب سعد اللہ خان یا اور کوئی عہدہ جلیلہ مرحمت ہوگا۔ ملا احمد نے آخر احمد نگر مین انتقال کیا اور اونکے صاحبزادے محمد اسد دربار شاہنشاہی کی باریابی سے نوین سال جلوس مین مشرف ہوئے۔ اور خطاب بہرام خان کے ساتھہ پندرہ سو پیادہ اور سو سوار کی افسری پائی۔

ملا احمد کی صاحبزادی سے شیخ محمد علی کے دو لڑکے ہوئے ایک کا نام شیخ محمد باقر اور دوسرے کا نام شیخ حیدر تہا۔ علی عادل شاہ نے محمد باقر کو اپنا میر سامان اور شیخ حیدر کو مستوفی الممالک مقرر کیا۔ سلطنت بیجاپور مین ایک امیر باتوقیر علی خان نام تہے اونکی دو بہنین تہین ایک کی شادی شیخ محمد باقر کے ساتھہ ہوئی اور دوسری کی ملا یحیی عرف مخلص خان عالمگیری کے ساتھہ ہوئی

ملا احمد کے چھوٹے بھائی تھے۔ شیخ محمد باقر اور شیخ حیدر زمانہ اسکندر عادل
شاہ کا کہ سلطنت بیجاپور میں ہے۔ اس بادشاہ کے وزیر کی بدسلوکیوں
سے انہوں نے سلطنت تیموریہ میں نوکری کی درخواست کی۔ وہاں سے
شیخ محمد باقر کو دو ہزار پیادہ پانسو سوار کی افسری اور شاہجہان آباد اور کشمیر
کی دیوانی کا خلعت مرحمت ہوا۔ اور شیخ حیدر کو پندرہ سو پیادہ اور تین سو سوار
کی افسری اور شاہزادہ محمد اعظم کی فوج میں دیوانی فوج کا عہدہ عنایت ہوا
سعد اللہ خان وزیر اعظم اور [illegible] شاہزادے ذوالفقار خان مخاطب بہ
امیر الامرا اور دیگر بہت سے امرا سے یاریاں دونوں بھائیوں کو
دوست رکھتے تھے۔ شیخ محمد باقر نے بوساطت سعد اللہ خان بادشاہ سے
درخواست کی کہ [illegible] کر دیا جاوے۔ چنانچہ وہ دونوں
[illegible] مرحمت ہوئے [illegible] عادل شاہی خاندان کے ماتحت
کو شکست ہوئی [illegible] سال کا [illegible] اور انہوں نے نوکری چھوڑ کر
[illegible] گوشہ نشینی اختیار کی اور [illegible] سنہ [illegible] میں انتقال کیا۔ ان کی
تصانیف [illegible] میں بہت مشہور ہیں (۱) [illegible] جو علم
[illegible] (۲) [illegible] اصول فلسفہ کی بحث ہے

ان بہائیون کی وفات کے بعد مولانا محمد فصیح تبریزی نے اپنی کتابون
کا نام بدلکر (روضۃ الانوار اور زبدۃ الافکار) رکھا —

شیخ محمد تقی صاحبزادہ شیخ محمد باقر کو تین ہزار پیادون کی افسری زمانۂ اورنگزیب
مین اور پانچ ہزار پیادے اور پچاس سوار کی افسری زمانۂ بہادرشاہ مین
رہی — یہہ اوس جزیہ کے منتظم تھے جو فرخ سیر نے ہنود پر اورنگ آباد مین
لگایا تہا۔ نظام الملک آصفجاہ نے اپنے زمانۂ وزارت دکن مین انکو اپنے تمام
قلعہ جات کی فوج کا افسر اعلی بنایا تہا اونہون نے ۱۱۳۵ھ ہجری مطابق ۱۷۲۲ء
مین انتقال فرمایا اونکے صاحبزادہ شمس الدین محمد حیدر ۱۱۱۳ھ ہجری مطابق ۱۷۰۱ء
مین پیدا ہوئے شہنشاہ اورنگزیب نے اونکو نہایت کم عمری مین سو
پیادونکی افسری پر مامور کیا۔ جب یہہ جوان ہوئے تو آصفجاہ نظام الملک کے
حضور مین حاضر کئے گئے اونہون نے انکے منصب کی ترقی کرکے دو سو سوارونکا
افسر کر دیا اور فیل خانہ اونکے سپرد کیا۔ اپنے والد کے انتقال کے بعد یہہ تین سو
پیادون کے افسر ہوگئے۔ جب نظام الملک دکن سے دہلی تشریف لے
گئے تو یہہ عرض بیگی مقرر ہوکر ہمراہ گئے —

نادرشاہ کے حملہ کے بعد انکی افسری پانسو فوج کی ہوگئی اور انکو خطاب حیدر یار خان عطا ہوا

انتہا یہ کہ نظام الملک کو ان پر اسقدر اعتبار تھا کہ جب وہ شاہنشاہ کے حضور
مین حاضر ہوتے تو یہ اور درگاہ قلی خان ہمیشہ موجود رہتے — جب
نظام الملک دہلی سے واپس تشریف لاے اور بعد گرفتاری ناصر جنگ کے
جو فتح ترچناپلی کے بعد دوسری دفعہ اور وزارت مظفر جنگ مین تیسری دفعہ
ہوئی انکا منصب بڑہتے بڑہتے پندرہ سو پیادہ اور پانسو سوار دکنی افسری
تک پہونچ گیا — آخر کار نظام صلابت جنگ کے عہد مین انکو پانچ ہزار پیادہ
اور چار ہزار سوار دکنی افسری ہوگئی اور علاوہ اسکے خلعت پالکی اور نشان
و نوبت عنایت ہوا اور منیر الدولہ شیر جنگ کے خطاب سے ملقب ہوے
اور پہر انکو اسی عہد مین سات ہزار پیادہ اور سات ہزار سوار کی افسری
کے ساتھ منیر الملک کا خطاب عنایت ہوا — اور منتظم اعلی امور خانگی کے مقرر
ہوے اسکے بعد یہ دیوان سلطنت اور آخر الامر صوبہ جات دکن کے دیوان
مقرر ہوے رکن الدولہ کے انتقال سے پہلے کل امور سلطنت بدستور منیر الملک ہوتے
تھے اور نظام علیخان بہادر کے عہد مین گو بسبب پیرانہ سالی کے نواب موصوف نے
امور سلطنت سے کنارہ کشی کی تھی تاہم امور اعظم سلطنت انہین کے ہاتھ مین تھے
تمام نزاعین جو اور سلطنتون سے تہین اور نظام دکن کے صاحبزادے محمد علی الاجاہ

کی بغاوت کا تصفیہ انہین کی حکمت عملی سے ہوا تھا - جب بوجہ پیرانہ سالی
محنت کے کامون سے یہہ معذور ہوگئے تو گوشہ نشینی اختیار کرکے اورنگ آباد
مین سکونت پذیر ہوئے - لیکن نظام الملک کی خواہش کے موجب انہون
نے اوس شہر کی نظامت قبول کی اور پانچ سال تک بقیہ عمر اپنی وہان عدالت
گستری اور رعیت نوازی مین بسر کی - سنہ ۱۱۸۹ ہجری مطابق [illegible] مین باہتر
برس کی عمر تک پہونچکر انتقال فرمایا - دربار نظام علیخان کے امرا انکی بڑی
عزت کرتے تھے اور رکن الدولہ اونکو مثل اپنے بزرگ کے سمجھتے تھے اور
[illegible] اونکو عرضی لکھتے تھے - یہہ نہایت فیاض حلیم بہادر نیک
دوست [illegible] اور غریبون کی پرورش کرنے والے تھے - اونکے
دو صاحبزادے تھے بڑے کا نام صفدر خان غیور جنگ - اور چھوٹے کا
نام [illegible] خان بہادر ذوالفقار جنگ تھا - دوسرے صاحبزادے اپنے
[illegible] کے سات برس کے بعد راہی ملک بقا ہوئے - بڑے صاحبزادے
کی [illegible] جمادی الاخر [illegible] تھی - نظام الملک
[illegible] نواب محمد صفدر خان مرحوم کو [illegible] کا منصب تھا - اور [illegible]
[illegible] کہتے - جب مظفر جنگ صوبہ دار دکن ہوئے تھا -

نواب موصوف کو تین ہزار پیادے اور چھہ سو سوار کی افسری اور خطاب خان سے
ملقب ہوے - عہد صلابت جنگ مین اولاوہ کو توال اورنگ آباد مقرر
کئے گئے - بعد ازان اور مراتب اعلی پر فایز ہوے یہانتک کہ تین ہزار
پیادے اور دو ہزار سوار کی افسری اور نشان و نوبت و خطاب بہادر
سے مشرف ہوے سنہ ۱۱۸۲ھ مطابق سنہ ۱۷۶۸ء مین خطاب غیور جنگ بہادر
اشجع الدولہ اور خلعت و پالکی عنایت ہوا اور اونکے فوج کی تعداد چار ہزار
پیادے تک بڑہائی گئی — تہوڑے دنون مین دو ایسی فوج کی
افسری ملی جسمین پانچ ہزار جوان پیادہ اور چار ہزار سوار تھے سنہ ۱۱۹۳ھ
مطابق سنہ ۱۷۷۹ء مین نواب موصوف کو اشجع الملک کا خطاب عنایت ہوا
اور صوبجات دکن کے دیوان مقرر ہوے —

آٹھوین صفر سنہ ۱۲۰۳ھ مطابق سنہ ۱۷۸۹ء مین اونکو خطاب خانخانان عنایت ہوا
اوسی سال کے چودہوین شعبان المعظم کو مقام نرمل مین جہان نظام علیخان بہادر
مع اپنی فوج کے خیمہ زن تھے انتقال فرمایا —

نواب موصوف الذکر نے اپنی اون بی بیون سے جو درگاہ خان سالار جنگ کی
صاحبزادی تھین چار لڑکے چھوڑے - اور انکی تمام جایداد جسمین بہت

ہی جاگیرین مواضع تھے ان چارون صاحبزادون مین بالمساوات تقسیم ہونے

ان چارون کے نام اور اُنکے حالات ذیل مین بیان ہوتے ہین ۔

محمد نقی خان اکرام الملک قوی جنگ بہادر نظام علیخان بہادر کی سرکار مین سے اعلے منتظم امور خانگی تھے ۔ انہون نے چودھوین جمادی الثانی ۱۲۱۳ھ مطابق ۱۷۹۸ع مین انتقال فرمایا ۔

حسن رضا خان شوکت الدولہ منیر جنگ بہادر اولاً شاہی باورچیخانہ کے منتظم تھے اور پھر اورنگ آباد کے گورنر ہوگئے ۔ انہون نے اٹھائیسوین شعبان کی ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۱ع مین انتقال فرمایا ۔

تیسرے صاحبزادہ جن سے کہ موجودہ نسل قایم ہوئی علی زمان خان حیدر یار خان غیور جنگ منیر الدولہ منیر الملک ثانی تھے ۔ یہ پانچ ہزار پیادے اور تین سو سوارون کے افسر تھے ۔ علاوہ اسکے انکو نشان و نوبت و پالکی کا خلعت تھا اور صوبجات دکن کے دیوان تھے ۔ جب غلام سعید خان ارسطو جاہ دربار پونا کو بھیجے گئے تو حضور نے اپنی دربار کا کاروبار اور نگرانی فوج انہین کے سپرد کی ۔ اونکے وفات کے بعد اُنکے بڑے صاحبزادہ کو بھی خطابات دیئے گئے اور وہ منیر الملک ثالث ہوئے ۔ انکے والد کی وفات کے بعد انکی شادی میر عالم

سید ابو القاسم مرحوم کی صاحبزادی کے ساتھ ہوئی۔ اس شادی
کے رسوم نہایت دہوم دہام اور عظم و شان کے ساتھ ہوئی۔
اس شادی میں حضور پرنور نظام علیخان بہادر ایک دنمین دو دفعہ شریک ہوے
اور دولہا اور دولہن کو بہت سی زیورات بیش بہا عنایت فرمائے۔
۱۲۷۹ء میں ان بیگم صاحبہ نے انتقال فرمایا اور منیر الملک نے اونکی دوسری
ہمشیر کے ساتھہ عقد فرمایا جسسے کئی اولادین ہوین۔
رفتہ رفتہ اون امیر الملک منیر الدولہ حسام جنگ ماتحتی مین سلیمان جاہ بہادر کے
درجہ علیا پر فائز تھے۔ اور پایگاہ غلام سعید خان مین بھی انکی ملازمت
تھی۔ انہون نے لاولد انتقال فرمایا۔
میر عالم (نواب سالار جنگ) مرحوم کے پرنانا سادات شوستری ملک
ایران کی نسل سے تھے۔ اونکے والد سید رضا مرحوم بڑے عالم تھے
اونکی تصنیف سی اکثر کتابین علم ادب مین ہین جو مسلمانون کے مطبوع ہین۔
یہہ اپنی شباب کے عالم مین ہندوستان آئے اور یہان کئی سال حیدرآباد مین
رہے جہان نظام علیخان مرحوم نے اونکو جاگیر عنایت فرمائی مشہور ہی کہ ہر شنبہ
کو حضور پرنور کی ملازمت سی فیضیاب ہوتے تھے۔ اور حضور اسقدر مہربان

تھے کہ ہر دفعہ ایک شخص کی سفارش مین کامیاب ہوتے ۔ اور اس وجہ سے سہ شنبہ کے روز صدہا سفارش خواہونکا مجمع اسکے ہان ہوتا تھا۔ لوگ کہتے ہین کہ یہہ صرف اوس شخص سے وعدہ سفارش کا کرتے جو سب سے پہلے اسکے پاس پہونچتا ۔ حیدرآباد مین انکے بڑے صاحبزادے سید ابو القاسم میر عالم ۱۷۵۲ع مین پیدا ہوئے ۔ اونکے دوسرے صاحبزادے سید زین العابدین نے ابتداے عمر مین حیدرآباد کو ترک کردیا اور علیشہ سلطان ٹیپو کے دربار مین رہے ۔ میر عالم مرحوم نے عمدہ تعلیم پائی تھی اونکی لیاقت اور ذہانت جو آخر مین بہت مشہور ہوگئی ابتداے سن سے ظاہر ہوتی تھی ۔ جب اونکے والد کا انتقال ہوگیا تو انکو اعظم الامرا نے اپنے ساتھ رکھا ۔ جب مسٹر جانسن ۱۷۸۴ع مین حیدرآباد آئے تو میر عالم مرحوم درمیان وزیر اور سفیر انگریزی کے وکیل تھے ۔ ۱۷۸۹ع مین انکو دو لاکھ روپیہ خرچ سفر اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوئی اور نظام دکن کی طرف سے کلکتہ بھیجے گئے ۔ اس سفر سے معاودت کے بعد خطاب میر عالم عطا ہوا ۔ جب سلطان ٹیپو نے ۱۷۹۱ع مین صلح کی درخواست کی تو میر عالم تجاویز پیش شدہ پر گفتگو کرنے کے لئے لارڈ کراینول

سے نتیجہ نکالا ہمین نہ پہنچے گئی تہی۔ ایک خط مین لارڈ موصوف سے حضور پرنور

لکہا کہ میر عالم کی سفارت سے وہ نہایت خوش ہوئے — اونہون نے

لکہا کہ چونکہ نسبت ملاقات سابق کے معرفت میر عالم سے حاصل تہی اوسوقت سے

عمدہ لیاقتون اور صفات حمیدہ پر حضور پرنور کے ساتھ انکی خیرخواہی اور اونکی

اوس سچائی خواہش پر کہ سرکار کمپنی اور گورنمنٹ نظام کے مابین دوستی کی ترقی

ہو مجھے پورا یقین تھا لہذا مجھکو نہایت خوشی ہوئی کہ آپ نے میر عالم کو معتبر

منتخب کرکے انکو اختیارات دیئے کہ انکی طرف سے اوس مجلس پنچایت مین شریک ہون

جو ہر ایک فریق متعلق کے دعاوی کی تحقیقات کے لئے اور اون شرائط صلح

پر مشورہ کرنے کے لئے جو مفید ہون اور خلاف شان نہون جمع ہوئی —

جسوقت کہ یہہ اسکے ہمراہ ہوئے اونہون نے اپنی روش سے ثابت کردیا کہ آپنے

یہہ انتخاب انکا نہایت عاقلانہ کیا — اور میرے خیال سابق کو کہ وہ گورنمنٹ

کے نہایت خیرخواہ ہین اور انکی دلی خواہش ہے کہ ہم دونون مین استحکام و ترقی

محبت ہو مضبوط کردیا — اور اس وجہ سے مجھے انکے آنے سے نہایت اطمینان

ہوا دوسرے جگہہ لارڈ کارنوالس لکہتے ہین (بہ استثنا اسکے کہ فوجی معاملات

سے ناواقفی ہی اور یا تو نہین یہہ بہت قدر کے لایق ہین — انکے تمام صفات پرخیال

ہوسکے اور اس امر کو ملحوظ کرکے کہ انکو میرے یقین میں سچی دوستی باہمی انکو نہ تھی
سی ہے ۔ اگر میری رائے لیجاتی تو غالب ہے کہ میں دربار کے لوگوں میں
ان سے بہتر اسی دوسرے کو منتخب نکرسکتا ۔

فتح سرنگپٹن کے بعد جو ۱۷۹۹ء میں ہوئی تب جب میر عالم جو اس فوج میں
افسر اعلی فوج آصفیہ کے تھے حیدرآباد کو واپس آئے تو اونکی بڑی عزت ہوئی ۔
حضور پرنور نے اپنا خاص ہاتھی میر عالم کے لینے کو بھیجا اور تمام ارکین سلطنت
اور امراے حیدرآباد کو حکم کیا کہ پانچ پانچ میل شہر پناہ سے باہر جا کر میر عالم کا
استقبال کریں اور اونکو نہایت شان و شوکت سے شہر میں لائیں ۔
اونکی کامیابی کی وجہ سے اونکے بہت دشمن ہو گئے اور تھوڑے ہی
دنوں کے بعد غلط اور خلاف واقع الزامات کے بابت ایک قلعہ میں جو حیدرآباد
کے قریب ہے یہ قید کئے گئے لیکن بہت جلد رہا ہوئے اور اعظم الامرا کی
وفات تک جو ۱۸۰۴ء میں ہوئی یہ خانہ نشین رہے اور اوسکے بعد پھر وزیر
ہوئے ۔ انہوں نے اپنی فارسی خطوط کو بطور کتاب جمع کیا اور اوسکا نام انشاء عالم
رکھا ۔ یہ خطوط اعلی درجہ کی انشاپردازی کا نمونہ ہیں لیکن یہ کتاب
طبع نہیں ہوئی ۔ ایک اور کتاب تاریخ مسمّے بہ حدیقۃ العالم بھی انہیں کی

مشہور ہے یہ دکن کی تاریخ ہے اور مرزا عبد اللطیف خان شوستری نے
اوسکو اونکے نام سے تالیف کیا — یہ نہایت خوش مزاج اور شگفتہ رو آدمی
تھے — صحت اونکی ہمیشہ خراب رہتی تھی — انگریزونکی ساتھ جو انکا ارتباط
مشہور رہا تو اس وجہ سے اونکے دشمن بھی زیادہ تھے — اوس روپیہ
جو انعام فتح سرنگپٹن کی بابت اونکے حصہ میں پڑا تھا انہون نے قریب
حیدرآباد ایک تالاب بنوایا جو اونکے نام سے مشہور ہے اور سواے
تالاب کے پل بنوایا اور ایک باغ اور پختہ سرا مسافرون کے لئے قیام گاہین بنوائین
تہین — اونکے زمانہ وزارت میں جب قحط پڑا تو اونہون نے یہ انتظام
کیا کہ غلہ خرید کیا جاتا تھا اور ارزان نرخ پر غربا کے ہاتھ فروخت ہوتا تھا —
اونکا قاعدہ تھا کہ دو سو فقرا کو اپنے ذاتی باورچیخانہ سے کہانا کہلواتے تھے
میر عالم کے انتقال کے بعد اونکے داماد منیر الملک وزیر ہوے لیکن اونکی وزارت
الیسی شرائط کے ساتھ ہوئی کہ درحقیقت انکو کچھ اختیارات نہ تھے — اوس
زمانے کے صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے اصل اختیارات سلطنت راجہ
چندو لعل پیشکار کے ہاتھ مین تھے — دوسرے عقد سے منیر الملک کے
دو لڑکے تھے — بڑے کا نام محمد علی شجاع الدولہ تھا اور اونسے چھوٹے کا

نام غلام علیخان سراج الملک — اوپر بیان ہو چکا ہو کہ نواب محمد علی خان شجاع الدولہ کی شادی سید کاظم علیخان کی صاحبزادی کے ساتھہ ہوئی — یہہ صاحب ایک معزز رئیس خاندان سادات نیشاپور ملک ایران مین سے تھے — اس عقد سے فخر خاندان و مسلمانان ہند **نواب میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ** پیدا ہوئے —

اونکی ابتدا سے تعلیم کچھہ نہین ہوئی کہ جسکی وجہ سے کہا جاتا کہ وہ اوس اعلے عہدے کے لایق ہوے جسکو اپنی عمر کی آخری ۳۰ سال تک انہون نے انجام دیا — انکی ایام طفولیت مین قلت سرمایہ اور دیگر خاندانی تکالیف اس قسم کی تھین کہ کچھہ آیندہ بہبودی کی امید نہین پائی جاتی تھی — وہ خاندان جسکا آخر مین انہون نے ایسا نام روشن کیا انکی پیدایش سے پچاس سال پیشتر ایک بڑا با اقتدار خاندان حیدرآباد مین تھا — اوپر بیان ہو چکا ہے کہ میر عالم نواب مرحوم کے پرنانا نے اپنی وزارت کی حالت مین انتقال فرمایا اور اونکے بعد نواب مرحوم کے دادا منیر الملک وزیر ہوے مگر اونکی وزارت صرف برای نام تھی اصل اختیارات سلطنت راجہ چندو لعل کے ہاتھہ مین تھے اور نواب صاحب کی خاندانی دولت روز بروز

کھینچی جاتی تھی — نواب منیر الملک کے اخراجات اونکی آمدنی سے بہت
زیادہ تھے ۱۸۴۳ء مین بیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑکر انتقال فرمایا —
حضور پر نور نصیر الدولہ بہادر نے انکا قرضہ ادا کر دیا لیکن بطور کفالت انکی
کل جایداد معہ تالاب میر عالم نزول کرلی — نواب منیر الملک مرحوم کو روپیہ
کے معاملات مین نہایت بے پروائی تھی مگر نیک دلی اور رحمدلی کے ساتھ
ایک قصہ مشہور ہے جس سے انکی بے انتہا محبت اپنے پوتے کے ساتھ
ظاہر ہوتی ہی — لوگ کہتے ہین کہ جب (نواب میر تراب علیخان بہادر)
مرحوم چار سال کے تھے تو ایکدفعہ تپ شدید مین مبتلا ہوئے اور بہت
کم امید انکی صحت کی رہگئی تو انکے دادا نے دعا کی کہ بار خدایا اگر اس بچے
کو موت آنے والی ہی تو اسکے عوض مجھے اس دنیا سے اوٹھا لے مگر اسکو
صحت دے — اوس مجیب الدعوات نے انکی دعا قبول فرمائی اور نواب
میر تراب علیخان بہادر صحیح ہوگئے — اور اوسکے چند روز کے بعد نواب
منیر الملک نے انتقال فرمایا — انکے انتقال کے بعد نواب سراج الملک
نواب میر تراب علیخان بہادر کے چچا افسر خاندان ہوئے —
نواب میر تراب علیخان بہادر) اس بخار سے صحیح ہوگئے تھے لیکن

بارہ یا تیرہ سال کی عمر تک نہایت ضعیف و نحیف رہے ۔ چھہ برس کی عمر مین
انکی تعلیم انکی دادیصاحبہ کی نگرانی مین شروع ہوئی مگر تیرہ سال کی عمر تک زیادہ تر
بسبب علالت کے تعلیم و تدریس مین خلل پڑتا رہا ۔ **نواب سر سالار جنگ**
کے والد نے انکو بہت کم سن چھوڑ کر انتقال فرمایا تھا اور اس وجہ سے انکی پرورش
اونکے عم بزرگوار نواب سراج الملک مرحوم کے متعلق رہی جنہون نے لاولد
ہو کی وجہ سے انکو مثل اپنی اصلی اولاد کے رکھا ۔ دس گیارہ سال کی
عمر سے **نواب سر سالار جنگ** کی تعلیم زیادہ تر توجہ کے ساتھ ہونے
لگی اور اوس زمانے کے موافق جو چیزین ایک ایسی امیرزادے کے
لئے ضرور تھین وہ سب سکھائی گئین ۔ یعنی فارسی و عربی کا علم ادب
و انشا پردازی ۔ نیزہ بازی شہسواری ۔ اور دیگر ورزش کے کھیل
نواب صاحب مرحوم کو گھوڑے کی سواری کا بہت شوق تھا ۔ اکثر
نہایت بے خوف ہو کر وہ گھوڑے پر چڑھتے اور کئی بار خوفناک واقعات سے
بچ گئے ۔

انہون نے اپنے زمانہ شباب ہی مین اپنی ذہانت سے کسیقدر زبان
انگریزی کا بھی علم حاصل کر لیا ۔ رزیڈنسی کی آمد و رفت کی وجہ سے حصول

علم انگریزی مین اور بھی مدد ملی رفتہ رفتہ اونکی مشق بڑہتی گئی اور چند سال اپنے وفات کے قبل **نواب صاحب** مرحوم بخوبی زبان انگریزی سے واقف و ماہر ہوگئے تھے —

نواب نصیر الدولہ مرحوم نے کسیقدر جاگیر بعد ضبطی کے خاندان کی پرورش کے لئے چھوڑ دی تھی — **نواب سر سالار جنگ** مرحوم کو پہلا تعلق مال کے کام سے یہہ ہوا کہ انکی دادی صاحبہ نے قلیل المقدار جاگیر کا حساب کتاب انہین سے متعلق کردیا **نوابصاحب** مرحوم نے سرکاری کام ۱۸۴۷ء مین شروع کیا — اس سنہ مین انکے عم بزرگوار نے انکو اون اقطاع ملک تلنگانہ کا تعلقدار مقرر کیا جو مسٹر ڈائیٹن کے زیر انتظام تھے — مسٹر ڈائیٹن کی موقوفی کی یہہ وجہ تھی کہ اوس زمانے مین گورنمنٹ ہند نے ممانعت کی تھی کہ سلطنت حیدرآباد مین کوئی یورپین مقرر کیا جاے — **نوابصاحب** مرحوم صرف آٹھہ مہینے تعلقدار رہے اور باوجود یکہ وہ دورہ نہین کرسکے تاہم مسٹر ڈائیٹن کی طرز انتظام کو بخوبی سمجھ گئے اور مسٹر ڈائیٹن کی نیابت سے ان انتظامون مین اور بھی مدد ملتی تھی —

۱۸۴۸ء مین حضور پرنور نصیر الدولہ نے تمام خاندانی جایداد نواب سراج الملک مرحوم

کو واپس عنایت فرمائی **نواب سر سالار جنگ** کو اون جاگیرونکا
انتظام سپرد ہوا - اسکے پانچ برس کے بعد نواب سراج الملک نے انتقال
فرمایا نواب سراج الملک بہت تیز فہم اور مردم شناس تھے - انہون نے
نواب مختار الملک مرحوم کی ذکاوت ذہن دیکھکر انکو اپنا مشیر قرار دیا اور
اوس زمانہ پرشور و شغف کی پیچیدگیون کے سبب انسی اکثر صلاح لیتے تھے -
نواب سالار جنگ کی دیانت اور راستبازی ابتدا سے عمر سے ظاہر
ہوتی تھی **نوابصاحب** مرحوم اپنے عم بزرگوار کی طرز انتظام اور اوس
طریقہ کو جس طریقہ سے سلطنت کے لئے آمدنی بڑہائی جاتی ہے نہایت ناپسند فرماتے
اوس زمانے مین یہہ رواج تہا کہ جب کنٹنجنٹ کی فوج کا خرچ یا اور سرکاری قرض
ادا کرنے کے لئے ضرورت ہوتی تھی تو عربون اور پٹہانون سے بے انتہا سود
پر روپیہ قرض لیا جاتا تہا اور تعلقہ کے تعلقہ بطور کفالت اونکو دیدیے جاتے تھے
اور وجہ یہہ تھی کہ ساہوکارون نے روپیہ قرض دینا بالکل بند کر دیا تہا -
نواب سالار جنگ مرحوم اس طریقہ سے ہمیشہ مخالف رہتے تھے جب
نواب مرحوم دیوان ہوئے تو پہلا انتظام انکا یہہ تہا کہ ساہوکارون کے
وثوق پر ہوہون نے گورنمنٹ کا اعتماد پیدا کیا اور پرانا طریقہ عربون سے

قرض لینے کا بالکل سد و د کر دیا۔

سراج الملک کے زمانے مین ملک اور انتظام کی حالت نہایت خراب تھی مالگزاری کو ٹھیکہ پر دینے کے طریقہ نے بالکل ملک کو تباہ کر دیا تھا اور آمدنی کے بہ نسبت کئی لاکھہ روپیہ سالانہ خرچ زیادہ تھا سنہ ۱۸۴۳ء جبکہ راجہ چندو لعل نے استعفا دیا اور نواب مختار الملک مرحوم دیوان ہوئے تو سنہ ۱۸۵۳ء تک اسقدر خرابیان ملک مین رہین کہ کسی اور ریاست مین نہوئی ہونگی بین سلطنت پر بے انتہا قرضہ تہا۔ خزانہ سرکاری بالکل خالی تہا۔ حضور پر نور کا ذاتی روپیہ تک بہ فضول خرچ ہو کر جاتا تہا یہانتک کہ حضور پر نور کے زیورات تک اسی کام کے لئے رہن ہو گئے تھی۔

نواب سالار جنگ مرحوم کے عم بزرگوار کا اپنے دوبارہ وزارت کے ایام مین بروز سہ شنبہ ۲۶ مئی سنہ ۱۸۵۳ء کو انتقال ہوا۔ اوسکے پانچوین روز ایک دربار عام مین جہان کہ صاحب رزیڈنٹ کرنیل لوبلی موجود تھے حضور پر نور نے نواب مختار الملک مرحوم کو خلعت وزارت مرحمت فرمایا اپنے چچا کے انتقال اور اپنی وزارت جسکی کچہہ امید نہ تھی۔

نواب صاحب مرحوم نے اس سبا نہوبہناک حادثہ کو ایسے حسرت انگیز

اثر دار جملو مین لکہا ہے کہ جس سے بہتر مطلب دا کرنیکا وسیلہ شاید ممکن نہو ۔ یہ خط نواب صاحب مرحوم نے یکم جون ۱۸۵۳ء کو اونہن مسٹر ڈائیٹن کے نام لکہا ہے جنکی جگہہ پر چہہ سال پیشتر اونہون نے کام کیا تہا ۔ اس خط کا خلاصہ مضمون یہہ تہا کہ اس ڈاک مین آپکو میری چچا کے انتقال کی افسوسناک خبر (جو ۲۶ ماہ گذشتہ کو ہوا) پہونچے گی چند روز سے اونکو بخار وغیرہ کی شکایت چلی جاتی تہی لیکن ۲ ماہ گذشتہ کو اون پر اسقدر مرض وضعف کا غلبہ ہوا کہ نشست و برخاست سے بالکل معذور ہو گئے ۔ باوجود شدت علالت کے جب اونکو قدرے افاقہ ہوا تو بروز شنبہ شریک دربار ہوے اور حضور کی طرف سے گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ معاہدہ جدید کی تحریر وتکمیل کی ۔ اس کے بعد اونکی حالت ابتر ہو گئی مرض نے لحظہ لحظہ ترقی کرنی شروع کی ۔ ۲۴ وین تاریخ بروز دوشنبہ حسب صلاح ڈاکٹر میکلین نقل مکان کیا گیا اور بستن جی کے مکان واقع چادرگہاٹ پر اونکو لیگئے تو بھی اونکی حالت آناً فاناً ابتر ہوتی گئی آخرکار ۲۶ مئی روز پنجشنبہ ۷ بجے شام کو انتقال فرمایا ۔ نعش کو شہر مین لیگئے اور دوسرے روز تجہیز وتکفین ہوئی ۔ جو صدمہ کہ ہم لوگون کو خصوصاً دادی صاحبہ کو پہونچا اوسکا بیان غیر ممکن ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ آپکو بھی بہت ملال ہوگا ۔

اس سانحہ مین مجھے اوس جدید معاہدہ کی نقل بھیجنے کی مہلت نہوئی لیکن جنرل فریزر کو ایک نقل بھیجی ہے یقین ہے کہ آپ کی نظر سے بھی گزریگی —

۳۰ وین مئی کو بروز دوشنبہ حضور پرنور نے دفعتہً یاد فرمایا اور ارشاد ہوا کہ دوسرے بھی حاضر رہین اور صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی اوسی وقت مدعو ہون چنانچہ ۳۱ مئی کو دربار ہوا اور بغیر میری یاد ادی صاحبہ کے درخواست کے حضور پرنور نے مجھے خلعت دیوانی اور راجہ نرندر بہادر کو خلعت پیشکاری مرحمت فرمایا —

جی چاہتا تھا کہ عم مرحوم کی جاگیر پر قابض رہکر گوشہ نشینی مین بسر کرون اور اپنی عمر کو اون خدشات و افکار مین نگزارون جو عہدۂ دیوانی کے ساتھ متعلق ہین خصوصاً ان دنون مین کہ حوادث گوناگون سے ایک تلاطم پیدا ہے لیکن ممکن نہوا اور میرے یورپین اور ہندوستانی دوستون کی یہہ صلاح قابل تسلیم نظر آئی کہ اگر مین اس عہدے سے انکار کرونگا تو مین اور میرا خاندان تباہی مین پڑجائیگا اگر خدا نے چاہا تو حتی المقدور اس امر مین کوشش کرونگا کہ اس سلطنت کو انواع انواع پیچیدگیون اور طرح طرح کی اولجھنون سے نکالون اور انتظام درست کرون —

اثروار جلو ئمین لکھا ہے کہ جس سے بہتر مطلب ادا کریگا وسیلہ شاید ممکن نہو ۔ یہہ خط نواب صاحب مرحوم نے یکم جون ۱۸۵۳ء کو اونہین مسٹر ڈائیٹن کے نام لکھا ہے جنکی جگہہ پر چھہ سال پیشتر اونہون نے کام کیا تھا ۔ اس خط کا خلاصہ مضمون یہہ تھا اُس ڈاک مین آپکو میری چچا کے انتقال کی افسوسناک خبر (جو ۲۶ ماہگذشتہ کو ہوا) پہونچے گی چیندر وز سے اونکو تجار وغیرہ کی شکایت چلی جاتی تھی لیکن ۲ ماہگذشتہ کو اون پر اسقدر مرض وضعف کا غلبہ ہوا کہ نشست وبرخاست سے بالکل معذور ہوگئے ۔ باوجود شدت علالت کے جب اونکو قدرے افاقہ ہوا تو بروز شنبہ شریک دربار ہوے اور حضور کی طرف سی گورنمنٹ انگریزی کے ساتھہ معاہدہ جدید کی تحریر وتکمیل کی ۔ اس کے بعد اونکی حالت ابتر ہوگئی مرض نے لحظہ ترقی کرنی شروع کی ۔ ۲۴ وین تاریخ بروز دوشنبہ حسب صلاح ڈاکٹر میکلین نقل مکان کیا گیا اور پستن جی کے مکان واقع چادر گہاٹ پر اونکو لیگئے تو بھی اونکی حالت آناً فاناً ابتر ہوتی گئی اخرکار ۲۶ مئی روز پنجشنبہ ۷ بجے شام کو انتقال فرمایا ۔ نعش کو شہر مین لیگئے اور دوسرے روز تجہیز وتکفین ہوئی ۔ جو صدمہ کہ ہم لوگون کو خصوصاً دادی صاحبہ کو پہونچا اوسکا بیان غیر ممکن ہے ۔ مجھے یقین ہی کہ آپکو بھی بہت ملال ہوگا ۔

اس سانحہ مین مجھے اوس جدید معاہدہ کی نقل بھیجنے کی مہلت نہوی لیکن جنرل فریزر کو ایک نقل بھیجی ہے یقین ہے کہ آپ کی نظر سے بھی گزریگی —

۳۰ دین مئی کو بروز دوشنبہ حضور پرنور نے دفعتہً یاد فرمایا اور ارشاد ہوا کہ دوسرے بھی حاضر رہین اور صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی اوسی وقت مدعو ہون چنانچہ ۳۱ مئی کو دربار ہوا اور بغیر میری یاد اوری صاحبہ کے درخواست کے حضور پرنور نے مجھے خلعت دیوانی اور راجہ نرندر بہادر کو خلعت پیشکاری مرحمت فرمایا —

جی چاہتا تھا کہ عم مرحوم کی جاگیر پر قابض رہکر گوشہ نشینی مین بسر کرون اور اپنی عمر کو اون خدشات و افکار مین نگزارون جو عہدۂ دیوانی کے ساتھ متعلق ہین خصوصًا اندنونمین کہ حوادث گوناگون سے ایک طلاطم پیدا ہے لیکن ممکن نہوا اور میرے یورپئین اور ہندوستانی دوستون کی یہہ صلاح قابل تسلیم نظر آئی کہ اگر مین اس عہدے سے انکار کرونگا تو مین اور میرا خاندان تباہی مین پڑجائیگا اگر خدا نے چاہا تو حتی المقدور اس امر مین کوشش کرونگا کہ اس سلطنت کو انواع انواع پیچیدگیون اور طرح طرح کی اولجھنون سے نکالون اور انتظام درست کرون —

مسٹر بائی سن کے خط مین جو ایما جواہرات کے فروخت کا ہوا تھا مین امید کرتا ہون کہ آپ اوسمین ابہی تہوڑے دنون توقف کرینگے ۔ آپ سچ سمجھیے کہ جہان تک مجھسے ممکن ہوگا مین روپیہ دیکر فک رہن مین کوشش کرونگا ۔ یہہ جواہر جنکا اس خط مین ذکر ہے وہی ہین جنکو نواب نصیر الدولہ مرحوم نے قرض ادا کرنے کی غرض سے رہن کیا تھا ۔

جن امور کا کہ **نواب مختار الملک** مرحوم نے وعدہ کیا تھا وہ امور اب صفحات تاریخ ہندوستان پر یادگار رہگئے ۔ فی الواقع نہایت سچائی اور ایمانداری کے ذریعہ سے نواب مرحوم نے اس سلطنت کو دوبارہ زندہ کرکے نوجوان بنا دیا ۔ جن لوگون نے حیدرآباد کو اوس زمانہ مین دیکھا تھا اونمین سے بہت ہی کم شاید دس پانچ آدمی ایسا یقین کرتے تھے کہ حیدرآباد کی یہہ صورت ہوجاگی جو اب ہے ۔ **نواب مرحوم** کی نوعمری ملک کی بے انتہا ابتر حالت **سراج الملک** مرحوم کی طرف حضور پرنور اور اون کے درباریونکا یہہ گمان کہ ملک برار انگریزون کو اونکی طرفداری کی وجہہ سے دیدیا اور اس سبب سے حضور پرنور اور اہل دربار کی ناراضی ان سب خرابیون کے علاوہ نواب صاحب مرحوم کے لڑکپن اور ناتجربہ کاری کی خلش ۔

اس جگہہ پر مین صیغہ مال کی اوس رپورٹ سے کے چند فقرات نقل کرتا ہون جو نواب صاحب مرحوم کے زمانہ ۱۸۵۳ء مین سب سی پہلے شایع ہوئی — اونہون نے یعنے نواب مدار المہام سر سالار جنگ نے انتظام ملکی اور خزانہ کی حالت نہایت ابتر پائی — اور سب سے بڑی خرابی یہہ ہوئی کہ عین اوسی زمانہ مین جبکہ اونہون نے یعنی سراج الملک نے انتظام دیوانی اپنے ہاتھہ مین لیا اضلاع برار واری چور دو آب ونلدرگ جنکی آمدنی اس زمانے مین ۳۳۹۷۴۳۴ روپیہ سالانہ کی تھی و نیز اضلاع بہام والبور وغیرہ سرکار عظمت مدار ایسٹ انڈیا کمپنی کے حوالے کر دیا — اس واقعہ کی وجہ سے ملک اور بھی ضعیف ہوگیا —

گو کہ کنٹنجنٹ فوج کے اخراجات کی بابت جو قرض تھا اور نیز اوسکے سالانہ اخراجات کے بار سے خزانہ سبکدوش ہوگیا تہا لیکن ایک کثیر التعداد جاگیردار و نیز جاگیرین ان اضلاع مین تہین اور گورنمنٹ انگریزی نے اونکو بیدخل کر دیا تھا — جاگیردار ایلچ پور و بہوم سلطان نواز جنگ — دلاور نواز جنگ — بڈہن خان — عبداللہ بن علی عمر بن عود — وغیرہ نے اپنی جاگیرون کے معاوضہ کا یا اوس روپیہ کا جو گورنمنٹ کے ذمہ تہا دعویٰ کیا — انمین ہر ایک کے دعوی کی مقدار پانچ لاکھہ سے

تیس لاکھہ روپیہ تک تھی اور کوئی آمدنی باقی نہ تھی جس سے حضور پر نور کے قرابت داران
اور منصب داروں کو کچھہ دیا جاسے۔ حضور پر نور خود اسپنے رہن شدہ جواہرات
کے چہوڑانے کی بڑی فکر تھی جنکو مسٹر ڈائیٹن انگلستان لیگئے تھی۔

اوس قرضہ کی مقدار جو اس ملک کے ساہوکاروں کا تھا دو کروڑ ستر لاکھہ تھی۔
یہہ بھی اس جگہہ پر ذکر کرنا چاہئیے کہ نواب مرحوم کی وزارت کے چند سال بعد جب
ان ساہوکاروں کے قرضہ کا تصفیہ ہوا تو نہایت ہی انصاف اور ایمانداری
اور بڑی غور و تفتیش کے بعد انچاس لاکھہ روپیہ اس قرضہ کی مقدار رہگئی۔ اوس
وقت حضور پر نور کے گرد جسقدر مجمع خود غرض خوشامد خوروں اور سرکاری آمدنی
کے لوٹنی والوںکا تھا اوس سے تعجب آتا ہے کہ نواب مرحوم سے چند ہی ہفتوںکے
بعد وزارت کیوں نہ لے لیگئی۔ اصل یہہ ہے کہ جن لوگوں نے اسکے اس
عہدے پر مقرر ہونیکے لئے تائید کی تھی تو صرف یہہ سمجھکر کہ یہہ نوجوان انتظام سلطنت سے
محض لاعلم ہیں ہمارے ہاتوں مین کہلونے کیطرح رہینگے۔ اور ہم اونکے ذریعہ
سے اپنے اغراض فاسدہ حاصل کرتے رہینگے۔ مگر تہوڑے ہی دنوں کے بعد
اونکو یہہ معلوم ہوا کہ وہ غلطی پر تھے۔ اسوجہہ سے وہ بھی ان سے جدا ہوگئے
وہ لوگ جو تیس سال تک حیدرآباد کے دربار کی خراب باتوں مین اپنی زندگی بسر

کرتے رہے نواب مرحوم کی سخت دیانت داری کو بہت ناپسند کرتے تھے ۔

لیکن **سر سالار جنگ** مرحوم نے کبھی اپنے طریقہ کی بہتری مین کچھہ شبہہ نہین کیا اور باوجود تمام مخالف کوششون کے انکا انتظام بدستور قائم رہا بلکہ ہر سال قوی ہوتا گیا ۔ انکی راست بازی اور اپنے وعدہ کی ایفاء مین مضبوطی نے دو بہت بڑے گروہون کو انکا طرفدار بنا دیا یعنی ساہوکار اور عرب جمعدار سب اونکی طرف ہوگئے ۔

عربون کے ہاتہہ مین اوسوقت نصف آمدنی سرکاری اور کل اقتدارات تھی ۔ اور ساہوکارونکے پاس روپیہ تہا ۔ ساہوکار بلا تردد **نواب مرحوم** کو روپیہ قرض دیتے تھی کیونکہ بغیر قرض لئے ملک کی ابتر حالت کو درست کرنا ممکن نتہا اس عہدے پر مقرر ہونے کے بعد نواب مرحوم نے حضور پر نور سے ایک درخواست کی جسکا مضمون یہہ تھا ۔ ”خانہ زاد کی طرف سے اس امر کی درخواست کی جاتی ہے کہ حضور پرنور کے اعزا و ملازمین ذاتی اور فوج صرف خاص کی تنخواہ ماہانہ کی نسبت اور نیز موقوفی و بحالی تعلقہ داران اور حساب کی جانچ اور نئی فوج کی بہرتی کے بارہ مین جو تدابیر کمترین اختیار کرے حضور پرنور اوسکو منظور فرمائین ۔ اور یہہ کہ کمترین کو اجازت دیجاے کہ ملازمین فوج و دیوانی کو

جو حکم عدولی سرکار عالی کرین سزا دیجاے - اور نیز یہہ کہ اگر سرکاری امور مینا
حضور پرنور سے کوئی شخص کمترین کی شکایت کرے تو بغیر کمترین سے تحقیق فرمائے
اوسکی طرف توجہہ مبذول نفرمائی جاے ۔ حضور پرنور ایسے امور کے عادی
نتہے اولاً بہت تامل فرمایا لیکن آخرکار ایک شخص برہان الدین نامی کے کہنے سے
جنکو حضور کے مزاج مین بہت دخل تہا حکم منظوری تحریر فرماکر درخواست واپس کی
اس درخواست مین کچہہ بہت خوفناک مطالب نتہے - منظوری کے چندروز
بعد جب نواب صاحب مرحوم نے اس درخواست کا ترجمہ رزیڈنٹ
کو بہیجا تو اوس کے ساتھہ یہہ تحریر فرمایا - اس قسم کی درخواست بادی النظر
مین شاید فضول سمجہی جاے کیونکہ یہہ تمام اختیارات اوس عہدے کے ساتھ ملحق
ہین جس عہدے پر مین ہون - لیکن آپ موجودہ حالات سے خوب واقف
ہین - اس قسم کی دستاویز جس پر حضور پرنور کے دستخط موجود ہین آیندہ
بہت سی عام غلط فہمیون کے حملون کو سپر بنکر رو کیگی - یہہ درخواست
ایک عمدہ ابتدا اون تمام ترقیون اور اصلاحون کی تھی جو نواب صاحب مرحوم نے
اپنی تنتیس برس کی وزارت مین کین - اب مین اس امر کا ذکر کیا چاہتا
ہون کہ نواب صاحب مرحوم نے کیونکر اون علاقہ جات کو جو قرض مین رہن تھے

چھوڑ ایا اور کیونکر عربون اور پٹھانون کی قوت کو توڑا اور کس طرح رفتہ رفتہ اون اعلی انتظامات کی نوبت آئی جنمین نواب صاحب کی آخری عمر کے پندرہ برس صرف ہونمین مشہور رہیں —

اس وزیر باتدبیر کی پہلی کوشش اصلاح ملک کی نسبت یہہ تھی کہ عربونکی قوت (جو تمام ملک پر حاوی تھے) توڑ دیجائے - اس امر کی بھی تجویزین ہوی تھین کہ فوج جس کی تنخواہ کا بڑا بار آمدنی پر پڑتا ہی کم کی جائے — عام احکام تعلقہ دارون اور جاگیر دارون کے نام اس مضمون کے جاری ہوی تھے کہ عربون اور روہیلون اور پٹھانون کی تنخواہ ادا کر کے یہہ لوگ موقوف کر دیئے جائین - لیکن ابتدا ان احکام کی تعمیل بہت کم ہوئی — اوس زمانے مین عرب اور دیگر قوت دار مہاجن ہر قسم کی تدبیر اپنا روپیہ وصول کرنے کے لئے مدیونونکی نسبت عمل مین لاتے تھے — مدیون اکثر جمعدارون کے مکان مین قید رہتے تھے اور جب تک وہ روپیہ بیباق نہین کرتے تھے نان خشک اور پانی ملتا تھا اور بعضون کو فاقے دیئے جاتے تھے مدیون کے مکان پر عربونکا پہرا ہو جاتا تھا آمد و رفت بند کر دی جاتی تھی — ان عربون کے دعووں کے فیصلے اور اونکی زیادتیون کی روک کے لیے وزیر مرحوم نے ایک خاص عدالت قایم کی جس کا اجلاس نواب صاحب کے

مکان پر ہوتا تھا - ابتدا ہی سے یہہ عدالت نہایت مفید ہوی -- اوس ملک
کے دو نامی عرب جمعدارون نے جنکے نام عبداللہ بن علی اور عمر بن عود تھے
عدالت کی ڈگریون کی بڑی اعانت کی - ان سردارونکے نام حکم نافذ تھا کہ
جو شخص انکی قوم مین سے سرتابی کرے اوس کو فوراً گرفتار کرکے سزا دین -
اور اس مقصد کے حاصل کرنے مین جو تدبیر مناسب جانین عمل مین لائین -
ان تمام مقاصد مین وزیر مرحوم کو عرب جمعدارون سے مدد ملتی تھی اور یہہ مدد
اوسوقت بہت بکار آمد ہوی کیونکہ ان سردارونکو اپنی قوم پر بڑے اختیارات
تھے - ان اصلاحون کے ساتھ بڑی بات یہہ تھی کہ نوابصاحب مرحوم
نے گورنمنٹ نظام کا اعتبار قایم کر دیا تہا - نواب صاحب کی وزارت
کے قبل یہہ اعتبار اسقدر گھٹ گیا تہا کہ کوئی ساہوکار سرکار کو روپیہ قرض نہ دیتا تہا
لیکن ۱۸۵۳ء کے اختتام سے پہلے اس گروہ کے خاص خاص لوگون سے ایسی
خوش معاملگی کے ساتھ انتظام کیا گیا کہ سرکار کو روپیہ قرض دینے لگے -
ایک اور بہت بڑی تجویز نواب مرحوم نے کی تھی جس مین آخرالامر انکو
کامل کامیابی حاصل ہوی یعنی اوس زمانے مین بہت سے زمینین اور جاگیرین
عربون اور پٹھانون کے قبضہ مین تہین یہہ زمینین اور جاگیرین یا نوابصاحب کے

بیدرگون سنے سرکاری قرضہ مین رہن کردین تہین یا اور ذی اختیار لوگون سنے
وقتاً فوقتاً گروکین — نوابصاحب مرحوم سنے ان تمام اراضی اور جاگیرون کو
بڑی کوشش سے واپس لیا ۔ ۱۸۵۰ء مین ان کا جب تخمینہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ
۶۵ لاکہہ روپیہ سالانہ کی آمدنی تھے — اسکے علاوہ اور ونکی بہی ذاتی جاگیرون
پر بہیہ لوگ قابض تہے جنکی آمدنی پندرہ یا اٹہارہ لاکہہ روپیہ سالانہ کی تہی اور تیس
لاکہہ روپیہ آمدنی کے اضلاع انہین عرب اور پٹہانون کی حفاظت مین تھے —
یعنی اون اضلاع کے ٹہیکہ دارون سے گورنمنٹ کو زرپیشگی دیدیا تہا اور ان
عربون اور پٹہانون کی ضمانت تھی کہ جب تک وہ روپیہ وصول نہو جاسے
یہہ لوگ اون اضلاع سے بیدخل نہ کئے جائین — اور اوس زمانے مین یہہ
عام رسم تھی کہ ایک شخص کے ہاتھہ ایک ضلعہ کی آمدنی فروخت کر دی جاتی
تھی اور پہر تہوڑے دنونمین دوسرے کے ہاتہہ فروخت ہوتی تھی مقصد
یہہ تہا کہ زر نقد ہاتہہ لگے کیونکہ گورنمنٹ کو روپیہ کی بہت ضرورت رہتی تھی
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۸۵۰ء مین ایک کرور سے زیادہ آمدنی پر عربون
اور پٹہانون کا قبضہ تہا اضلاع برار وغیرہ جب سرکار انگریزی کو دی گئی
ہین تو بہت سے یہہ لوگ بیدخل کر دیئے گئی اور انہون سنے مقدار کثیر

کے دعوے سرکار عالی پر کیے جنکو نوابصاحب نے رفتہ رفتہ ادا کیا۔
بڑی تدبیر جو نوابصاحب مرحوم نے ان عربون کے ہاتھ سے اوس بڑی
سرکاری آمدنی کے واپس لینے کے لئے کی وہ یہہ تھی کہ ان عربون اور پٹھانون
کا روپیہ جہان تک ممکن تھا سرکاری آمدنی سے ادا کیا اور باقی کے لئے
ساہوکارون سے ضمانت دلوادی ۔۔۔
اسی تدبیر سے متعلق آخر ستمبر ۱۸۵۳ء مین انہون نے جو مضمون کرنل لوکو
لکہا ہے کہ وہ اوسوقت حیدراباد سے جاکر سپریم کونسل کے ممبر ہو گئے
تھے، وہ یہہ ہے " مین نے تعلقہ دارون سے جو بالکل لالہ بہادر کے
مددگارون سے تھے وہ اضلاع جنکی آمدنی پندرہ لاکھ روپیہ کے قریب تھی
مسترد کرلئے میری خواہش ہے کہ عربون کے قبضہ مین جو پچیس لاکھ روپیہ
کی آمدنی کے ہین وہ بھی واپس لون لیکن لالہ بہادر وغیرہ اپنے اغراض
فاسدہ کے لئے اسمین مشکلین ڈالتے ہین ۔ مین قبل اسکے کسی نہ کسی قدر
ان امور کا فیصلہ کرچکا ہوتا ۔ مگر برہان الدین کی علالت نے مجھے روک دیا
آپ جانتے ہین کہ میرے اور حضور پرنور کے درمیان بھی وکیل ہین اور
بھی ایک شخص ہین جنکو حضور پرنور کے مزاج مین بہت دخل ہے اور

اور انہین کی وجہہ سو میری تدابیر منظور کئے جاتے ہین - مجھے امید ہی کہ لاابہاد کی سازشون اور خود غرضیونکا مجہپر کچہہ اثر نہ ہوگا اور مین ان اضلاع کو عنقریب ان سے واپس لیلونگا - لیکن ایسی حالات مین جیساکہ مین نے بیان کیا جب تک گورنمنٹ انگریزی کی اعانت نہو میرے لئے ان تدابیر کا عمل مین لانا بہت مشکل ہے - مین چاہتا ہون کہ کسی تحریر مین جو نواب گورنر جنرل اس دربار مین بہیجین یہان کے اعلی افسران مال کی بد دیانتی اور بداعمالیون کی طرف کچہہ اشارہ کر دیا جاے - اس قسم کے اشارے کی وجہہ سے ان افسرونکو ایک خوف پیدا ہوگا اور میری قوت بڑہ جاے گی" اس خط سے معلوم ہوسکتا ہی کہ نواب مرحوم کو اپنے انتظام مین کن کن مشکلون کا سابقہ پڑتا تہا اونہون نے ان مشکلونکا مقابلہ بڑی جوانمردی اور نہایت صبر و بردباری سے کیا - ان صفات مین نواب سر سالار جنگ اپنا مثل نہین رکہتے تھے - انہین صفات کی بدولت نواب صاحب ہمیشہ اون دقتون پر غالب آگئے جنسے ہر ایک معمولی قسم کا انسان گہبرجاتا ہے یہی صفات نوابصاحب کی تمام کامیابیونکا باعث ہین جو اونکو اپنی ابتداء عمر اور آخر عمر کی پیچیدگیون مین حاصل ہوئین - خوشی کی بات یہہ ہے

کہ اونکو شروع ہی سے گورنمنٹ انگریزی سنے مدد دی جسکی اونہون سنے اس خط مین خواہش کی تھی — اور اس اعانت حاصل کرنمین اونکی کوشش آخر عمر تک ضایع نہین گئی — بجز چند روز کے جسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا — لیکن ساتھہ ہی اسکے نواب مرحوم سنے اس اعانت کو کبھی غیر واجبی طور سے استعمال نہین کیا —

اپنی وزارت کے چند روز بعد نوابصاحب مغفور نے اپنی شادی ان عفیفہ کے ساتہہ کی جو اب بیوہ ہوگئین — یہہ شادی چپ چاپ بغیر اون رسوم اور فضول اخراجات کے ہوئی جو اوس زمانے مین فرض سمجھے جاتے تھے بلکہ آجتک مروج ہین —

جس شخص کو اونکے انتظام سلطنت کا تہوڑا بھی تجربہ ہوا ہے وہ قائل ہے کہ اونکا دل معمولی دل نہتا — ایک شخص سنے جو اونکا رازدار اور بخوبی واقف کار تھا کہا کہ " مین نوابصاحب کو ہر طرح اور ہر معنو مین نیکا ایماندار سچا شخص یقین کرتا ہون — معاملات اور طرز معاشرت مین لوپرے راستباز ہین سخاوت سے اونکو غرور نہین پیدا ہوتا (جو اکثر امرا مین ہوتا ہی — یہہ صفتین کچہہ ایک شخص ہی نہین بلکہ جو اونسے ملا ہی جانتا ہی —

۱۸۵۳ء کے شروع مین باوجود اون مخالفتونکے جنکا ذکر کرنیل لو کے خط
مین کیا گیا نوابصاحب مرحوم نے ساڑے آٹھ لاکھہ روپیہ کا علاقہ ایک
بڑے سردار عرب عمر ابن عود سے مسترد لیا۔ نو لاکھہ روپیہ کا علاقہ
تاہم اوسکے پاس رہگیا جسمین سے پانچ لاکھہ کا پھر واپس لیا اور چار لاکھہ کا
علاقہ جمعدار مذکور کے پاس اونکی فوجی خدمات کی تنخواہ کی بابت رہنے دیا
لیکن اوسکے چار سو عرب موقوف کر دیئے۔ وسطی ۱۸۵۳ء تک
نواب مرحوم نے چالیس لاکھہ روپیہ کی مرہونہ مالگزاری چھوڑالی اور
دو ہزار عرب اور پٹہان فوج کے موقوف کر دئے۔ اوسی سال
کے آخر تک ایک اور بڑے سردار عرب عبداللہ بن علی نے بھی کئی بڑے
بڑے اضلاع واپس دیئے اور اپنی فوج کا ایک حصہ موقوف کرنے پر راضی ہوا
اس سال مین وزیر مرحوم کو ایک دقت یہہ پیش آئی کہ اضلاع گلبرگہ شورا پور
رائچور۔ ناگر کرنول۔ اندور اور حیدر آباد مین بارش کے نہونے
قحط پڑگیا۔ کرنیل میڈ ٹیلر نے اپنی کتاب (اسٹوری آف مای لائف)
مین اس قحط ۱۸۵۳ء کا یون ذکر کیا ہے "نلدرگ مین مین نے
بڑی تباہی پائی میرے ضلع کے لوگون کی حالت ایسی تہی جیسے کہ اور اضلاع

سی آئیوالونکی حالت تھی - ان بیچارے فاقون کے مارے ہوونکا صرف
پوست واستخوان رہگیا تھا انکی صورت دیکھکر خوف معلوم ہوتا تھا - صبح
کو جب مین گہوڑے پر سوار ہوکر باہر نکلتا تھا توجا بجا سڑکونکے کنارے
بہوکونکی لاشین نظر آتی تہین یہہ لوگ گاؤن تک نہ پہونچ سکے اور فاقہ کی
تکلیف سے مرگئے - بجز ہنگولی کے اور کبھی مین نے اس شدت کا قحط
جسکو دیکھکر خوف معلوم ہو نہین دیکھا - جہانتک مجھسے اور ساکنان بازار
سے ممکن ہوا بندگان خدا کی مدد کی - مین نے خود کئی ہزار روپیہ صرف
کیا - اور ایک درخواست سرکار مین کی کہ موافق ضرورت کے مجھے
روپیہ صرف کرنے کی اجازت ملے تاکہ مین اون فاقہ کشونکو مزدوری مین
لگاؤن جو کام کرسکتے ہین آخرالامر یہہ درخواست منظور ہوئی اور چار ہزار
محتاجون کو یہہ کام دیا گیا کہ قلعہ کا جنگل کاٹکر صاف کرین - تھوڑے دنون
کی بعد پروردگار عالم نے کرم کیا بارش ہوئی اور لوگ اپنے اپنے گہرون
کو واپس جانے لگے - اگر یہہ قحط عام ہوتا تو ہم نہین جانتے کہ سکنا ملک
کا کیا حال ہوتا کیونکہ جو نتایج ہم لوگون نے اوٹہائے وہ کافی خوفناک تھی -
اس ملک کے اور اضلاع مین بہی سخت قحط تہا کہ خزانہ کی حالت ایسی نتھی کہ

زیادہ مدد دیجاتی — اوس زمانے مین اضلاع کی مالگزاری کا انتظام تعلقدارون یا ٹہیکہ دارون کے ہاتھہ مین تہا جو سررشتہ دارون اور نایبون کو ذریعہ انتظام سمجھتے تھے اور یہہ لوگ دیسمکھہ اور دیس پانڈیون سے ملکر کاشتکارون سے سالانہ لگان کا قول لیتے تھے — اسکے علاوہ تعلقہ دار اور گدی دار بہت کچہہ پاتے تھے نایبون کو اجازت عام دی دیتے تھے کہ جو چاہین رعایا سے وصول کرین — غرضکہ رشوت ستانی کا بازار خوب گرم تھا — کوئی قاعدہ بیچارے کاشتکارونکی حفاظت کا نتھا یہہ غریب انہین ہوئے چہوٹے افسرون کے دست ظلم مین پہنسا دئے گئے تھے — تشخیص جمع کے لئے کچہہ قواعد تھے مگر تعلقہ دار اون قواعد کی بہی رعایت نکرتے تھے — اونمین سے بعض قواعد کا ذکر مناسب ہوگا —

سررشتہ دارون کو حکم تہا کہ کاشتکار کی فصل خریف پر اوسکے بیل اور ہل کی تعداد کے موافق جمع تشخیص کیجاتی یعنے ایک گوی کے ہل پر پانچ سے دس روپیہ تک اور دو گوئی کے ہل پر دس سے پچیس روپیہ تک ہو — اس تشخیص کرنے مین مقدار اراضی پر کچہہ لحاظ نہوتا تہا — جب بٹائی کی رسم جاری ہوی خصوصاً ملک تلنگانہ مین تو قاعدہ مقررہ کے بموجب کوئی کاشتکار اپنی فصل

سے کے درو کا مجاز تھا جب تک کہ تعلقہ دار کا کارندہ اوسکی مقدار کا تخمینہ نکرے
جب یہہ تخمینہ ہو جاتا تو رعیت سے ایک قبولیت پر دستخط کرائے جاتے تھے
اوسوقت تعلقدار کے کارندے اور سپاہی کے سامنے فصل کاٹی جاتی تھی —
صاف کیے جانے اور بٹنے تک غلہ قرق رہتا تھا — اسی موازنہ اور
تقسیم غلہ مین ان چھوٹے افسرونکو رقوم ناجایز کی تحصیل کا خوب موقع ملتا تھا
نقدی لگان کی صورت مین بھی رعیت پر کچھہ کم ظلم نہین ہوا —

سررشتہ دار اور تعلقہ دار رعیت کو یوہی مشخصہ جمع کی ادا اور دیگر رقوم
ناجایز کے دینے پر مجبور کرتے تھی تمام اس فعل سے کہ فصل اچھی ہو یا خراب
اگر وہ روپیہ یا کسی ساہوکار کی ضمانت نہین دیتا تو تمام اوس کا مال و اسباب
و مواشی قرق کر لی جاتے اور اوس پر اور اوسکے بال بچون پر بیجا تھا
ظلم کیے جاتے تھے تاکہ اگر اوس نے کچھہ روپیہ یا مال کہین پوشیدہ رکھا ہو
تو بتا دے —

نوابصاحب نے سب سے پہلے گدی داری کا طریقہ بالکل موقوف کردیا
اور معتبر اشخاص تشخیص جمع اور وصول مالگزاری کے لئے اضلاع مین مقرر کیے
تعلقہ دار جو اوسوقت اضلاع کے مالک تھے جنمین سے بہت سے لوگ اس عہدہ کو

گویا حصول دولت کے واسطے ایک بڑی تجارت سمجھتے تھے طلب کر لئی گئے
اور جب ان اضلاع کا حساب شایع ہوا جو ۱۸۵۳ء مین سرکار کمپنی کو سپرد
کر دی گئے تھے تو ثابت ہوا کہ ان ضلاع کے تعلقہ دار سرکاری مالگزاری
کا بہت کم حصہ گورنمنٹ نظام مین داخل کرتے تھے عموماً ایک ربع آمدنی
سے لیکر نصف آمدنی تک خود کہا جاتے تھے ۔ مثلاً ضلع میکیور ملک برار
کی آمدنی تعلقہ دار کے حساب مین ایک لاکھ پندرہ ہزار مندرج تھے ۔
حالانکہ اصلی آمدنی ایک لاکھ نوے ہزار تھی اسیطرح بہت سی اراضی ملک
برار بن قابل تردد ایسی تھی جو نقشجات مین غیر مزروعہ دکھائی جاتی تھی یا
اوسکا مطلق ذکر ہی نہوتا تہا ۔ جب ملک برار گورنمنٹ کمپنی کو دیا گیا
تو اسکے تمامی قسمت مین مزروعہ زمین کی مقدار چار لاکھ پچیس ہزار بیگہ ظاہر
کیجاتی تھی حالانکہ پیمایش مین سترہ لاکھ بیگہ سے زیادہ معلوم ہوئی جب ملک
برار ۱۸۵۳ء مین انگریزونکو دیا گیا تو کرنیل ہڈ ویلر ضلع بلدرک کے افسر
مقرر کئے گئے اونہون نے اس بارہ مین حسب ذیل تحریر کیا ۔

گورنمنٹ نظام کے تعلقہ دارونکو بے انتہا فایدہ تہا ۔ یہہ لوگ بڑا حصہ
مالگزاری کا مقامی سکہ کے حساب سے وصول کرتے تھے جو بہ حساب بازار

کمپنی کے روپیہ سے کچھ کم تہا - لیکن بجائے اسکے کہ ہنڈاون کا فایدہ
وہ گورنمنٹ کو دین حیدرآباد بذریعہ ہنڈوی کے بہیجتے تھے جو وہان شہر کے
کم قیمت روپیہ سے بدلی جاتی تہی -
اب غور کرنا چاہئے کہ جب حیدرآباد کے ایک صوبہ مین اندہیر تہا تو اور اضلاع
مین کیا اندہا دُہند ہوگی -
نلدرگ کا ضلع جب سرکار انگریزی کو سپرد کیا گیا تو پہلے ہی سال اوسکی آمدنی
ایک لاکھہ تینتیس ۳۳ ہزار زیادہ ہوگئی - ان مثالون سے معلوم ہوتا ہی
کہ حیدرآباد مین اوسوقت کیسی لوٹ مچی ہوی تہی جسکی برسون کسی نے
خبر ہی نلی - پس ایسی حالت مین نواب مرحوم کا یہہ انتظام کہ اونہون نے
تمام تعلقہ داران اضلاع کو اونکی جگہہ سے (جنکو وہ موروثی سمجھے ہوے
تھے) ہٹا دیا کیا مفید ہوا اس انتظام کی بدولت آمدنی کی زیادتی کے آثار
فوراً نمایان ہونے لگے - لیکن اسکے انجام دہی مین بڑے مشکلین پیش
آئین کیونکہ یہہ لوگ یعنی تعلقہ دار بہت ذی قوۃ ہوگئے تھے اونکے پاس
فوج ہی رہتی تہی - ابتداً تو نوابصاحب مرحوم کو نوجوان سمجھکر تعلقہ دارون
نے مقابلہ کیا مگر آخرالامر اکتوبر سنہ ۱۸۵۳ع تک - اٹھارہ لاکھہ روپیہ کی آمدنی

سے اضلاع پر نواب صاحب مرحوم نے قبضہ کرلیا اور ان اضلاع مین معتبر لوگ مقرر کئے ۔ ۱۸۵۶ء تک اسی انتظام سے ملک مین ایک نمایان ترقی دکھائی دینی لگی اور گورنمنٹ نظام کا اعتبار بھی بڑہ گیا ۔ اضلاع مین سرکاری کے تمام مسدود ہوگئے ۔ اوسیوقت بہت جلد حیدرآباد مین ایک ایک خزانہ شاہی قایم کیا گیا اور اضلاع سے روپیہ اس خزانہ مین داخل ہونے لگا ۔ آمدنی مین روزافزون ترقی ہونیلگی ۔ بہت سی محصول جو ظالمانہ لئے جاتے تھی جنکی آمدنی قریب بیس ۲۰ لاکھ روپیہ کے تھی موقوف کردی گئی

۱۸۵۷ء تک وزیر مرحوم ان اصلاحون مین مشغول رہے ۔ اسی سال غدر ہوا جسکی وجہہ سے انگریزون کے پاؤن ہندوستان سے اوکھڑ چکے تھے جیسے انسان کے تمام بدن مین زہریلے مادیکا اثر رگونکے ذریعہ سے سرایت کرتا ہے اسیطرح فسادون کے باعث یہہ غدر ایک ضلع سے دوسرے ضلع اور ایک ملک سے دوسرے ملک تک پہیلتا جاتا تھا یہانتک کہ تمام بنگال اور ممالک مغربی وشمالی واودہ و وسط ہند مین یہہ آگ بخوبی مشتعل ہوگئی اور حیدرآباد دکھن پر لوگونکی نظرین پڑنے لگین ۔ اگرچہ ملک ابھی ہوچکی تھی عام بد

مین شامل ہو جاتا تو خدا جانے کیا نتیجہ ہوتا — گورنر بمبئی نے اوس پر آشوب
و نازک وقت مین رزیڈنٹ حیدرآباد (کرنیل ڈیوڈسن کو) تار دیا
کہ اگر نظام نے بھی اسوقت بیوفائی کی تو گویا تمام ملک اپنے قبضہ سی نکل گیا —
اس امر کو رزیڈنٹ اور سرسالارجنگ کے سوا اور کوئی نہین جانتا تھا کہ
انگریز اسوقت کس اضطرار مین ہین اور اس ریاست مین باغیونکو مدد دینے کی
کسقدر قوت ہی —

فی الحقیقت نواب مرحوم اوسوقت ایک نہایت سخت امتحان کی حالت مین
تھے جسکی سختی کو کوئی یورپین یا عیسائی نہین سمجھ سکتا —

عین غدر مین حضور پرنور ناصر الدولہ نے انتقال فرمایا — حضور موصوف نے
حالت نزع مین اپنے صاحبزادے کو وصیت کی کہ گورنمنٹ انگریزی کا
برتاؤ ہمیشہ دوستانہ رہا ہے اس لئے چاہئے کہ تم بھی وفاداری کے ساتھ
تعلق رکھو — اس انتقال کے بعد فورًا **نواب افضل الدولہ** مرحوم
مسندنشین ہوئے — اس جلسہ مسندنشینی مین رزیڈنٹ بھی شریک تھے
یہان سے واپس جانیکے بعد رزیڈنٹ کو نواب گورنر جنرل کا ایک
تار ملا جسمین یہہ خبر وحشت اثر لکھی تھی کہ دہلی کو باغیون نے فتح کر لیا اور

سے انکی حکام انگریزی اور یورپین بہت سے لقمہ نہنگ اجل ہوئے اور بہت کم جانبر ہوکر گرداب آوارگی مین پہنچے —

رزیڈنٹ نے نواب سالار جنگ مرحوم کو بلا کر اون سے یہہ خبر بیان کی نواب مرحوم نے فرمایا کہ شہر مین مین نے پہلے ہی سے یہہ خبر مشہور ہے عموماً لوگ شکست دہلی کو انگریزونکی کامل تباہی سمجھتے تھے تہوڑی سمجھ کا آدمی بھی نواب صاحب کی وفاداری سرکار انگریزی اور اپنی گورنمنٹ کے ساتھہ سمجھہ سکتا ہی کہ کس دانشمندی کے ساتھہ اس وفاداری کو کام مین لائے — اونکو کامل یقین تھا کہ آخر الامر سرکار انگریزی فتحیاب ہوگی۔ حیدرآباد مین عموماً ایک جوش ناراضی کا ہو رہا تھا اور چونکہ اورنگ آباد کے چند غدر کرنے والے جو حیدرآباد مین چھپے تھے گرفتار کر لئے گئے تھے اسلئے لوگون کی ناراضی زیادہ تر پہیلتی جاتی تھی — یہہ اورنگ آباد کے مفسد جو نہین حیدرآباد مین آئے اور نواب صاحب کو اطلاع ہوی فوراً گرفتار کر کے رزیڈنٹ کے پاس بہیجدیا ان غدارون کے دوستون کو بہت برا معلوم ہوا اور تجویز ہوی کہ چند اشخاص حضور پرنور مین حاضر ہوکر ان لوگونکے چہوڑ دیئے جانے پر اصرار کرین — نواب مرحوم اور حضور پرنور دونون کو یہہ دہمکی دیگئی کہ اگر سرکار انگریزی سے جنگ ہوگی تو حیدرآباد کے لوگ دونون کو مار ڈالینگے

کیون مستعد ہوئے اس مقام پر ہمین یہہ جملہ حیرت آور نہ معلوم ہوگا کہ حضور پر نور
اور اون کے وفادار وزیر نے ان دہمکیون کا مطلق خوف نکرکے استقلال
کی راہ کو نچھوڑا۔ چند تکملان عرب اور حضور پر نور کی ہمراہی فوج کے کچھہ لوگون
کی اعانت سے حیدرآباد مین کسیقدر انتظام قایم رہا۔ شہر کے خاص خاص دروازون
پر عربون کے پہرے تھے اور اونکو حکم تہا کہ جب کسی کو گورنمنٹ انگریزی کے
مخالف غدر کرنیکی ترغیب دیتے ہوئے پائین فوراً گولی مار دین۔
عموماً وہ لوگ جو غدر انگیز وعظ کہتے پھرتے تھے گرفتار ہوتے تھے۔ اس آفت
کے چند ہی روز کے بعد میجر جنرل ہل نے کہ اوسوقت اوس تمام فوج کے
افسر تھے جو اس سلطنت مین متعین تھی حسب ذیل تحریر کیا۔
ان مستحکم انتظامون نے تمام جنوبی ہندوستان کو اس زلزلہ سے بچا لیا اگر
حیدرآباد بھی ہمارا مخالف ہوجاتا تو لامحالہ تمام مدراس کے مسلمان حیدرآباد
کی پیروی کرتے۔ مدراس پریزیڈنسی مین یہہ امر مشہور تھا۔ کہ تمام
انگلستان کو جاننا چاہئے کہ انگریزونکی سلطنت جنوبی ہندوستان مین صرف
سر سالار جنگ کے سبب سے قایم رہی جنہون نے نہایت دانشمندی
اور ہوشیاری کے ساتھہ وفاداری سے ایسے نازک وقت مین ایسی حسن انگیز

آفت کو انھی خوبی انتظام سے بہ آسانی روکا اور غدر نہو نے دیا —

اوسی دن تمام پیشبندی اور احتیاط کے نواب صاحب مرحوم اوس حملہ کو
نہ روک سکے جو رزیڈنسی پر ہوا — مگر چونکہ مرحوم کو ان باغیون کے ارادہ
کی اطلاع ہو گئی تھی لہذا اونہون نے کرنیل ڈیوڈسن رزیڈنٹ کو
پہلے ہی سے آگاہ کر دیا تھا اسی وجہ سے مقابلہ اچھی طرح ہوا اور باغی کامیاب
نہوسکے یہہ حملہ پانسو روہیلون نے بہ افسری علاء الدینخان و طرہ بازخان کیا
تھا — ۱۷ جولائی ۱۸۵۷ع کی شام کو یہہ لوگ شہر سے رزیڈنسی کیطرف روانہ
ہوئے راہ مین اور بہت سے ناعاقبت اندیش شامل ہو گئے رزیڈنسی پہونچنے
تک کئی ہزار آدمیونکا مجمع ہو گیا — رزیڈنسی کی مغربی دیوار کے متصل
دو پنجے کوٹھے کے مکان تھے انپر روہیلون نے قبضہ کر کے وہان سے
رزیڈنسی کی فوج کو مارنا شروع کیا اور کوشش کی کہ رزیڈنسی کی دیوار کو
توڑکر اندر جانیکا راستہ بنائین مگر ممکن نہوا کیونکہ انگریزی توپخانے نے خوب
گولہ اندازی کی یہہ غدری لوگ شام تک بندوقون سے حملہ کرتے رہے
یہانتک کہ اندھیرا ہو گیا شب کو سکوت ہوا — صبح کو آخری فیر رزیڈنسی
پر داغکر واپس آئے اور بہتسے مجروحین کو وہین بیس چھوڑا —

اس حملہ کے پہلے کرنیل ڈیویڈسن کے ہندوستانی دوستون نے صلاح دی کہ
رزیڈنسی کو بالفعل چھوڑ دینا مناسب ہی مشہور ہی کہ اسکا جواب اونھون
نے یہ دیا کہ میرا جی چاہتا ہی کہ میری ہڈیان بھی حیدرآباد مین رہین —
اگر کہیں کہ لڑائی ہوا اوسوقت بھی مین آخر تک لڑونگا۔

اس حملہ کے بعد پھر رزیڈنسی کی حفاظت کثیر التعداد فوج سے کی گئی گو کہ سکندرآباد
کی فوج کے افسر اعلی کی رای نہ تھی کہ اسقدر فوج یہان رہے لیکن رزیڈنٹ
اور اوسکے فرسٹ اسسٹنٹ میجر تھارن ہل اور فوجی سکرٹری میجر برگس کی
یہ رای ہوئی کہ فوج کے چلے جانے سے نواب صاحب اور خود حضور پرنور کی
قوت ضعیف ہوجائیگی —

کرنیل ڈیوڈسن کے اس استقلال کی بڑی تعریف ہوئی کہ اونھون نے
رزیڈنسی نہین چھوڑی اور کنٹنجنٹ کی فوج بہ افسری سرہنری روز گورنمنٹ انگریزی کی
اعانت کو بھیجدی —

واقعی یہ استقلال قابل توصیف تھا اگر رزیڈنسی چھوڑ دیتے تو علاوہ ڈرپوک
مشہور ہونیکے بڑی مشکل یہ پیش آتی کہ نواب مرحوم بالکل اکیلے رہجاتے اسوجہ سے
اور مدافعت کی تدبیرین ناقص ہوجاتین —

ان باغیون سے افسر آخر الامر گرفتار ہوئے - طرہ باز خان نے جب قید سے
بھاگنے کا قصد کیا تو اوسکو گولی ماردی گئی - مولوی علاء الدین خان کو حبس دوام
بعبور دریاے شور کی سزا دی گئی - چنانچہ اونکے جزیرۂ انڈمن مین قید سے
چند سال بعد اونکی درخواست تہی کہ گورنمنٹ حیدرآباد اوسکو رہا کرادے
لیکن نواب مرحوم نے اوسی مفسد کا پہر اس ملک مین آنا پسند نہین کیا -

کرنیل ڈیوڈسن نے اپنی رپورٹ انتظامی ۱۸۵۷ع مین جو حیدرآباد کے واقعات
ایام غدر کے ہین اوس مین ایک وجہ یہان امن قایم کی یہہ بہی لکہی ہے - کہ
رسالہ کنٹنجنٹ کے ملازمون نے جو خطوط اپنے احباب و اعزا کے پاس بہیجے
تہے اونمین بڑی بڑی لڑائیون اور دشمنون کی شکست اور فوج انگریزی کی
کی فتحیابی کے حالات درج کئے تہے اس سبب سے یہانکے مفسدونکے دلمین سرکار
انگریزی کی ایک دہشت سماگئی اور زیادہ جرأت نہوئی -

اس تہلکہ کے کئی سال بعد وزیر مرحوم نے جو اپنے ایک دوست کو
ولایت لکہا تہا اوسکا خلاصہ یہہ ہے میری نسبت اکثر کہا گیا کہ مین
ہندوستان کا بچانے والا ہون لیکن فی الحقیقت اگر مین اپنے
حضور پرنور اور سرکار عظمت مدار کے کچہہ کام آسکنے لایق ہوا تو خیر

تہارن ہل کی تعریف کرنا چاہیئے اگر جنرل موصوف حیدر آباد مین نہوتا
تو نہ معلوم حضور پرنور اور رزیڈنسی اور میرا کیا حال ہوتا —
کرنیل ڈیوڈسن اپنے عہد کی پوری لیاقت اور اعلی درجہ کی مستقل دانش
رکہتے تہے - لیکن اگر جنرل تہارن ہل جیسا مضبوط اور مستقل مزاج آدمی
موجود نہوتا تو میری رائے مین کرنیل ڈیوڈسن ان مصیبتون کو نہ
جہیل سکتے — اپنی نسبت مین کہہ سکتا ہون کہ جنرل تہارن ہل کی
صلاح اور مدد نے میری جرأت کو قایم رکہا اور مین اوس عام
ناراضی کا مقابلہ کرسکا جو تمام ملک مین پہیلی ہوئی تہی اور جسکو پورے طور سے
کوئی انگریز سمجہہ ہی نہین سکتا ؎
اسکے بعد جنرل برگس کی خدمات قابل تعریف ہین انکی قوت اور
اونکی جرأت اوس وقت بہت کام آئی جبکہ باغیون نے رزیڈنسی پر
حملہ کیا تہا — مجہکو اس امر کے معلوم ہونے سے سخت بددلی ہوئی کہ
ان دونون افسرون کی خدمات پر کچہہ لحاظ نہین کیا گیا ؎
زمانہ غدر مین جو نیک روش حضور پرنور اور اونکے دیوان سرسالار جنگ
مرحوم نے اختیار کی تہی اسکو سرکار عظمت مدار ہند نے تسلیم کیا ۱۸۵۸ء مین

کرنل ڈیوڈسن رزیڈنٹ نے سفارش کی کہ گورنمنٹ انگریزی کو اور وزیر دکن
اور بعض دیگر امراء دکن کی وفاداری کی نسبت اظہار خوشنودی کرنا چاہیے
سالار جنگ مرحوم کے ذکر مین رزیڈنٹ موصوف نے یون لکھا ہے
جو امداد کہ سالار جنگ وزیر دکن نے گورنمنٹ انگریزی کو دی اوسکی تعریف
کسی انداز کے ساتھ حیطہ امکان سے خارج ہے — سابقا کسی وزیر دکن نے
ایسی ہمت کے ساتھ اپکو گورنمنٹ انگریزی کا دوست ثابت نہین کیا
تھا — انہون نے انکی پوشیدہ مصلحت کے اپنی جان پر کھیلکر یہ دوستی
کا قصد کیا تھا اس وجہ سے تمام مسلمان دکن انسے ناراض ہوگئے تھے مگر کسی دکنی کسی
خوف کسی خوشامد نے اونکو اوس سچی وفاداری کی راہ سے نہین ہٹایا جو
وہ اختیار کر چکے تھے — کئی مرتبہ اونکے قتل کی تدبیر کی گئی [illegible] اونکو
اسکی خبر تھی لیکن نہ اس خوف نے اونہ [illegible] جب ممالک
مغربی و شمالی مین ہماری شکست ظاہر ہوئی تھی نواب کو ایک [illegible]
زیادہ سے خواہش یا ضرورت کو مین اونسے بیان کرتا تھا اوسکو اوسی
استقلال اور مضبوطی کے ساتھ وہ قبول کرتے تھے اور گورنمنٹ نظام
کے جتنے حاصل [illegible] سب میری اختیار [illegible]

اسکے علاوہ ایک اور انگریزی اقتدار افسر ہندوستان نے اوسی وقت میں یہہ فقرہ لکہا کہ نواب صاحب کی خدمات نہایت بیش بہا اور غیر ممکن المعاوضہ ہین ۔

ابتدای ۱۸۵۸ء مین لارڈ کیننگ نے حضور پرنور نواب افضل الدولہ مرحوم کو ایک چٹہی لکہی جسمین لکہا کہ ایسی نازک وقت مین جو وفاداری اور ثابت قدمی آپ سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اوسکی نہایت شکرگزار ہی اور گورنر جنرل نے یہہ بھی وعدہ کیا کہ آیندہ ان خدمات کی نسبت خوشنودی اور طریقہ سے بھی ظاہر کیجاویگی ۔

فبروری ۱۸۵۹ء مین ایک یہہ قضیہ اتفاقیہ ظہور مین آیا کہ کرنیل ڈیوڈسن رزیڈنٹ اور نواب صاحب حضور کے دربار سے واپس آتے تہی کہ ناگہاں ایک متعصب شخص نے حملہ کیا جسکا ذکر کرنیل میڈنگ فریزر نے جو اوسوقت موجود تہی یون لکہا ہی '' دربار سے مراجعت کے وقت اوس ملاقات کے کمرہ کے متصل ایک شخص نے جسکو ہندوستان کے رہنے سے منسوب کیا جاتا ہی — رزیڈنٹ اور نواب مرحوم پر قرابین سے حملہ کیا اوسوقت یہہ دونون صاحب ایک دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالے ہوئے

نکلتے تھے اتفاقاً یہہ دونون محفوظ رہے لیکن نواب صاحب کے دو ایک ہمراہی زخمی ہوئے پھر اوس نے تلوار کھینچی مین بھی کرچ نکالکر رزیڈنٹ کی سپر ہوگیا اس عرصہ مین نوابصاحب کے ہمراہیون کی تلوارون سے اوسکے ٹکڑے اوڑ گئے لیکن زندہ رہا ۔ نواب صاحب کے کوکا میر تہور علی صاحب اس معرکہ مین زخمی ہوگئے تھے ۔

لوگ بیان کرتے ہین کہ حملہ کرنیوالا قرابین داغنے کے وقت رزیڈنٹ اور نواب مرحوم سے ۷ ۸ فیٹ کے فاصلہ پر تھا نوابصاحب کے ایک ہمراہی نے قبل اسکے کہ قرابین فیر ہو اوسکا مونہہ پھیر دیا اور اسیوجہ سے یہہ دونون صاحب محفوظ رہے ۔ اس شخص کا نام جہانگیر خان تھا یہہ ایک نامی بدمعاش تھا ۔ ایک مرتبہ ایک مقدمہ کو جسمین یہہ مدعی تھا جج صاحب نے خارج کر دیا ۔ اس نے حملہ کیا اور چاہا کہ جج کو چھری سے مارڈالے جج تو بچ گئے لیکن مدعا علیہ زخمی ہوا ۔

یہہ شخص اون پٹھانون کے بھی مجمع مین شریک تھا جسنے ناصر الدولہ بہادر کے محل مین جبراً گھس کر اپنا وہ قرضہ وصول کرنا چاہا جسکو وہ تسلیم نہین کرتے تھے یہہ لوگ سب ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دئے گئے ۔

یہہ بھی سمجھا جاتا تھا کہ جہانگیر خان اون سوارونکا بھی شریک ہوا تہا جنہون
نے جنرل مکنزی پر حملہ کرکے اونکو زخمی کیا تھا - یہہ شخص ہمیشہ پورا مسلح رہتا
تھا - جس روز اوس نے رزیڈنٹ اور نواب مرحوم پر حملہ کیا تہا وہ
ایک موٹا روئی کا کوٹ پہنے ہوے تہا جسکے وجہہ سے بڑی دیر میں تلوار ان
نے اوسپر اثر کیا - اس واقعہ کے بعد ایک ہفتے تک زندہ رہا
مگر کسیطرح نہ بتایا کہ کسکی ترغیب سے اوسنے حملہ کیا تھا -
حضور پرنور کو بھی سخت رنج ہوا کہ ایسا نامعقول واقعہ نادم اونکے سامنے
ہوا - اس خبر کے سنتے ہی ہزارہا آدمی محل مین گہس آئے حضور پرنور
نے حکم دیا کہ یہہ لوگ نکال دیئے جائین اور نواب مرحوم اور رزیڈنٹ
کو بہر ملاقات کے کمرہ مین بلاکر بہمراہی فوج خود رزیڈنسی تک تشریف لیگئے - ایسے ایسے
خطرونمین بہی نواب مرحوم مہر کار عظمت مدار سے دوستی مین نہایت مستقل رہے
ہر ایک ساعت انکو اپنی جان کا خوف تہا - غدر کے بعد نواب مرزا
نے بارہا فرمایا کہ اوسی پرآشوب زمانہ مین اونکو پورا یقین اپنے ہلاک
ہونیکا تھا - بجز چند خیرخواہوں کے جو اونسے خاص تعلق رکہتے اور کسی پر
اونکو اعتبار نہتا - باوجود ایسی شورش کے اس امر کے یقین سے

لیکن سلطنت انگریزی ہوگی نوابصاحب کو اوس زمانہ مین بھی مایوسی نہوئی جبکہ انگریزونپر مصیبت و ادبار کا آسمان ٹوٹ پڑا تھا۔ نواب مرحوم کی دانش و دور اندیشی کا اندازہ اون نتیجون کے پیمانے سے ہو سکتا ہے جو آخر مین ظاہر ہوئے ۔ جسوقت دہلی کو انگریزون نے فتح کرلیا وسوقت حیدرآباد والونکو یقین ہوا کہ ہان انگریز ہندوستان مین باقی ہین ورنہ پہلے لوگ سب یہہ سمجہہ چکے تھے کہ انگریزونکا نام و نشان بھی ہندوستان مین اب باقی نہین رہا سب مار ڈالے گئے ۔ اس واقعہ یعنی فتح دہلی کے سبب نواب مرحوم کو بہت مدد ملی اور یہہ سبب قوی تھا دکن مین غدر نہونیکا لیکن بجز نواب مرحوم کے بہت کم لوگ جانتے تھے کہ کسقدر خوف اوسوقت تک تھا جب تک غدر کا زور و شور کم نہین ہوا ۔ اونکا دل کبھی متزلزل نہوا کہ سرکار انگریزی ہندوستان پر مثل سابق قابض ہوگی یا نہین ۔

۵ اکتوبر ۱۸۶۱ء کو سرکار ہند نے ایک لاکھہ روپیہ کی قیمت کے تحفہ جات حضور کے لئے بہیجے ۔ یہہ سب چیزین رزیڈنٹ نے دربار عام مین حضور کے سامنے پیش کین ۔ علاوہ اسکے پچاس لاکھہ روپیہ حضور کے ذمہ قرض تھے سرکار ہند نے چھوڑ دئے اور اضلاع رایچور۔ نلدرگ

اور دہراسیون معہ شوراپور کے گورنمنٹ حیدرآباد کو مسترد کردئیے
شوراپور کا راجہ غدر مین باغی ہوگیا تہا — اور تیس ۳۰ ہزار کے قیمتی تحفہ جات
نواب مرحوم اور نواب شمس الامرا کے لئے گورنمنٹ ہند سے بہیجے —
زمینداران بکایلی وغیرہ کو بہی مناسب تحفے دیئے گئے — اور حضور پرنور کو
(نائٹ کمنڈر اف دی اسٹار اف انڈیا) کا خطاب عنایت ہوا
اس امن وامان کے ہوجانے سے نواب صاحب مرحوم کو ہہاپنی
مجوزہ اصلاحونکے شروع کرنیکا موقع ملا — اگرچہ نواب ناصرالدولہ مرحوم
اور نواب افضل الدولہ مرحوم دونون اُنکے طریقۂ انتظام کو پسند نکرتے
تہے تاہم اس امر کا اونکو یقین تہا کہ سواے نواب مرحوم کے اور کوئی
شخص اس ملک کو اچہی حالت مین نہین لاسکتا اور گو کہ کئی بار اُنکے
موقوف کرنے کا ارادہ ہوا مگر بجز ایک دفعہ کے جسکا ذکر آئیگا کبہی عمل
درآمد نہین کیا گیا —

سنہ ۱۸۵۹ع کے آخر مین انتظام ملک کے چار حصے کردئے گئے تہے — حضور
پرنور اور نواب شمس الامرا چند اضلاع کا انتظام کرتے تہے جنکی آمدنی
بیس ۲۰ لاکہہ روپیہ کی تہی — نواب مرحوم ساٹھہ ۶۰ لاکہہ کی آمدنی کے اضلاع

کا بندوبست کرتے تھے علاوہ ان اضلاع کے باقی فوجی و ذاتی جاگیرات وغیرہ
کا بھی انتظام انہین سے متعلق تہا - ان تمام اضلاع و جاگیرات کی آمدنی
۲۰ بیس لاکہہ سے ۳۰ تیس لاکہہ تک تھی - کاشتکارونپر مناسب لگان باندہا
جاتا تھا اور حتی الوسع افسران مال کے دست تظلم سے اونکو محفوظ رکہا جاتا
تھا لیکن جب تک ضلع بندی کا طریقہ عمل مین نہین آیا انتظام کی شکل عمدہ نہ
نہین ہی - جن اصلاحون کا اوپر ذکر ہوا علاوہ اوسکے اور تدبیرین مثل
عرب اور پٹہانون اور رہیلونکی فوج اور دیگر افواج بیقاعدہ کی تخفیف اور
بہت سے مفید عام و خاص انتظام جنمین نواب مرحوم کے کئی سال صرف ہوے
جنوری ۱۸۵۶ء مین ایک اور تدبیر بھی وقوع مین آئی جسکا اوپر ذکر نہین
ہوا یعنی ہندو اور مسلمان اطفال کی بیع و شرا کی ممانعت قطعی طور پر اشتہار
کے ذریعہ سے کی گئی —

یہہ بھی واضح رہے کہ ان تمام اصلاحونکی تکمیل مین نواب مرحوم کو بڑی بڑی
مشکلون اور مخالفتون کا مقابلہ کرنا پڑا - جیسی جیسی دقتین اوسوقت
پیش آئین اونکا استقلال کے ساتھ سامنا کرنا نوابصاحب ہی کا کام تھا
وہ فوجین جو اضلاع و شہر مین متعین تھین افعال ناجائز کی خوگر تھین اونکو

اون افعال سے باز رکہنا ہزاروں خطرات کا باعث تھا بلکہ یون سمجھنا چاہئے
کہ خوف جان بھی نکرنے سی ناممکن تھا۔ اوسوقت مین خانہ جنگیان لڑائی جہگڑا
عام۔ چوریان ڈاکے ہر روز حادثہ پزیر ہوتے تھے۔ ۱۸۵۸ء مین ایک
برٹش افسر معہ اپنے اہل وعیال کے ٹڈن خان کی جاگیر مین سے ہوکر گزرا اوس
بیچارے کو چورون نے پالکی سی نکالکر تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ گاؤن
کے گاؤن روہیلون کے ہاتھ سی تباہ ہوگئے تھے۔ ضلع الگندل مین ایک
گاؤن تھا جسمین برہمن رہتے تھے تعلقہ دار نے ایک گروہ روہیلونکا اسوجہ سے
وہان بہیجا کہ گورنمنٹ اوسپر قبضہ نکرنے پاے اوہون نے جنوری ۱۸۵۸ء
مین اوس تمام گاؤنکو لوٹ لیا اور اسقدر ظلم کئے کہ نواب مرحوم نے حضور پرنور
سی اس امر کی اجازت چاہی کہ انکی سزا دہی کے لئی گورنمنٹ انگریز سے اعانت
مانگی جائے۔ مگر حضور نے ابتداءً اس درخواست کو نامنظور کیا۔ کوتوال
شہر جو موقوف کر دیا گیا تھا اوسنے ایک لشکر جمع کرلیا اور کہا کہ مین اپنی رقم
کی دہرندونگا جب تک کہ اتنا روپیہ مجھے نہ ملیگا۔ اضلاع مین روہیلون
نے اسقدر ظلم و تعدی پر کمر باندہ لی تھی کہ بمجبوری کنٹنجنٹ کی فوج بہ ماتحتی جنرل
مکنزی اونکی سرکوبی کو پہنچی گئی۔ آخر الامر ان غدارونکے گروہ گروہ گرفتار

ہو کر بہنراسکے حیدرآباد بہیجے گئے - انکو مختلف میعادونکی سزائین ہوئین
کچھہ دنون کے بعد اوس قلعہ مین سے جسمین وہ قید تھے ڈیڑہ سو سی زیادہ
مفرور ہو گئے نوابصاحب نے ہر مفرور کی گرفتاری کے واسطے پچیس
روپئے انعام کا اشتہار دیا - بدن خان کی جاگیر جنہون نے ان روہیلون
کو اپنے ہان امن دیا تھا اور جنکے مقابلہ مین جنرل مکنزی بہیجے گئے تھے
ضبط کرلی - ان چند پٹہانون نے جو ناراض تھے کئی ہزار آدمیونکو شہر مین
جمع کیا اور نوابصاحب سی کہا کہ ایک مقدار کثیر روپئے کی گورنمنٹ کے
ذمہ باقی ہے وہ ادا کردو - یہہ تقاضا ایسی سختی اور درشتی کے ساتھہ ہوا
کہ صاف سرکشی پائی جاتی تھی اور بالکل بوی فساد آتی تھی - نوابصاحب
نے سکہون اور عربون کی فوج کو روہیلونکا جواب دینے کو بہیجا آخرکار
بغیر کشت و خون کے ہتیار رکھوالئے - کچھہ زمیندارون نے بہی روہیلون
کی حمایت سی سرکشی کی اونکی سرکوبی کو فوج کنٹنجنٹ بہیجی گئی - اپریل
سنہ ۱۸۵۵ء مین ایک ہزار فوج اور چار توپین ایک اور ضلع کو وہان کی
سرکشی کا طوفان فرو کرنیکے لئے بہیجی گئی تہین - اوسی سال ماہ اگست مین
ایک عرب بالا بہا نے شہر مین ہنگامہ برپا کیا اور کچھہ مکانات قبضہ مین کرکے

اوسمین آٹھ ساتھ سو عرب مسلح جمع گئے نواب مرحوم سے فوراً فوج بھیجی اور اوسکو حکم دیا کہ شہر چھوڑ دے اوس دن دونون طرف سی بندوقین چلین طرفین سے کچھ آدمی ہلاک ہوے دوسرے دن اور فوج معہ دو توپونکے بھیجی گئی بالاخر یہہ عرب پٹیل گوڑہ کو بھاگ گئے نواب مرحوم سے عبدالحسن جمعدار نے دعوونکی تحقیقات کی تو وہ بالکل بے اصل پائے گئے اوسوقت اوسکی گرفتاری کا حکم ہوا مگر وہ معہ اپنے نایب کے خود حاضر ہوگیا یہہ دونون خارج البلد کر دئے گئے — پھر کوئی فتنہ وفساد نہین ہوا اور رفتہ رفتہ امن وامان قایم ہوتا گیا —

خونی و دیگر اقسام کے مجرمین بغیر سزا پائے نہین رہنے پاتے تھی نہ یہہ ممکن تھا کہ وہ اپنی مجرمانہ آزادی کو کام مین لا سکتے — ایک خاص عدالت ڈکیتی اور لٹیرون کی کئی سال تک تحقیقات کرتی رہی اور جن لوگونپر جرم ثابت ہوا وہ جزیرۂ انڈمن کو بھیجدیئے گئے —

۱۸۶۰ء مین اضلاع مستردہ دہرا سیو ورایچور ونلدرک کو نواب مرحوم نے اپنے ذاتی اقتدار مین لیا اور اونکی انتظامون کو انگریزی گورنمنٹ کے قوانین کے مطابق جاری کیا کیونکہ وہ اوسوقت اونہین اصول پر

ہی سے تھے اور ایک مدت سے پرورش سرکار کے خوگر ہو چکے تھے ۔ یہہ امر رزیڈنٹ
کی خواہش کے موافق تھا ۔ اسکے منظور کرنے مین چند سازشو نکی وجہ سے حضور پرنور
نواب افضل الدولہ بہادر نے تعویق کی تھی ۔ چند معاندون نے آپسمین
سازش کرکے نواب مرحوم کے موقوف ہونے پر بڑا زور لگایا اور
حضور کو اس امر کا یقین دلایا کہ صاحب رزیڈنٹ کی خواہش ہے
کہ نواب صاحب سے دیوانی کا کام نکال لیا جائے ۔ لیکن جب حضور پرنور
نے انکو موقوف کرنا چاہا تو کرنیل ڈیوڈسن نے صاف مخالفت راے
ظاہر کرکے حضور کو تعجب مین ڈالدیا آخر معلوم ہوا کہ بعض اہل سازش کی
فریب دہی و غلط بیانی سے حضور پرنور نواب صاحب کی موقوفی پر
آمادہ ہوگئے تھے اور جب رزیڈنٹ صاحب نے اس بارہ مین
اپنی راے مخالفانہ ظاہر کی تو حضور کو بھی اس سازش کا حال مفصل معلوم
ہوگیا اور سازش کرنیوالے کا نام بھی کہل گیا ۔ بالآخر حضور پرنور نے
بیش بہا قیمت خلعت نواب مرحوم کو عطا فرمایا اور باہمی صفائی ہوگئی
اس جگہہ یہہ بھی بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی چندروزہ ناچاقی
مین جو حضور اور نواب صاحب مین ہوگئی تھی) اور لوگون اور محلات حضور نے

کا کیا خیال تھا ـ محلات حضوری دلسی نواب صاحب کی طرفدار تھین اور فساد پر آمادہ ہوگئین تھین وہ کہتی تھین کہ عہد نواب مختار الملک مین جسطرح تنخواہ ہمکو ٹھیک وقت پر ملی ہے اس سے پہلے کبھی نہین ملی ـ اسوجہ سے سخت مخالفت ظاہر کی ـ حیدرآباد مین اس سے پہلے بھی بارہا ایسا ہوا ہے کہ محلات حضوری نے انتظام سلطنت مین دخل دیا ہے ـ ۱۸۶۱ء مین مسٹر ٹمپل (جو آخر مین سر رچرڈ ٹمپل ہوگئے تھے) کچھہ اخراجات کے متعلق تحقیقات کے لئے حیدرآباد آئے ـ اونکو فوج انگریزی متعینہ سکندرآباد کے اخراجات کی تفتیش کرنی تھی ـ انہون نے اور اونکے ساتھی کرنیل برون نے معلوم کیا کہ گورنمنٹ اوس مقدار سے زیادہ یہان فوج رکھتی ہے جس کا ذکر معاہدہ مین مندرج ہے ـ پھر یہہ امر تجویز ہوا کہ زاید فوج کے اخراجات (جو سکندرآباد مین رہتی ہے) گورنمنٹ انگریزی دیا کرے اور کسیقدر ہندوستانی فوج بھی کم کردیجاے ـ مسٹر ٹمپل نے لکھا کہ مین نے سر سالارجنگ سے ملاقات کی (جو ایک بڑے لایق مدبر مشہور ہین اور جنکے ہاتھہ مین گورنمنٹ نظام ہے) فی الحقیقت یہہ شخص پولیٹیکل دانش مین ضرب المثل ہونیکے قابل ہے ـ

سنہ ۱۲۹۶ھ میں نواب مرحوم کے مخالف ایک سازش کی اطلاع ہوئی اور اوسکی روک تھام کی گئی — اوس سال کمی بارش کے سبب بہت گرانی ہوئی اس وجہ سے غریبوں پر سخت مصیبت آگئی — گورنمنٹ نظام نے اضلاع اور کلکتہ سے ۱۱۵۲۹۹۱ روپے کا غلہ منگایا اور کم نرخ پر فروخت کرنا شروع کیا — کلکتہ سے زیادہ تر چاول آتے تھے لیکن ذرائع آمدورفت کے نقصان کی وجہ سے کلکتہ کا غلہ اسقدر دیر مین پہنچا کہ یہان زیادہ مفید ہوسکا علاوہ ازین یہان کے لوگون کو وہ پسند نہین آیا جس قیمت پر غلہ منگایا گیا حسب تفصیل ذیل ہے —

نام غلہ	مقدار	قیمت
برنج	۹۸۷۰ پلہ	۱۹۰۳۴۷
گندم	۶۷۳۲ پلہ	۱۲۲۵۴۹
جوار	۶۵۱۸ پلہ	[illegible]
مونگ	۷۷۰ پلہ	۱۱۲۴۸
نمک و مصالہ	۰	۳۱۶۰
متفرقات اشیا	۰۰۰	میزان [illegible]

کا کیا خیال تھا - محلات حضوری دلسی نواب صاحب کی طرفدار تھین اور فساد پر آمادہ ہوگئین تھین وہ کہتی تھین کہ عہد نواب مختار الملک مین جسطرح تنخواہ ہمکو ٹھیک وقت پر ملی ہے اس سے پہلے کبھی نہین ملی - اسوجہ سے سخت مخالفت ظاہر کی - حیدر آباد مین اس سے پہلے بھی بارہا ایسا ہوا ہے کہ محلات حضوری نے انتظام سلطنت مین دخل دیا ہے - سنہ ۱۸۶۱ء مین مسٹر ٹمپل (جو آخر مین سر رچرڈ ٹمپل ہو گئے تھے) کچھہ اخراجات کے متعلق تحقیقات کے لئے حیدر آباد آئے - اونکو فوج انگریزی متعینہ سکندر آباد کے اخراجات کی تفتیش کرنی تھی - انہون نے اور اونکے ساتھی کرنیل برون نے معلوم کیا کہ گورنمنٹ اوس مقدار سے زیادہ یہان فوج رکھتی ہے جس کا ذکر معاہدہ مین مندرج ہے - پھر یہہ امر تجویز ہوا کہ زاید فوج کے اخراجات (جو سکندر آباد مین رہتی ہے) گورنمنٹ انگریزی دیا کرے اور کسیقدر ہندوستانی فوج بھی کم کر دیجاے - مسٹر ٹمپل نے لکھا کہ مین نے سر سالار جنگ سے ملاقات کی (جو ایک بڑے لایق مدبر مشہور ہین اور جنکے ہاتھہ مین گورنمنٹ نظام ہے) فی الحقیقت یہہ شخص پولیٹیکل دانش مین ضرب المثل ہونیکے قابل ہے -

سنہ ۱۲۶۳ء میں نواب مرحوم کے خلاف ایک ور سازش کی اطلاع ہوئی
اور اوسکی روک فوراً کی گئی — اوس سال کمی بارش کے سبب بہت
گرانی ہوئی اس وجہ سے غریبوں پر سخت مصیبت آگئی — گورنمنٹ نظام نے
اضلاع اور کلکتہ سے ۱۱۵۲۹۹۱ روپیہ کا غلہ منگایا اور کم نرخ پر فروخت
کرنا شروع کیا — کلکتہ سے زیادہ تر چانول آتے تھے لیکن [illegible] آمد ورفت
کے نقصان کی وجہ سے کلکتہ کا غلہ اسقدر دیر میں پہنچا کہ یہان زیادہ
مفید ہو سکا علاوہ ازین یہان کے لوگون کو وہ پسند نہیں آیا جس
قیمت پر غلہ منگایا گیا حسب تفصیل ذیل ہے —

نام غلہ	مقدار	قیمت
برنج	۹۸۷۰ پلہ	۱۹۰۳۹۷
گندم	۶۷۳۲ پلہ	۱۲۳۵۹۹
جوار	۶۵۱۸ پلہ	[illegible]
مونگ	۷۷۰ پلہ	۱۱۲۹۸
نمک و مصالحہ	۰	۳۱۶۰
متفرقات اشیا	۰	۹۱۵۴
		[illegible]

(واضح رہے کہ ایک پلہ تین من کا ہوتا ہے)

اوسی سال ڈسمبر مین نوابصاحب مرحوم گھوڑے سی گر پڑے حضور پرنور کو سخت تشویش ہوئی اور ساعت بساعت استفسار حال فرماتے تھے اور جب معلوم ہوا کہ نوابصاحب صحیح وسالم ہین تو پانچ ہزار روپے اس خوشی مین خیرات کرنیکے واسطی نوابصاحب مرحوم کو بھیجی —

اگست ۱۸۶۷ء مین مجلس مال حیدرآباد مین قایم ہوی تاکہ مالی انتظام ملک کی نگرانی کرے — اور پولیس کا بھی عمدہ اصول پر اضلاع مین انتظام کیا گیا — مجلس مالگزاری سنے درخواست کی کہ گزشتہ چھبیس ۲۶ برس کے اندر جسقدر انعام وجاگیر واوقاف دئے گئے ہین وہ سب منسوخ کئے جاین جب تک یہ مجلس قایم رہی اچھا کام کرتی رہی مگر چند سال کے بعد وہ توڑ دی گئی اور صدر المہام مالگزاری کا محکمہ قایم ہوا —

۱۸۶۶ء مین پھر حیدرآباد اور اوسکے نواح مین قحط کی تکلیف سنے جلوہ گری کی — کئی مہینے تک گورنمنٹ نظام کی طرف سی کھانا یعنی روٹی اور کھچڑی محتاجین کو تقسیم ہوتی رہی — اس خیرات مین ۴۳۰۲۸۹ روپیہ صرف ہوا کم تنخواہ داروں کی تنخواہوں مین اضافہ کر دیا گیا تھا — سواروں کو پانچ روپیہ

اور پینہ دن کو دو روپیہ یا ہوار علاوہ وکلی تنخواہ کے ملتا تھا —

۱۸۶۶ء کے شروع مین نواب مرحوم نے مجبوری استعفا دیا اسکی وجہ یہہ تھی کہ حضور پرنور نے انکے ایک کہلے ہوے دشمن کو اپنے اور نواب مرحوم کے درمیان وکیل مقرر کیا تھا —

حیدرآباد کا قدیم سے یہہ دستور تہا کہ حضور پرنور کیطرف سے ایک وکیل رہتا تہا جو روزانہ حضور کے پیغامات وزیر کے پاس لاتا اور اونکے جواب لیجاتا تھا وزیر کو ہفتہ مین صرف ایکبار حضور مین حاضر ہونا چاہیے تھا بجز اون دنون کے جنمین طلبی ہوتی تھی —

تہنیت الدولہ کئی سال سے وکالت کا کام کرتے تھے جب انکا انتقال ہوگیا تو ایک دشمن لشکر جنگ نامی اوس عہدہ پر مامور ہوے — یہہ مشہور دشمن نوابصاحب کے تھے —

دوسرے اسباب کہ حضور کی ناراضی کا باعث ہوئے یہہ تھے —

کچھہ دن پیشتر سر جارج یول کو گورنمنٹ آف انڈیا کا یہہ حکم ہوا تھا کہ خاص قسم کے مجرم سپرد کئے جائیں جنکی نسبت گورنمنٹ نظام سے بطور معاہدہ کے ایک گفتگو کیجائے — اس گفتگو کا ہنوز نتیجہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ

حضور پر نور نے نواب مرحوم سے اپنی ناراضی ظاہر کی ــ رزیڈنٹ کا یہہ قول تھا کہ حضور کو یہہ باور دلایا گیا تھا کہ اس معاہدہ کی گفتگو شروع کرنیکی بنا نوابصاحب سے نے ڈالی ہے اور اونہین پر اسکا الزام ہے اسیوجہ سے اپنی ناراضی ظاہر کر کے لشکر جنگ کو اپنا وکیل مقرر کیا ــ

لشکر جنگ ایک بدچلن شخص تھا ۔ اور وہ مرتبہ اُنکی بدچلنی گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر ہوچکی تھی ۔ ایک تو جب اونہون سے اون اضلاع کو ویران کردیا جو بموجب صلحنامہ ۱۸۶۰ء کے گورنمنٹ انگریزی کو ملنے والے تھے ــ دوسری جب اونہونے خاص حضور پر نور کے ایک موضع دہار اسیو مین ظلم و تعدی کی کارروائی کی ــ اس دوسری جرم مین وہ موقوف کر دیئے گئے اور یہہ موضع نوابصاحب مرحوم کے سپرد ہوگیا ۔ اونکے بچانیکے لئے نوابصاحب سے بہت کچھہ سفارش کیگئی لیکن نواب مرحوم نے کسیطرح قبول نہین کیا ــ اسیوجہ سے نواب مرحوم کے ساتھہ لشکر جنگ کو ایک ذاتی عداوت ہوگئی تھی ــ

یہہ بات ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ جب حضور کے وکیل کے یہہ خیال تھین ہن مختار الملک جیسا مدبر شخص کے ساتھہ انتظامی امور مین کیونکر تعلق

رکھہ سکتے تھی لہذا نوابصاحب مرحوم نے حضور پر نور سے استعفا پیش کرنیکی اجازت چاہی - چند روز کے بعد حکم ہوا کہ تحریری استعفا پیش کرین چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تحریری استعفا پیش ہوا - صاحب رزیڈنٹ اچھی طرح اس امر کو جانتے تھی کہ ایسی وقت مین نوابصاحب کا ملکی انتظام سے جدا ہونا ملک کے لئی آفت کا سامنا ہی نظر بر آن حضور مین عرض کر بھیجا کہ اُس بارہ مین حاضر ہو کر کچھہ عرض کیا چاہتا ہون ،، سر جارج یول نے پہلے اپنی خواہش نوابصاحب کے بحال رہنے مین صاف صاف اسلئے ظاہر کی تہی کہ شاید حضور پر نور خود رحم فرمائین لیکن جب قضیہ برعکس پایا اور یہہ خیال کیا کہ بغیر دخل دیئے یہہ گتھی نہ سلجھیگی تو انہون نے ایک خط حضور کو لکھا جسمین خاص ملاقات کی اجازت طلبی تھی - اسکے بعد جو کچھہ ہوا وہ صاحب رزیڈنٹ نے خود تحریر کیا ہی جسکی ذیل مین نقل کیجاتی ہے -

" یہہ خط بسبب اسکی کہ بسنت کی تعطیل ہوگئی اور بسنت کے دنون مین حضور کسی تکلیف دہی کو پسند نہین کرتے تھی دسوین فروری کو پیش کیا گیا ۔ دوسرے دن حضور نے بہر سالار جنگ کو اسی مضمون کا

اطلاع دی کہ میرا ارادہ ہے کہ امیر کبیر کو قبل دربار رزیڈنٹ کے
پاس بہیجون کیونکہ رزیڈنٹ کا استقبال وہی کرینگے" ان الفاظ سی
گویا حضور نے سر سالار جنگ کو اس بات کا ایما فرمایا کہ دربار مین حاضر
ہون۔ الغرض امیر کبیر میرے پاس آئے اور بجز اسکے اور کچہہ نہین کہا
کہ حضور پر نور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رہنے کی خواہش
کرتے ہین۔ اُسکے جواب مین مینے کہا کہ یہی خواہش سرکار انگریزی
کی بہی ہے اور امید ہی کہ حضور پر نور بہت جلد مجہے حاضر ہونے کی اجازت
مرحمت فرمائینگے —

حضور نے یہانتک ٹالا کہ آخر الامر مجہے پہر یاد دہانی کی ضرورت ہوی
تو اوسوقت ۱۸ فروری ملاقات کے لئے مقرر ہوی - مین نے
ملٹری سکرٹری کرنیل برگ اور کنٹونمنٹ مجسٹریٹ سکندرآباد کپتان ٹوڈی
کو اپنے ہمراہ لیا اور حسب معمول حضور مین گیا —

یہی دونون افسر کرنیل ڈیوڈسن کے بھی ہمراہ تہے جب وہ ایسی ہی
مطلب کے واسطے حضور پر نور کی ملاقات کو گئے تہے —

وہانکا مجمع اوسی سکوت اور انتظام کی حالت مین تہا جیسا کہ مینے ہمیشہ دیکہا

میرا استقبال نوابصاحب نے (کہ بغیر حضور کی طلب کے دربار مین آئے
تھے) اور امیر کبیر نے کیا اور ہم دونون بیٹھے ایک چھوٹے کمرے
مین لیگئے وہان سے یہہ دونون تو واپس آئے اور مین ملاقات کے لے
کمرہ مین گیا - اس کمرہ مین جون ہی مین اپنا جوتا اوتار کر چڑھا دون ہی حضور
آگئے اور بیچ مین مجھسے گلے ملے - وہ ایک مسند پر بیٹھے اور مین
ایک صاف کپڑے پر جو اوسکے متصل بچھا ہوا تھا اوسکے پہلو مین بیٹھ گیا
اور میرے قریب وہ دونون میرے ساتھہ کے افسر بھی - حاضرین
دربار مقابل کے دوسرے کمرہ مین چلے گئے جہان باتونکی آواز نہ جا سکتی تھی
مین نے اپنی گفتگو یون شروع کی کہ مین چار سال سے اپنی حتی الامکان اس امر
کی کوشش کرتا رہا ہون کہ حضور کے ملک مین روز افزون بہتری و خوشحالی
کی ترقی ہو اور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رہے - اسوقت صرف
دو کامون کے واسطے حاضر ہوا ہون اول تو یہہ کہ تمغہ اسٹار آف انڈیا
کو پہنانا کا جو معمولی طریقہ ہے اوسکے خلاف جناب ملکہ معظمہ نے اجازت دی
کہ نواب سر سالار جنگ بہادر کو اور مجھے آپ اپنی دست مبارک سے یہہ
تمغہ جات عنایت فرمائین -

یہہ سنتے ہی حضور پرنور نے دیوان سے اپنی ناراضی ظاہر فرما دی - مین نے عرض کرنا شروع کیا کہ نوابصاحب نے حضور کے ملک کا کیسا عمدہ انتظام کیا ہی اور دونون سلطنتون مین دوستی قایم رکہنے کی کیسی کوشش کی ہی اور کسقدر سرسالارجنگ حضور پرنور سے ڈرتے ہین - غرضکہ اسیطرح کے اور دس پانچ جملے عرض کئے مگر ہر جملہ پر حضور اپنی ناراضی ظاہر کرتے رہے اور میرے پاس آکر کہا کہ سالارجنگ بہت مغرور ہے یہانتک اوسکو اپنی کارگزاری پر گہمنڈ ہے کہ جب کوئی خواہش اوسکی پوری نہین ہونے پاتی تو استعفا دینے کی دہمکی دیتا ہی نوکر کو ہمیشہ اپنے آقا کی فرمانبرداری چاہئے - یہہ کہکر حضور کسیقدر خوش مزاج ہوے اور اثنار تقریر مین کبہی کبہی اپنے قول پر ہنستے جاتے تہے آخر مین فرمایا کہ آپ واقف نہین ہین چند سال سے مین نے اپنے معاملات کا کیسا عمدہ انتظام کیا ہی یہہ ہر بادشاہ کا فرض ہے - کہ ملک کے کاروبار مین ہمیشہ عمدگی سوچتا رہے اور اسیطرح چند کلمات فرمائے مین نے کہا کہ نوابصاحب کے استعفا دینے کا باعث یہہ ہی کہ حضور نے لشکرجنگ کو اپنے اور نوابصاحب کے درمیان وکیل مقرر فرمایا ہے لشکرجنگ اس کار سترگ و بزرگ کے لایق نہین ہے علاوہ ازین وہ

ایک مشہور دشمن نوابصاحب کا ہی اور یہی وجہ ہی کہ اوسکے توسط سے کام اچھی طرح نہین چل سکتا - حضور نے فرمایا کہ لشکر بنک میرا فرمان دار ہے یہہ لکھکر پھر اوسی استعفا کا ذکر شروع کیا اور فرمایا کہ شہر کی عدالتین نہایت خراب حالت مین ہین - مین نے عرض کیا کہ سالارجنگ کے پہلے تو کوئی بھی عدالت نتھی اور ہر چیز کی تکمیل دفعتہً ممکن نہین جہانتک بن پڑا نوابصاحب نے اچھی آدمی منتخب کئی اور ضوابط وقوانین بھی منضبط کئے - اور یہہ استعفا جو دیا ہی تو مین یقین دلاتا ہون کہ اگر حضور پورا اعتبار اونپر رکھینگے تو وہ کبھی آیندہ استعفا نہ پیش کرینگے پھر مین نے عطای تمغہ کا ذکر کیا - حضور نے فرمایا کہ مین آپکو بخوشی تمغہ دونگا اور باوجود ناراضی اپنے وزیر کو بھی تمغہ دینے مین کچھہ عذر نکرونگا اسکے بعد فرمایا کہ پندرہ روز کے عرصہ مین مین آپسی پھر ملنا چاہتا ہون اس عرصہ مین جو کچھہ مجھے کہنا ہے مین لکھکر بھیجدونگا اور امیر کبیر کو بھی بھیجونگا آپ اون سے ضرور ملئے - مین نے کہا کہ پندرہ روز کا عرصہ بہت ہی دو تین دن کے عرصہ مین پھر ملاقات کا ہونا زیادہ مفید ہوگا - اسپر فرمایا کہ میری طبیعت اچھی نہین - یہہ کہکر قریب تہا کہ عطر و پان طلب فرمائیں

پھر مجھسے پوچھا "کیا حقیقت مین آپکی بدلی ہوگی اور آپ کونسل جاتے
ہین" مین سنے کہا ہان یہہ خبر صحیح ہے - فرمایا یہان صاحبان زیادہ
عرصہ تک نہین رہتے آپکا جانا اسوقت ایک افسوس کا مقام ہے کیونکہ
جانتے ہین آپ یہان کے تمام معاملات سے واقف ہوچکے ہین - اور دس
بارہ برس مین اوربھی واقف ہوجاتے - اس عرصہ مین عطر پان آگیا
اور مین رخصت ہوا -

یہہ ایک مختصر بیس منٹ کی ملاقات کا ذکر تھا - اس قلیل عرصہ مین
حضور پر نور کے متواتر قطع کلام کرنے نے عاجز کردیا کہ ایک ہی مطلب
دو دو مین تین مرتبہ کہنا اور سننا پڑتا تھا -

جب چار روز اس ملاقات کو گزر گئے اور حضور پر نور میرے مطلب سے
کچھہ خبر نہوئے تو مین سنے نوابصاحب کو لکھا کہ آپ حضور کو وہ ذکر
یاد دلائیے جو دربار مین ہوا تھا - چار روز گزر چکے ایسی امور عظیمہ کے
طی کرنے مین جسقدر دیر ہوتی ہے حضور کے ملک کی بہبودی کو مضر ہے
اور گورنمنٹ انگریزی (جو قدیم دوست اس دولت کی ہی) تہہ دل سے
ہر وقت یہانکی بہتری مدنظر رکھتی ہے - ۲۳ وین تاریخ حضور نے

امیر کبیر کو میرے پاس بہیجا - مین نے یہہ امر اونکے مکنون خاطر کر دیا
کہ گورنمنٹ انگریزی سر سالار جنگ کی صرف اسوجہہ سی طرفدار ہی کہ اونہون نے
حضور کے ملک کا نہایت عمدہ انتظام کیا اور اسوجہہ سی دونون سلطنتون
مین دوستی قائیم رکہی اگر اس ملک کا انتظام عمدہ نہوتا تو اس دوستی کا قایم
رہنا ناممکن تہا - یہہ بہی مین نے امیر کبیر سے کہا کہ خوب یاد رکہیے اسوقت
کوئی شخص ایسا نہین ہے جو اس لیاقت اور ایمانداری سے انتظام
کر سکے جیسا کہ نواب صاحب سی ظہور مین آیا اور اگر کوئی شخص ایسا ہو بہی تو
اوسکا ابہی تجربہ نہین سر سالار جنگ نے بارہ سال کام کرنے سی اپنی
لیاقت بخوبی ثابت کر دی - آپکو یہہ بہی معلوم ہے کہ اس سے پیشتر
کسقدر بد انتظامی تہی اور اونہین بد انتظامیونکی وجہہ سی سرکار انگریزی کو
کنٹنجنٹ قایم کرنی پڑی اور اوسکی خرچ کے لئی ملک برار لینا لازم ہوا - اگر
انتظام عمدہ ہوتا تو یہہ امور کبہی واقع نہوتے اب کسیطرح اوس پرانے
طریقہ پر انتظام کا خراب حالت مین رہنا ممکن نہین - جون جون سرحدی
ملکون مین ترقی ہوتی جائیگی یہان بہی ترقی کا قایم رہنا لازم ہوگا اور
ان اصلاحون اور ترقیون کے لئی جو قواعد قرار پائی ہین حضور کو ہرگز اونسی عدول

کرنا چاہیئے" امیر کبیر نے اسکی جواب مین کہا کہ حضور پر نور سالار جنگ کے
انتظامون سے کچھہ ناراض نہین ہین بلکہ اونکا تکبر ناپسند ہی اور اوسکی
برداشت نہین کر سکتے ہین تو نہین جانتا مگر حضور فرماتے ہین کہ سالار جنگ
ہمیشہ استعفا دینے کی دہمکی دیا کرتے ہین اس بات کو حضور جانتے ہونگے
مگر ظاہر ایہی وجہ حضور کی ناراضی کی ہی - مین نے کہا کہ " ہان شاید سالار جنگ
نے عجلت کی ہو مگر حضور نے اپنے اور سالار جنگ کے درمیان لشکر جنگ
کو وکیل مقرر کرنے مین بڑی غلطی کی - اب بحث یہہ ہی کہ اس امر کی صفائے
کیونکر ہو - سر سالار جنگ کا اپنے عہدے سے جدا ہونا کسیطرح گورنمنٹ انگریزی
نہین پسند کریگی کیونکہ اوسکے علیحدہ ہونے سے یقینی خرابیان پیدا ہو سکتے
جن سے ان دونون سلطنتون کی باہمی اتفاق مین فرق پڑجایگا -
پہلے بدانتظامیون سے جو خرابیان ہوئین وہ صرف حضور ہی کی سلطنت
مین اثر بخش رہین ہمارا کچھہ نقصان نہوا لیکن اب معاملہ کی صورت اور
ہی کچھہ ہے اسوقت مین ہم یہانکی بدنظمیون سے چشم پوشی نہین کر سکتے
کیونکہ ان خرابیون کے اثر کی توسیع ہمارے سلطنت تک لامحالہ پہنچیگی
اور ہم اس بات پر مجبور ہونگے کہ مقبوضی کے ساتھہ اون خرابیون کو دفع کرین

مشہور پرنور کے لیے بہتر ہے کہ وہ سالارجنگ کے ہاتھ مین عنان حکومت
رکھین کہ وہ بہت اچھی طرح ملک کا انتظام کرسکتے ہین اونکے موقوف
کرنے سے جو بدنظمیان ظہورپذیر ہونگے حضور کو اونکے نتایج اوٹھانے
پڑینگے" میری گفتگو کا امیرکبیر کے دل پر بڑا اثر ہوا اونکے سوالات
سے ظاہر ہوا کہ اونکو یہہ نہ معلوم تھا کہ گورنمنٹ انگریزی گورنمنٹ نظام
کی بدنظمیون کو بہ نسبت زمانہ سابق کے بہت سخت نظر سے دیکھیگی - پہر
مین نے کہا کہ سر سالارجنگ حضور پرنور سے بہت ڈرتے ہین اور
ہمیشہ اونکی خوشی کرنیکی فکر مین رہتے ہین - یہہ کہکر مین نے اپنا خط
اونہین سنایا اور کہا کہ یہہ خط مین نے حضور کو لکھا تہا لیکن نواب صاحب
نے صرف حضور کی ناراضی کے خوف سے مجہکو اس خط کے بہیجنے سے
باز رکہا - الغرض بڑی گفتگو کے بعد امیرکبیر نے کہا کہ جو کچہہ آپ کر سکتے
تہے وہ آپ نے کیا اور جو کچہہ مین کرسکتا تہا وہ مین نے کیا اب سر
سالارجنگ کو دیکہنے دیجئے کہ وہ کیا کرسکتے ہین - پہر اونہون نے پوچہا
تقصیر کی معافی انہون نے ہندوستانی طریقہ سے کیون نہ چاہی - مین نے
جواب دیا کہ اگر سر سالارجنگ کو اون اصلاحون اور تدبیرون کی

اختیاری کارروائی پر مجبور کیا جاوے جنکو وہ ملک کی بہتری سمجھتے
ہین تو یقینا اونکو عفو قصور چاہئے مین کچھ عذر نہوگا - امیر کبیر نے
کہا کہ بیشک نئے قواعد و ضوابط ملک کے لئے ضروری ہین اور حضور
پرنور بھی کبھی اون سے مزاحمت نہین کرتے اور اونکو ہر طرح کا
اختیار ہے لیکن بروقت عذرخواہی حضور کے سامنے سالار جنگ
کو اس قسم کا کوئی عذر پیش کرنا چاہئے شاید حضور پرنور پھر آشفتہ
ہوجائین صاف صاف صرف معذرت کرنی چاہئے - مین نے
کہا کہ بہتر ہے مین یہی بات کی سالار جنگ کو صلاح دونگا مگر ابھی بہت
سے کام مثل عطائی تمغہ اسٹار آف انڈیا وغیرہ کے باقی ہین لہذا آپ
حضور سے عرض کیجئے کہ اس بکھیڑے کو بہت جلد طے کردین
جب امیر کبیر رخصت ہوئے تو مین نے فورًا نواب صاحب کو امیر کبیر کی
تجاویز جو بہ نسبت عذرخواہی کے تھین لکھ بھیجین اور اونکے خطوط سے
یہہ بات ٹپکتی تھی کہ سر سالار جنگ نے بھی یہی خیال کیا تھا کہ عذرخواہی
اور معافی چاہنے کی ضرورت ہے - اور حضور پرنور اونکے بیان سے
جسکی تصدیق پھر امیر کبیر کی گفتگو سے ہوئی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ حضور نے

نوابصاحب کے انتقال سے بیحد دلی ملال ہوگیا ہے اور جب تک وہ ملال رفع
نہو صفائی کی کچھ امید نہیں ہے - لہذا میں نے بھی نوابصاحب کو
یہی صلاح دی کہ عفو قصور چاہیں - چنانچہ نوابصاحب نے درخواست
طلب عفو وکیل کی معرفت حضور میں بھیجدی - حضور پرنور نے اوس درخواست
کو سنکر اوسمیں چند شرایط بتاے اور فرمایا کہ جب تک یہہ امور مندرج نہونگے
میرا غصہ رفع نہوگا - وکیل اوس درخواست کو نوابصاحب کے پاس
واپس لائے نوابصاحب نے کوئی چارہ بجز اسکے ندیکھا کہ وہ شرایط
بھی مندرج کردئے جائیں -

جب یہہ درخواست جس میں وہ شرایط لکھے جاچکے تھے حضور کے ملاحظہ
میں پیش گزری تو فرمایا کہ میں چار پانچ روز میں اسپر کوئی حکم دونگا -
چونکہ مجھپر یہہ عرصہ بہت شاق تھا لہذا میں نے فوراً ایک طویل العبارت
خط حضور کے نام لکھا جسمیں تمام گزشتہ حالات کا ازسرنو ذکر کیا اور
اور سخت عبارت میں حضور کی کارروائیونکے خراب نتایج ظاہر کئے"
لیکن قبل اسکے کہ یہہ خط ترجمہ ہوکر حضور میں بھیجا جاے مختار الملک مرحوم
نے امیر کبیر مرحوم سے کچھ ایسی خط وکتابت کی جس سے مقصود اصلی

حاصل ہوگیا - یعنی امیر کبیر مرحوم نے حضور کو یہہ صلاح دی کہ اب دو
چار روز کا تامل مناسب نہین ہے کیونکہ جو شرایط درخواست معافی مین
حضور نے بڑہاے گو وہ بالکل خلاف اون شرایط کے تھی جو مین نے
رزیڈنٹ سے کہے تہی تاہم مختار الملک نے اونکو منظور کیا لہذا اب کوئی وجہ
حکم مین تامل کرنیکی معلوم نہین ہوتی —
اسکے بعد ہی پہر وکیل نوابصاحب کے پاس بہیجے گئے اور حکم ہو کہ ایک
اور شرط بڑہائی جاے کہ (نوابصاحب آیندہ ہمیشہ خیرخواہ رہینگے)
اس فقرہ سے نوابصاحب کو سخت صدمہ پہونچا یا مگر یہہ شرط بہی بڑہادی
گئی — آخر الامر ۲ تاریخ دربار مین طلب ہوئے اور نذر قبول ہوی
اور جواب سلام دیا گیا —
اسکے بعد حضور پرنور نے نوابصاحب اور صاحب رزیڈنٹ کو تمغہ جات
اسٹار آف انڈیا عطا فرماے اور دو ہفتہ کے بعد عید الفطر کے
دربار مین حضور پرنور نے نوابصاحب کی بڑی عزت افزائی فرمائی
اور پانچ پارچہ کا خلعت قیمتی پچاس ہزار روپیہ کا دربار عام مین مرحمت
فرمایا اور اسوقت گویا یہہ ثابت ہوگیا کہ حضور پرنور کے دلمین

نوابصاحب کیطرف سے کوئی ملال نہین ہے اور اسی طرح نوابصاحب
کی وہ شکستگی بھی باقی رہی —

سر جارج یول کے بعد سر رچرڈ ٹمپل رزیڈنٹ حیدرآباد مقرر ہوئے
اونہون نے ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام ہے (مین اینڈ اوینٹس
آف مای ٹایم ان انڈیا) اس کتاب کا ایک فقرہ یہہ ہے "جب
مین حیدرآباد پہونچا تو سر جارج یول نے مجھے مفصل اوس ناچاقی کی اطلاع
دی جو حضور اور نوابصاحب مین ہوگئی تھی میرا پہلا یہہ سرکاری کام
تہا کہ اس باب مین حضور کو ایک مضبوط دوستانہ صلاح دون"
گورنمنٹ آف انڈیا نے سر جارج یول کی اوس حکمت عملی کو پسند کیا جو
اس بارہ مین اونہون نے اختیار کی تہی - بلکہ اسی حکمت عملی کی تائید
ایک خط جو حضور کے نام تھا یہہ ظاہر کیا کہ سرکار عظمت مدار ایسی وزیر
کی موقوفی کو ناپسند کرتی ہی جس نے سلطنت کے بیشمار فواید کے
لئے بہت کچھ محنت کی اور ہر طرح ثابت کر دیا کہ وہ ایسا لایق
کہ گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ نظام دونون اوسپر پورا بھروسا کرین
"حضور پرنز نے اسکے جواب مین جو خط ۲۹ اپریل ۱۸۶۷ء کو لکھا

اوسمین بعد معمولی القاب و اداب کے یہہ عبارت تھی " آپکا عنایتنامہ جسکی بوی محبت و وداد مشام جان کو معطر کرتی ہے پہونچا کمال سرور و شادمانی ہوی - آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ صاحب ریذیڈنٹ کے خط سے آپکو معلوم ہوا کہ مین اپنے دیوان سے ناراض ہو گیا تہا اور اسوجہ سے آپکو بہت ملال ہوا اور آپکی خواہش ہے کہ یہہ باہمی ناچاقی دور ہو جائے - آپ یہہ بہی مجہے یقین دلاتے ہین کہ میرا دیوان میرے ساتہہ ہمیشہ اطاعت و فرمانبرداری و ادب سے پیش آتا ہے جو شایان تابعدار ہے - یہہ سب آپ نے بلحاظ اوس دوستی و اتحاد کے تحریر فرمایا جو قدیم سے باہم ان دونون سلطنتون مین ہے جب مین نے اس خط کے محبتانہ مضامین کو پڑہا تو بے شک مجہی یقین ہوا کہ جو کچھ آپ نے لکہا وہ محض باہمی وداد و اتحاد پر مبنی تہا - اسکے جواب مین مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ دیوان موصوف میری گورنمنٹ کا ایک قدیم ملازم ہے جسپر ہمیشہ مہربانی کی نظر رکہی جاتی ہے - آپکے عنایتنامہ کے آنے سے پہلے اوسکی عزت افزای بکمال عنایت و الطاف کی گی (جو اپنے ملازمون پر مین مبذول رکہتا ہون) آپ نے یہہ بہی نوکر قدیم

محبت رقم فرمایا ہے کہ مجھے اپنے وفادار وزیر پر پورا بہروسا رکہنا چاہئے اور اوسکی پولیٹیکل معاملات مین تائید چاہئے ۔ مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ مین وزیر موصوف کو ہمیشہ فرمانبردار اور وفادار پاتا ہون اور میرا تعلق اوس سے ہمیشہ مہربانی ۔ محبت ۔ اعتبار اور تائید کا رہیگا ۔

پس اسطرح وہ مشکل رفع ہوی جسکے طرح طرح کی پیچیدگیون سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ سلطنت نظام ایسے خیرخواہ اور لایق وزیر کو ہاتہہ سے دیدیگی اوس وقت سے تا وقت انتقال جو ۱۸۶۹ء مین ہوا حضور پرنور پہر کبہی نواب صاحب مرحوم سے ناراض نہین ہوے ۔ اکتوبر ۱۸۶۰ء مین نوابصاحب مرحوم نے ایک بڑی اصلاح یہہ کی کہ تمام ملک کی ضلع بندی کر دی ۔ اس سے پہلے نوابصاحب نے طریقہ اجارہ کالون زمینداری کا خیال کیا تہا مگر پہر معلوم ہوا کہ وہ طریقہ ضلع بندی کی کارروائی سے زیادہ تر مفید نہوگا ۔ لہذا ملک کی پانچ قسمتین جنکو یہان سمت کہتے ہین اور سترہ اضلاع جنکو علاقہ کہتے ہین مقرر ہوے ۔ اونکی تفصیل یہہ ہے ۔

نمبر	سمت	اضلاع	رقبہ	تعداد تعلقہ ہر ایک ضلع
۱	شمالی	میدک	۱۶۴۲	۵
		اندرونی سرحد بلدہ	۸۸۸۳	۱۲
		ایلگندل	۷۴۸۱	۹
		کھمم	۹۲۷۹	۹
۲	مشرقی	نلگنڈہ	۴۱۳۱	۵
		ناگرکرنول	۶۹۳۲	۸
		شرقی رائچور	۳۳۳۷	۵
۳	جنوبی	غربی رائچور	۳۳۷۲	۴
		شورا پور	۲۹۰۳	۴
		گلبرگہ	۳۱۲۱	۶
		بیدر	۶۲۸۸	۷
۴	غربی	ناندیڑ	۴۱۳۴	۹
		تلدرگ	۳۶۲۳	۹
		اورنگ آباد	۶۱۵۹	۱۰
۵	غربی شمالی	پربھنی	۴۳۳۵	۶
		بیڑ	۳۸۷۸	۶
		اطراف بلدہ خاص	۳۶۶۳	۵
		مجموعہ	۸۲۷۰۰	۱۱۹

اسہاں رقبہ مین سے قریب ایک ثلث کے صرف خاص اور پائیگاہ اور تنخواہ محلات وغیرہ مین شامل تھا - باقی اضلاع دیوانی کہاتے تھے اور اونمین خاص گورنمنٹ کا انتظام تھا - ہر ایک سمت مین ایک صدر تعلقدار (یعنی کمشنر) مقرر کیا گیا اور ہر ضلع مین ایک تعلقدار (یعنی کلکٹر) معہ دو ماتحت تعلقدارون کے اور علاوہ اسکے تحصیلدار وغیرہ -

اوسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات اور صیغہ طبابت میونسپل یعنی صفائی) اور صیغہ تعلیم قایم ہوے -

ان سب انتہا فایدہ بخش اصلاحون کے بعد کوئی انتظامی انقلاب نہین ہوا - البتہ وقتاً فوقتاً ان اصلاحونمین ترقی ہوتی گئی - لیکن ضلعبندی کا اصول جسکو قائم ہوے پندرہ سال ہوے اوسیطرح رہا اور کل انتظام اوسی پر مبنی ہوتے گئے -

اسباب قحط دریافت کرنیکے لئے چند سال ہوے ہر گورنمنٹ انگریزی سے ایک مجلس مقرر ہوی تھی اوس مجلس کے سوالات کے معتمد مال گورنمنٹ حیدرآباد نے جو جواب دیے ہین وہ ذیل مین مندرج ہین -

"اس جدید طریقہ کے جاری کرنیمین جو جو مشکلات ملک تلنگانہ مین واقع

ہوئین اس طریقہ کے جاری ہونیمین سنگ راہ تہین - اس ملک مین
بٹائی کی رسم جاری تہی مرہٹواڑی مین لقدی لگان جہان وصول ہوتا
تہا وہان یہہ دقتین واقع ہوئین - مرہٹواڑی کے بہت سی تعلقات
کی پیمایش قدیم زمانمین صحت اور قاعدہ سی ہو چکی تہی - مرہٹہ کے عہد
مین اوسکی دوبارہ جانچ ہوئی بدانتظامی کے زمانمین مقدار رقبہ کی
بحساب بگہہ کچہہ خیال نہین کی گئی لیکن چونکہ پرانے کاغذات مین نام
ورقبہ اور کہیتونکی جمع مندرج تہی لہذا انہین اون کاغذات سی صرف اسقدر
کرنی پڑی کہ ہر ایک مقبوضہ مین لگاسی کے لایق کسقدر زمین ہے -
مجہکو بہروسا ہی کہ اس کام کو اکثر افسران متعینہ نے نہایت ہوشیاری
سی کیا کیونکہ اسکے جانچ مین نے خود کی ہے -
پرانے کاغذات کی تحقیقات بخوبی عمل مین آئی اور جہانتک دریافت
ہو سکا صحیح رقبہ جدید کاغذات مین درج کیا گیا - ایسی ایسی مختلف
کارروائیون اور تحقیقات سی رقبہ متحقق ہوا -
دوسرا امر یعنی اسکی تحقیقات کہ ہر ایک مقبوضہ کا سالانہ لگان
گزشتہ دس سال مین کیا رہا بہ نسبت امر اول کے نہایت مشکل تہا

تلنگانہ مین کاغذات دیہی سررشتہ دارون کے ہاتہہ مین تھی۔
یا اونکے نائب پٹواریون کے قبضہ مین تھی۔ سررشتہ دار کاغذات
کے دینے مین نہایت غلط کرتے تھی اور جہان جہان پٹواری سررشتہ دارون
کے ماتحت نہ تھی وہان بہی وہ لوگ سررشتہ دارون کے مخالف
کسی کام کی جرأت نکرسکتے تھی۔ بعض اوقات ان لوگون نے
کاغذات دیئے مگر فرضی اور اصلی کاغذات پوشیدہ رکہے۔
اصل یہہ ہی کہ ان کاغذات مین سی کسی کاغذ پر اعتبار نہین ہوسکتا
ہر ایک ہیت اور ہر ایک کاشتکار کی صحیح جمع کئی برس کی نہین معلوم
ہوسکتی۔ لیکن دو تین کاغذون کے اعتبار پر ہر موضع کی
جمع تشخیص کر دی گئی اور تعلقہ دارون اور ہوشیار تحصیلدارون نے
پٹیل اور پٹواریون کی مدد سے اس جمع کو کاشتکارون پر پہیلا دیا
یہہ نہین کہا جاسکتا کہ یہہ سب جدید انتظام ایک سال مین ختم ہوا۔
اس معاملہ مین وقتاً فوقتاً تحقیقات ہوتی رہی جو جو غلطیان سامنے آتی
جاتی تہین اونکی اصلاح ہوتی جاتی تہی۔ مفید اور مناسب وقت مین
قواعد و ضوابط جاری کئے جاتے تھی اور تشخیص و تحصیل جمع کے لئے

ضابطے بنائے جاتے تھے - ہر سال تعلقداروں اور تحصیلداروں کو جو مواضع کا دورہ کرتے تھے رعایا کی شکایتین سُننی پڑتی تھین جب سنتی جمع کی کوئی شکایت بدرجۂ صحت و یقین پہونچ جاتی تو جمع مین تخفیف کیجاتی اور اگر پٹیل اور پٹواریون کی کچھہ شرارت اشتعال پائی جاتی تو اونکو سزا دیجاتی - ہر ایک کاشتکار کے پاس ایک کتاب رہتی جسمین اونکی مقبوضہ زمین اور جمع کی مقدار مندرج ہوتی اور اوسی پر بر وقت وصول جمع رسید لکھدی جاتی - اس طریقہ سے پٹیل و پٹواریونکی زیادہ ستانی اور تصرف بیجا کلیۃً اچھی طرح روک ہوی اوسی انتظام کی روسے نمبر رقبہ اور جمع ہر کھیت کی بخوبی معلوم ہوتی ہے - سالانہ نقشہ جات جو پٹواری گورنمنٹ مین روانہ کرتے ہین وہ انہین تفصیلات پر مبنی ہین -

مرہٹواڑی کی مشخصہ جمع مین تغیر و تبدل بہت زیادہ نہین ہوتا - سالانہ تحقیقات اس ملک مین صرف اسکی رہتی ہے کہ کس کاشتکار نے زمین چھوڑی اور کس نے اوسکو اوٹھایا اور آیا مشخصہ جمع سے زیادہ لگان تو نہین لیا جاتا - کس ملک مین سالانہ جمعبندی سے

صرف اسیقدر مطلب ہی ـــ

اسطرح جب کاشتکارونکو اطمینان ہوا تو بہت سی افتادہ زمین مزروعہ ہوگئی اور ترقی زراعت کے ساتھہ آمدنی مین ترقی ہوتی گئی اب اگر ایک کاشتکار زمین چھوڑ دیتا ہی تو دوسرا فوراً اوسکو لے لیتا ہی اسوجہ سے زمین افتادہ نہین ہونے پاتی ـ برخلاف مرہٹواڑی کے ملک تلنگانہ مین زراعت کی حالت ہمیشہ متبدل ہوتی رہتی ہے یہان ایک سال کی کثیر اور موقع کی بارش سے تمام ملک سرسبز ہوجاتا ہی اور دوسرے سال اگر بارش ہو تو سرسبزی کا نام ونشان بہی نہین رہتا ـ اسوجہ سی ایک سال تو تمام رقبہ مین کاشت ہوتی ہی اور دوسرے سال صرف قلیل مقدار کا رقبہ مزروعہ ہوتا ہی باقی زمین جوت کر چہوڑ دی جاتی ہے یا وہ غلہ بویا جاتا ہی جسمین پانی کی ضرورت کم ہوتی ہے ـ

پس ایسی صورت مین ظاہر ہی کہ اس حصہ ملک کی جمع مستقل نہین ہوسکتی اور ہو بہی تو یہہ امید نہین کی جاسکتی کہ کاشتکار ہر حال پوری جمع ادا کرسکینگے ان وجوہ سی یہہ امر مقرر کیاگیا کہ ہرسال اور ہر فصل مین مقدار کمی وزیادتی اراضی مزروعہ کی تحقیقات کیجایا کرے اور

بٹواری مین اون تمام کہیتو کی جنکی کاشت مین کمی یا زیادتی ہوتی ہی ـــ پیمایش کرکے ایک نقشہ بنایا جاوی اور ان کہیتون مین سی فیصدی دس کی تحصیلدار اور اوسکے ماتحت خود جانچ کیا کرین اور پہر ناظم جمعبندی اوکی صحت پیمایش کی نسبت اپنا اطمینان کرلیا کرین ـ اس طریقہ سے رقبہ کے اندراج مین جو غلطیان ہوجاتی تہین اور بہت سا رقبہ مزروعہ جو بغیر تشخیص جمع کی رہجاتا تہا ان سب امور کا انسداد ہوگیا ـ جو کہیت کہ سالانہ کاشت مین رہتے ہین اونکی پیمایش اسوجہ سی نہین ہوتی کہ کاشتکار کو اپنی بے اعتمادی کا خوف نہو ـ اسوجہ سی بڑے بڑے حصہ زمین کا رقبہ آجتک وہی مندرج چلا آتا ہی جو پہلے ہوا تہا اور تشخیص جمع کی غلطی بہی بدستور ہے ـــ

سالانہ جمعبندی کچہہ اسواسطے نہین ہوتی کہ ہر موضع کی کشتواری آمدنی مین تبدل یا اصلاح کیجاے بلکہ جیسا اوپر بیان ہوا صرف یہہ علم بہم پہونچانے کے واسطی ہوتی ہی کہ کون کون سا کہیت بسبب عدم بارش یا اور کسی مصیبت سے کے غیر مزروعہ رہا تاکہ اوسکی جمع چہوڑ دیجاوے ـــ اور جب فصل اچہی ہوتی ہی اور پیداوار معمول سے زیادہ ہوجاتی ہے تو اوسوقت

معمول سے زیادہ ایک پیسا بہی نہین لیا جاتا اور اس سبب سی کاشتکاروںکو
بہت فایدہ ہوتا ہی ــ جمع مین بجز کسی خاص سبب کے کبہی اضافہ نہین ہوتا
جب ضلعبندی کا طریقہ جاری کیا گیا تو ملک تلنگانہ مین جو مالگزاری غلہ سی لیجاتی
تہی اوسکے عوض نقدی کر دیگئی ــ نوابصاحب مرحوم کی یادداشت
اس مضمون پر جو کمیشن قحط کے لئی لکہی گئی تہی وہ یہہ ہے ــ

دو بٹائی یعنی غلئی کا طریقہ کئی طرح سی ملک اور کاشتکار دونون کے لئی برا
اور مضر ہے اسکے دلایل حسب تفصیل ذیل ہین ــ

(۱) اوس کاشتکار کو جسکی مالگزاری بحساب غلہ مشخص ہے کچہہ ترغیب پیداوار
کے بڑہانیکی نہین ہوتی کیونکہ وہ خیال کرتا ہی کہ اوسکی محنت سی جسقدر پیداوار
بڑہیگی سرکار ایک حصہ اوسمین سی بہی لیگی تو اوسکی محنت کا کافی معاوضہ
اوسی نہ ملیگا ــ اور گورنمنٹ کو بہی اسکی فکر پڑ جاتی ہے اور وہ اسکی دادار
ہوتی ہی کہ کہیت کی کاشت ہوتا کہ اوسکے حقوق کو نقصان نہ پہونچے ــ
یہی وجہ ہی کہ گورنمنٹ کو اکثر تقاوے دینی پڑتی ہے ــ

(۲) اس غلئی کے طریقہ مین زراعت مین بہی بہت سی مزاحمتین ہوجاتی
ہین جنسے کاشتکاروںکی ہمت ٹوٹ جاتی ہے مثلاً گورنمنٹ اوسوقت تک

غلہ نہ کاٹنے دیگی جب تک گورنمنٹ کے حصہ کی بابت ضمانت نہ داخل کیجاوے اور نقدی مالگزاری کی صورت مین یہہ ضرورتین پیش نہین آتین اور کاشتکار کو اپنے کہیت کی پیداوار کی نسبت پوری آزادی حاصل رہتی ہے —

(۳) چونکہ فصل کا تخمینہ اس غلئی انتظام مین صرف تجربہ کار ہی لوگون کی راے پر منحصر ہے تو ممکن ہے کہ غلہ کٹنے کے بعد اوسکی مقدار تخمینہ سی کم ہو اور چونکہ گورنمنٹ کا حصہ اوس تخمینہ سابق پر مشخص ہوا ہے تو کاشتکار پر اسی صورت مین جبر ہوتا ہی اور اوسکو اوسقدر حصہ نہین ملتا جو انصافاً ملنا چاہئے —

(۴) اس مقدار حصہ گورنمنٹ کی تشخیص سی ایک اور نقصان کاشتکارونکا یہہ ہوتا تہا کہ حسب دستور ایک پائلی[1] فی کہنڈی[2] حصہ واجب الادا پر اضافہ کر لیا جاتا تہا اسوجہ سی سرکار کی رقم بڑہ جاتی تہی اور کاشتکار کا نقصان ہوتا تہا —

(۵) اس امر کی ضرورت تہی کہ حصہ گورنمنٹ کا تخمینہ چہوٹے چہوٹے افسرون کے ذریعہ سی ہو جنکی تنخواہ دس روپیے یا بارہ روپیہ ماہوار

ہوتی تہی اور یہہ لوگ پٹیل اور پٹواریون ہمیت بحیثیت خدمات اکثر مزارعین سے اون مین دخل دیا کرتے تہی اس سبب سی بدمعاملگی کا دروازہ ہمیشہ کہلا رہتا سرکار کو یا مزارعین کو فریب دیکر اپنا بہلا کرنا ان افسرون کی اختیار مین تہا —

(۶) جب فصل طیار ہوتی تہی تو اوسوقت اوس مقررہ حصہ سرکاری کی جو بعوض مالگزاری کے متعین ہوتا تہا بڑی حفاظت کیجاتی تہی بلکہ اوس حصہ کی وجہ سی کل فصل کی نگرانی کرنی پڑتی تہی —

(۷) نرخ کی کمی جب ہوتی تہی تو بٹائی مین سرکار کا نقصان ہوتا تہا۔ اور اگر اوسوقت گرانی کے انتظار مین غلہ کو ذخیرہ کیا جاتا تہا تو بہت دنون رکہنے سی بہی نقصان کا اندیشہ متصور تہا —

(۸) جب دوسری فصل کاٹنے کا وقت آتا تو گودام کے طریقہ پر لا محالہ عمل کرنا پڑتا تہا یعنی موجودہ غلہ کو بنیون یا آسودہ مزارعین کو مجبور کرکے نفع پر اونکے ہاتہہ فروخت کیا جاتا تہا تو اکثر اوقات اس جبر سے اونکو نقصان پہونچتا تہا —

(۹) جب بٹائی کا طریقہ جاری ہوا تو ایک بڑے حصہ کی سرکار مالک

ہوتی تھی اور مزارع کو آیندہ فصل کے لئی بہت کم گنجایش باقی رہتی اس
واسطی زراعت قایم رکھنے کے لئی سرکار مزارعین کو ہمیشہ کچھہ روپیہ
بطور تقاوی دیتی تھی اور اس روپیہ کا کچھہ حصہ حوالدار اور پٹیل اور
پٹواری کے ہاتھہ لگجاتا تھا کہ انہین لوگوں کے ذریعہ سی روپیہ تقسیم
ہوتا تھا —

۱۸۶۸ء کے شروع مین مدار المہام مرحوم کے قتل کرنیکے لئی ایک نا
امیدانہ قصد کیا گیا لیکن نوابصاحب کی خوش نصیبی سے اس قصد
مین ناکامی حاصل ہوئی — اس سے پہلے جو ۱۸۶۰ء مین ایسی ہی
صورت پیش آئی اوسکا ذکر ہو چکا — ایکمرتبہ ۲۷ جنوری ۱۸۶۸ء
کو ماہ مبارک رمضان کی عید تھی — کوچہ کی چارونطرف سپاہی تھے
جب سواری دار الامارہ کے قریب ایک تنگ کوچہ مین پہونچی تو
اوسی بھیڑ بھاڑ مین ایک قسی القلب سپاہی نے نوابصاحب پر یکے
بعد دیگرے بلا فاصلہ دو گولیان سر کین — پہلی گولی سی ایک جوان ہمراہی
سخت گھایل ہوا اور دوسری گولی نوابصاحب مرحوم کی دستار
مبارک کو بوسہ دیتی ہوئی بوجہ سکتہ کو توڑکر نکلگئی اور ایک اور جوان کو

زخمی کیا - مجرم اوسیوقت گرفتار ہوگیا - اور یقین تھا کہ ایسی برافروختہ مجمع مین ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دیا جاوے مگر سالار جنگ مرحوم نے منع فرمایا اور اوسکو زندہ گرفتار کر کے اپنے دولتسرا پر بہیجدینے کا حکم کیا اور اس شور وغوغا فرو ہوجانیکے بعد دربار مین پہونچکر اپنی معمولی جگہہ پر جا کہڑے ہوے - چونکہ نوابصاحب کے پہونچنے سی پہلی ہی دربار مین اس ہنگامہ کی خبر پہونچگئی تہی لہذا حضور پرنور نے بڑے الطاف وشفقت سی نوابصاحب کی جانبر ہونے پر شکر خدا ادا کیا - مجرم تحقیقات کے لئی کوتوالی بلدہ کے سپرد کیا گیا اور اظہار مین وہ ثابت قدم رہا آخرکار اوسکی گردن مارگئی -

حیدرآباد مین سب سی بڑی سزا یہی ہے مگر جب مجرم قوم عرب سی ہوتا ہی تو اوسی قوم کا ایک گروہ گولیون کی باڑسے اوسی ہلاک کر دیتا ہی -

سر سالار جنگ مرحوم نے اپنے اس مجرم کی سزا تخفیف کرنی بہت چاہی اور صرف قید پر اکتفا کرنی لیکن حضور پرنور نے اونکی اس رحم آلود سفارش کو بالکل نامنظور فرمایا اور ۱۲ تاریخ کو مجرم قتل کیا گیا -

اس ہنگامہ کے بعد حضور پر نور نے ایک اعلان اس مضمون کا تحریر فرمایا
کہ جو لوگ ملازم نہین ہین وہ ہتیار نہ لگانے پائین اس کی وجہ یہہ تہی کہ
مختار الملک مرحوم پر جس شخص نے حملہ کیا تہا وہ کسی رئیس کا ملازم
نہین تہا - اور یہہ بھی ظاہر کر دیا گیا کہ جو امرا مسلح ملازم رکہتے ہین وہ
اون ملازمون کے افعال کے خود ہی ذمہ دار ہین اور ملازمین جب
اپنے آقاوںکی سواری کے ہمراہ ہون اوسیوقت ہتیار لگائین -
یہہ پہلی ہی ذکر ہو چکا کہ نواب صاحب مرحوم کو بد معاملگی سی کمال درجہ کی
نفرت تہی اور وہ ہمیشہ اس بات مین بڑی کوشش کرتے تھے کہ ریاست
کے ملازمون سے بد معاملگی دفع ہو اور ہر بد معاملہ شخص چاہے وہ
کیسا ہی اعلی عہدہ دار ہو اپنی پاداش عمل کو پہونچے - چنانچہ ایک جلیل القدر
اعانت رشوت ستانی ۱۸۶۸ء ماہ نومبر مین دو برس قید کیا گیا -
اور دو اور رکن عدالت کسی جرم سی چشم پوشی کرنیکی گناہ مین اپنی منصب
سی چہوڑا دیئے گئے - ہنومنت راو خزانہ دار بہت تغلب و تصرف
کی علت مین برطرف ہوا - اسی سال چار صدر المہام یعنی وزرا
عدالت و مال و کوتوالی و متفرقات مقرر کئے گئے - اور چونکہ اس تقرر سی

یہہ غرض تھی کہ یہہ قلیل القدر عہدہ دار ریاست کے مہات مین آیندہ نہایت بکار آمد ہون اس لئے حیدر آباد کے جوان اور ہونہار امرا مین سے اس خدمت کے واسطے چن لئے گئے - ان برگزیدہ امرا کے نام یہہ ہین نواب بشیر الدولہ بہادر - نواب مکرم الدولہ بہادر - نواب شمشیر جنگ بہادر - نواب میر یاور علیخان بہادر -

سنہ ۱۸۶۹ء کے ماہ فروری مین اعلی حضرت حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر اپنے کمسن صاحبزادے حضور پر نور اعلی حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر ابقاہ اللہ الی یوم القیام کو چہوڑکر راہی ملک بقا ہوے تہوڑے ہی دنون کے بعد اعلی حضرت میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ کو نظام الملک کا خطاب ملا - چونکہ اوسوقت بہت کمسن تہے یعنے سن شریف صرف تین سال کا تہا لہذا ملکی بندوبست کرنیکو نواب صاحب مرحوم اور نواب شمس الامرا مرحوم کو ریجنٹ مقرر ہوے اور ملک کا تمام انتظام اونکے سپرد ہوا - ریاست کی سنگین امور بہبودی مین صاحب رزیڈنٹ سے بھی راے لیجاتی تھی - اوسوقت کے صاحب رزیڈنٹ مسٹر سانڈرس اسطرح زیب قلم فرماتے ہین " حسب درخواست امرا شہر

حضور نظام کی محافظت ملک کی جوابدہی کا عہدہ حضور نظام کے سن تمیز تک سر سالار جنگ کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ اور نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کو سپرد کیا گیا ۔ بوجہ لیاقت و تجربہ قدیم ملک کے حکومت کا عملی اقتدار نواب سر سالار جنگ بہادر کو دیا گیا اور جس لحاظ سے سر سالار جنگ اس عہدے کے سزاوار ہین اوسکا ذکر کرنا فضول ہے جو شخص اس ملک کی پچھلی اور حال کی تاریخ سے باخبر ہے وہ اونکی لیاقت اور کارروائی کا لوہا مان لیتا ہے ۔

جب بوجہ احسن یہہ انتظام ہوگیا تو حضور پرنور کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا اور اس کا گورنمنٹ ہند کو بڑا خیال تہا ۔ مسٹر سانڈرس کی ۱۸۶۹ سنہ ۱۸۷۰ء کی رپورٹ ملک کی اوس ترقی کا آئینہ ہے جو گزشتہ پچیس برس مین ہوئی ہتی ۔ وہ اس رپورٹ مین لکھتے ہین :- فی الحقیقت اس بیان مین ذرا بھی مبالغہ نہین ہے کہ جس حیدرآباد سے مین نے سنہ ۱۸۶۸ء مین واقفیت حاصل کی ہے اوسکو اوس زمانہ کی حیدرآباد سے (جسکا بیان پہلے کیا جاتا تہا اور جسکا ذکر سر چارلیس اور لارڈ مٹکاف کے مراسلات مین ہے) ایسی نسبت ہے جیسے حال کے انگلستان کو اوس انگلستان سے ہے جو

جو شاہان آصفیہ کے عہد مین تہا - اور یہہ صرف وزیر حال سر سالار جنگ کی سود مند فرمانروائی و عمدہ مالی بندوبست و بیدار مغزی کا نتیجہ ہی اور نیز وہ تائید جو وزیر موصوف کو سابق کے رزیڈنٹون سے دی مو ید ہوئی - صرف خزانہ ہی معمور نہین بلکہ ملک کی سالانہ آمدنی سالانہ اخراجات سے قریب آٹھہ لاکہہ روپیہ کے زیادہ ہی اور ریاست کا اعتبار بہی بہت بڑہ گیا ہے - اور خصوصاً اس طریقہ کے موقوف ہونے سی جو ٹہیکہ دارون کو اجارہ پر دیہات دیکر محاصل وصول کیا جاتا تہا ملک مین شاذ و نادر قصہ و فساد ہوتا ہی ٭

پہر اپنی انتظامی رپورٹ کے باب چہارم مین امور متعلقہ مال کے بارہ مین صاحب موصوف لکہتی ہین کہ حضور نظام کی ممالک محروسہ کا ملکی انتظام حال گزشتہ برسون کے انتظام سی اتنا بڑا مفید فرق نہین رکہتا جیسا کہ صیغہ مال کے عمدہ انتظام مین نظر آتا ہی وصول زرلگان کے پرانے طریقہ کا اب کوئی ذکر تک بہی نہین کرتا - پہلے ملازمان مقرر کردہ کے ذریعہ سی زرلگان وصول نہین کیا جاتا تہا بلکہ اضلاع کو ٹہیکہ دار اجارہ پر لیتے تھے اور ٹہیکہ دارونین سے اکثر فوجی افسر اور مہاجن اور سیغہ ملازم

ہوا کرتے تھی یہہ لوگ روپیہ اپنے طور پر وصول کرکے سرکار مین داخل
کرتے تھی - اسمین کچھہ شک نہین کہ ٹھیکہ دار رعایا سی کچھہ زاید روپیہ وصول
کر لیتے تھی - کچھہ یہی صرف خرابی کی صورت نہین بلکہ اور بہت سے
خرابیان ہمیشہ ملک مین پیدا ہوتی رہتی تھین جنکا حال محتاج بیان نہین"
پولیس کے انتظام کی نسبت مسٹر سانڈرس لکھتے ہین " پولیس کا انتظام
بہت عمدہ طور پر کیا گیا ہی اور حضور نظام کی عملداری مین رعایا کی جان و
مال کو ہمارے اکثر اضلاع کی نسبت کچھہ کم امن و آسایش نہین ہے"
۱۸۶۸ء مین نوابصاحب مرحوم کو پہلی مرتبہ اپنی عمر مین حیدرآباد چھوڑ کر
اورنگ آباد کے سفر کا موقع ملا حضور نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم
کے زمانے مین نوابصاحب مرحوم کو دارالسلطنت سے باہر جانیکی ممانعت
تہی چنانچہ ایک رزیڈنٹ سابق نے اپنی کیفیت مین اسطرح بیان کیا ہی
" اگر مدار المہام شہر کی باہر اپنے کسی احباب کی ضیافت کرنا چاہتے
ہین یا انگریزی فوج کی نمایش مین شریک ہونا یا میری ملاقات کو آتے
ہین تو حضور نظام کی اجازت لینی ضرور ہوتی ہے "
اعلی حضرت نواب افضل الدولہ بہادر مرحوم کے بعد رجنسی قایم ہوئی تو

تو نوابصاحب مرحوم کو ملک کے اون حصون کی سیاحت کا جنکو انہون
نے نہین دیکہا تہا اور نیز بمبئی و دوسرے مقاموں کی سیر کا بہی موقع ملا
چنانچہ اس سال ماہ فروری مین سر سالارجنگ مرحوم معہ صاحب رزیڈنٹ
وچند مصاحبین سڑک کے راستہ سی گلبرگہ گئے اور وہان سی ریل گاڑی مین
سوار ہوکر بمبئی پہونچے یہان تہوڑے دن تک قیام فرمایا اور اس مغربی
بڑی دار السلطنت کے مشہور مقامات اور اشیار کو ملاحظہ کیا —
سر سیمور فنسز جرلڈ صاحب گورنر بمبئی نے اپنے معزز مہمان کی خاطر و
مدارات مین کوئی دقیقہ فروگزاشت نکیا اور آرام و آسایش کے
اسباب جو امکان مین تہے مہیا کئے —

بمبئی سے نوابصاحب اورنگ آباد مین تشریف فرما ہوی یہہ وہ مقام
ہی کہ جسکو سر سالارجنگ مرحوم اپنے اجدادی تعلقات کے لحاظ
سی بہت عزیز رکہتے تہی — کچہہ دن اورنگ آباد مین ٹہر کر کان گانون
کیطرف رخصت فرما ہوے — اس مقام پر لارڈ میو صاحب گورنر
جنرل ہند سے ملاقات ہوی — اس تقریب مین جو جلسی ہوئے اونمین
گورنر جنرل صاحب نے نوابصاحب کی دیانت اور لیاقت فرمانروائی

کی بڑی تعریف کی خصوصاً اس کوشش کی بڑی داد دی جو اونہون
نے گلبرگہ سے حیدرآباد تک ریل چلیا ہونیمین حضور نظام کے راضی کرنیمین
کی تہی (یہہ ریل اوسوقت بن رہی تہی) اس سفر کے بعد مختارالملک
مرحوم کلکتہ تشریف لیگئے اور حضور ویسیرائے کے مہمان رہے - وہان
کے تمام اقوام مختلفہ پر خلوص دل سے محبت کا اظہار فرمایا -
۱۸۷۱ء فروری کے پانچوین تاریخ کو رزیڈنٹ حیدرآباد نے (نائٹ گرانڈ
کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ سرسالار جنگ مرحوم کے
زیب بدن کیا -
اسی سال ممالک محروسہ سرکار عالی کے ایک حصہ مین قحط کی مصیبت
نمودار ہوئی - اضلاع اورنگ آباد واندور ناگر کرنول کے باشندون
نے سب سے زیادہ صدمہ اوٹھایا - یہہ قحط خشک سالی کے باعث
نمایان ہوا تہا - اپنی ملک کی سرسبزی چاہنے والے مختارالملک
بہادر نے ضلع اورنگ آباد کے مزارعین کو ایک لاکھ ۲۰۳ ہزار ۲ سو
باون روپیے کی رقم معاف کردی اور قحط زدہ لوگونکی نجات کے
کامونمین بیس ہزار پانسو روپیئے خرچ ہوے اوسی قحط مین ایک روپیے

کی سوا بارہ سیر جوار اور گیارہ سیر باجرہ فروخت ہوا۔
ماہ نومبر ۱۸۷۲ء مین سر سالار جنگ مرحوم لارڈ نارتھ بروک کے دربار مین شریک ہونیکی غرض سے دوسری دفعہ بمبی تشریف لیگئے۔ جلسہ ہای دربار تمام ہونیکے بعد اورنگ آباد کیطرف نہضت فرمائے ہوے کہ وہان ہہ تجگیر پرنس آف ویلز اور اونکے ہمراہیون کا استقبال کرین کہ حضور پرنس آف ویلز وہان دیو تونکی تصویرین ملاحظہ فرمانے تشریف لانیکو تہی۔ ۱۸۷۵ء مین دوسرے مرتبہ کلکتہ گئے اور وہان سے اوسی سال حیدرآباد کو مراجعت فرمائے۔
۱۸۷۵ء مین نوابصاحب مرحوم اور امراء حیدرآباد کی ایک جماعت بطور سفارت حضور پرنور کیطرف سی پرنس آف ویلز کی استقبال کیلئے بمبی روانہ ہوئے۔ پہلی یہہ ارادہ تہاکہ خود حضور نظام بمبی تشریف لیجائین مگر اطبا کی یہہ رای ہوئی کہ بمبی جانے سی حضور پرنور کی صحت مین فرق آجاویگا۔ نواب مختار الملک مرحوم اور حضور پرنس آف ویلز مین بڑی تپاک سی ملاقات ہوئی اور طرفین سے تحفہ و تحایف کا مبادلہ ہوا۔ حضور پرنس نے اپنے دست مبارک سہ جو جو تحایف نوابصاحب کو

عطا کئے وہ یہہ ہین - ایک تلوار جسکا نیام چاندی کا تہا - ایک کمربند جڑاؤ - ایک بیش قیمت انگوٹہی - ایک سونے کا تمغہ جسکے ایک طرف پرنس آف ویلز کا تمغہ اور دوسری طرف تین شترمرغ کے پر اور اونکے نیچے حضور پرنس کا خطاب تہا - اور تین بڑے بڑی کتابین جنکی جلدین سرخ نہایت عمدہ بنی ہوئین تہین - حضور نظام کو جو تحفے دیئے وہ یہہ ہین - ایک عمدہ کام کی نقرئی صراحی ڈیوک آف مارل بورڈ کے وقت کی - ایک بڑا سونیکا تمغہ - ایک بیش قیمت انگوٹہی - تین بندوقین نہایت عمدہ - چار کتابین سرخ جلد کی جنکے اوپر پرنس آف ویلز کا مانوگرام (طغریٰ) منقش تہا -

ماہ جنوری ۱۸۷۶ء مین نوابصاحب اسٹار آف انڈیا کے ایک جلسہ مین شریک ہونے پہر کلکتہ تشریف لیگئے - اسی مہینے مین ڈیوک آف سدرلنڈ جو پرنس آف ویلز کے ہمراہیون مین سے تہے حیدرآباد سیر کرنیکے لئے آئے اور مراجعت کے وقت سر سالار جنگ مرحوم سے انگلستان آنے اور اپنے ہان مہمان رہنے کا وعدہ لیا - حضور پرنس کے اکثر ہمراہی جنمین سر شفیلڈ اور مسٹر نالیری تہے حیدرآباد کی سیر کو آئے تہے

اور مدار المہام مرحوم کی مہمانداری و خاطر و مدارات سے بہت محظوظ گئے
اسی سال اپریل کے مہینے مین بموجب وعدہ نوابصاحب کو سفر یورپ درپیش
ہوا۔ ہز اکسلنسی لارڈ لٹن لارڈ نارتھ بروک کی جگہہ گورنر جنرل ہندوستان ہو کے
اور ۷ اپریل کو بمبئی مین جہاز سے اوترے۔ نوابصاحب مرحوم نے
اور ہمراہیون سمیت رسم استقبال ادا کی اور دوسرے ہی دن سفر
یورپ کے قصد سے جہاز پر سوار ہوے۔
ماہ مئی کی پانچوین کو شہر روم (دار السلطنت اطالیہ) مین پہونچے اور
کوئرنال پیلس مین شاہ وکٹر امانول سے ملاقی ہوے مدار المہام اور اونکے ہمراہیون
نے خلوت مین بھی ملاقات کا شرف حاصل کیا شاہ موصوف بڑی مہربانی
و محبت سے پیش آئے۔ نوابصاحب کے ہمراہیون مین سے میجر نیول
زبان اطالیہ مین ترجمہ کرتے تھے۔ میجر صاحب اس سلاست اور فصاحت
کے ساتھہ ترجمہ کرتے تھے کہ اعلحضرت شاہ موصوف نہایت متحیر تھے
خصوصًا اوس وقت اونکی حیرت اور بھی زیادہ ہو گئی جب یہہ معلوم ہوا کہ
میجر نیول اطالیہ کے باشندے نہین ہین۔
نوین تاریخ نوابصاحب معہ ہمراہیان پوپ کی ملاقات کو گئے پوپ صاحب

تخت پر بیٹھے ہوے تھی وزیر مرحوم نے لوازم بندگی ادا کیے پوپ صاحب
نے اوس حمایت کا شکر ادا کیا جو حضور نظام کیطرف سی رومن کیتھلک
عیسائیونکی طرف سی ہوی تہی اور امید ظاہر کی کہ یہہ حمایت ہمیشہ قائم رہیگی
اور مناسب باتون کے بعد پوپ صاحب نے اپنا ہاتہہ چومنے کو
دیا اور دعا کرنیکا اقرار کیا — وہان سی رخصت ہوکر نواب صاحب اپنے
ہمراہیون سمیت ولیعہد سلطنت ابن اعلیحضرت شہنشاہ ہمبرٹ[٩] اول کی ملاقات
کو گئے اور پرنس مارکیوریٹا بنت شہنشاہ بیگم اطالیہ کی خوشمزاجی اور کریمانہ
وضع کو دیکھکر حیرت کے ساتھہ محظوظ ہوئے —

پھر شہر روم سے شہر فلورنس کو گئے اور وہان سی اطالیہ کے اور شہرونکی سیر کی
مئی کی بارہوین تاریخ پیرس پہونچے جس روز پیرس (دار السلطنت فرانس)
پہونچے اوسکی شام کو نواب صاحب مرحوم کا پاؤن پیرس کے گرانڈ ہوٹل
کی سیڑہیونپر پھسل گیا اور ران کی ہڈی ٹوٹ گئی — اس ناگہانی حادثہ سے
انگلستان پہونچنیکی تاریخ مقررہ یعنی ١٦ مئی ٹل گئی اور کچھہ دنون کی دیر
واقع ہوی — ہڈی کے ٹوٹنے کا صدمہ عظیم جسمانی تہا اور اوس سے
زیادہ تکلیف پہونچانیوالی پابندگی و بے بسی کی روحانی کاہش تہی

٩ [illegible]

لیکن نوابصاحب مرحوم سنے ہمت نہ ہاری اور نہ دامن استقلال کو ہاتہہ سی چہوڑا - اونکے ہمراہی جب مزاج پرسی کو آتے وہی معمولی زیرلب ملائیم تبسم وہی چہرے پرآثار بشاشت نمایان دیکہتے اور اس حادثہ کی نسبت اکثر کچہہ مذاق آمیز باتین سنتے نوابصاحب مرحوم اس صدمہ کی وجہہ کبہی یہہ بیان فرماتے کہ پوپ کی دعا کا اثر ہے اور کبہی ایسی ہی کوئی اور ہنسی کی بات فرما دیتے غرضکہ درد یا تکلیف کو کسیطرح ظاہر ہونے دیتے - جب نوابصاحب شہر پیرس مین اس صدمہ کے سبب فریش ہوگئے تھے اوسوقت ایک صاحب جو اونکی ملاقات کو گئے تھے اس طرح تحریر کرتے ہین -

"اسبات کے بیان کرنے کی مجہے کچہہ ضرورت نہین کہ اونکو اس ناگہانی حادثہ سی بڑا صدمہ پہونچا لیکن اونہون سنے اپنی اعتدال مزاج وصبرو رضا کو (جو ایسی لوگونکی قوم وملت کا دستور العمل ہے) ہاتہہ سی نہ دیا - اگر کسی اور کی منصوبے اسیطرح پائمال ہوجاتے تو یقین تہا کہ وہ شخص کبہی ایسا مستقل مزاج نہ رہتا اور بیشک پست ہمت ہوجاتا - نوابصاحب کا قصد تہا کہ صرف ایک رات پیرس مین ٹہرین اور مئی کی ۱۵ دین کو

مقام لویون پر پہونچے اور وہان سی انگریزی دخانی جہاز پر جو اونکے انتظار آمد مین تہا سوار ہوکر ڈوور جائین اور اس مقام سے ایک سپیشل ٹرین (خاص گاڑی) مین جسکی رفتار اونکی مرضی کے پابند تہی سوار ہوکر ۲۶ ادین مئی کو ایک ڈنر (دعوت) مین شریک ہون - لیکن آج شاید چہادن ہی کہ یہان ٹہرے ہوے ہین اور بظاہر آثار معلوم ہوتا ہی کہ اور چندے توقف کرنا پڑیگا - اس صورت مین ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ علاوہ سیاح کے منصوبون کے انتظام بگڑنیکے بہی ہوتا ہی کہ ون لوگون کی بہی تجویزون مین زلزلہ پیدا ہوجاتا ہے جو مہمان کے منتظر ہوتے ہین - اس جگہہ یہہ بہی خیال کرنا چاہیئے کہ نواب سر سالار جنگ اور اونکے باون ہمراہی پیرس کے گرانڈ ہوٹل مین فروکش ہین - کیسا ہی امیر و متمول کیون نہو مگر وہ اچہی طرح سمجھہ سکتا ہے کہ یہان ایک رات اور دس پندرہ دنکی ٹہرنے مین کیا فرق ہے - سر سالار جنگ جب سی شہر پیرس مین جہاز پر سے اوترے ایسی ہوٹلون فروکش ہوتے آئے ہین جو پہلی ہی سی ٹہرا رکہے گئی تہی لیکن اس ہوٹل کے کارکن پہلے سی بند و بست کرنیکو راضی نہین ہوے اور چونکہ ایک ہی رات یہان ٹہرنا تہا اسلئے اس کی کچھہ پروا نہی کی گئی

اب بہرحال اونکا دو ہفتے تک یہان قیام رہیگا چلتے وقت اونہین معلوم ہوجائیگا
کہ تمام دنیا کی کسی شی مین اتنا اسراف نہین ہوتا جیسا کہ پیرس کے گرانڈ
ہوٹل دی کا پولینس کے زینہ سی گر کر ہوتا ہی - سر سالار جنگ کے بشرہ سے
کوئی اثر چوٹ کی تکلیف یا اس تردد کا نمایان نہین ہوا مین نے اونکو
کمرہ کے بیچ مین ایک موٹی توشک پر بیکار و مجبور لیٹے ہوے دیکھا۔
اونکے قیافہ کی بشاشت و زندہ دلی و ہوشیاری مین مطلق فرق نہین
معلوم ہوتا تھا وہی کالی کالی بشاش آنکھین وہی ہونٹون پر کم کم
مسکراہٹ - جو شخص اونکو دیکھنے جاتا ہی - کمرہ کے تمام راستون مین
اون کے خدمتگار رہتے ملتا ہی جنکی سفید سفید پگڑیان اور مشوش و افسردہ
چہرے ان دالانون کی دھندلی روشنی مین دلپذیر و دلچسپ اثر
پیدا کرتے ہین - سر سالار جنگ کے خاص کمرے کے آگے جلدی مین
ایک خیمہ نصب کر دیا گیا ہی اور اوسکے اندر جانے سی یہہ ثابت ہوتا ہی
کہ اوسکا رہنے والا نہایت تکلفات مکانات و خیمہ مین رہنے کا عادی ہے
نواب مختار الملک جب سی اس صدمہ مین مبتلا ہوئے اونکے ملازمین
دہرا ہی ہوٹل کے باہر نہین گئے کچھ اس غرض سے نہین کہ اونکو

سیر تماشے کی پرواہ نہ تھی بلکہ نیل ورروم و ونس مین کوی جگھہ نہین چہوڑی تہی باوجودیکہ جہان یہہ جاتے لوگون کا ہجوم ہوجاتا اور اوس بہیڑ مین اونکو تکلیف ہوتی مگر پیرس مین نوابصاحب کی اتفاقیہ علالت کے سبب کہین نہین گئی - نوابصاحب کے ہمراہیون مین سی ایک شخص کہتا تہا کہ جب سے یہان آئے مین بیسیون عرضیان زبان فرنچ اور انگریزی مین روز آتی ہین جنمین عجیب و غریب درخواستین ہوتی ہین - بعض اپنے عزیب عجیب حالات و قصص بیان کرکے کچہہ روپیہ مانگتے ہین بعض درخواست کرتے ہین کہ نوایجاد اشیا اور تجارتی مال اور عجیب عجیب چیزین خریدی جائین بعضی صرف حاضر دربار ہونیکے تمنا کرتے ہین کسیکی یہہ درخواست ہوتی ہے کہ ہم مختلف تماشے کرکے سرکار کا دل بہلا سکینگے - اکثر شاعر نظم قصیدے پیش کرکے اس سانحہ کا افسوس ظاہر کرتے ہین - پیشہ ور درزی جوتا بنانے والونکا تو ذکر نہین یہہ لوگ درخواستون ہی پر اکتفا نہین کرتے بلکہ درمیان کے کمرے مین اڑے رہتے ہین اور اپنے کارڈ اور اشتہارات اور نمونے خواہ مخواہ نوکرون کے ہاتون اور پاکٹون مین زبردستی رکہہ دیتے ہین - نوابصاحب اسیہ متعوذ ہوتے ہین اور جب سے

یہہ معلوم ہوگیا کہ یہہ مصیبت پیرس ہی مین ہی لندن جاکر اس بلوہ سے امان ملیگی تو اونکو اطمینان ہوگیا۔ لندن جانے کے لئی بڑی بے صبری سے جب انگلینڈ کا ذکر آتا ہی تو بڑی توجہ خاطر سے سماعت فرماتے ہین اکثر پرنس آف ویلز اور ڈیوک آف سدرلنڈ کا ذکر بڑے گرمجوشی سے کیا کرتے ہین اکثر فرماتے تھی کہ مین نے ان دونون صاحبون کی دعوت کو دل سے قبول کیا ہی باوجود اس سانحہ کے اس شوق مین مجھکو تکلیف اور سفر دور و دراز کی مطلق پروا نہین۔

الغرض آخر ماہ مئی مین اسقدر افاقہ ہوا کہ نوابصاحب سفر کرنیکے لایق ہوگئے یکم جون کو فاکسٹون پہونچے یہان ایک جہاز ڈیوک آف سدرلینڈ کا خاص نوابصاحب کے واسطے کنارے پر عرصہ سی تہا نوابصاحب چونکہ چلنے کے لایق نہ تھی اسلئے یورپین ملاحون نے آرام کرسی مین بٹہاکر جہاز پر سوار کیا اور اوسیطرح دوسرے کنارے پر اوتارا اون جو لوگ جمع تھی جنمین مارکوئس آف ٹونڈیل ہی تشریف رکھتے تھی اون سی نوابصاحب کی ملاقات کی تقریب ہوی ازان بعد میئر آف فاکسٹون نے خیر مقدم کا ایڈریس پڑہا نوابصاحب نے کثرت سے نہ رہ سکتے تہا

اور عدم طیاری جواب کا عذر کرکے یون ارشاد فرمایا
میز الڈرین اور ساکنان برڈ اف فاکسٹون مین تہ دل سے اسکا
شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے میرے انگلنڈ آنیکا خیر مقدم کیا سچ ہے
حقیقت مین اس امر کی بڑی خوشی ہے کہ مین اپنے اوس آرزو کو پورا
کرسکا جو بہت دنون سے میری دلمین تہی یعنی اوس ملک مین
آیا جسکا گزشتہ صدی کے زمانہ مین میری آقا حضور پرنور نظام الملک
دکن سے اتحاد و تعلق رہا ہے مین بہی اس امر کا معترف ہون
کہ بعض اعلی افسران انگریزی سے میرا بہی بہت قریب تعلق اوس
زمانے سی رہا ہے جب میرے نانا میر عالم مرحوم حضور پرنور کیطرف سے
کلکتہ اسلئے گئے تہے کہ لارڈ کارنوالس سی ایک دوستی کا عہدنامہ
کرین اور ٹیپو سلطان سے پہلی جنگ کرنین دونون قوتین شریک ہونا
آپنے جناب ولیعہد پرنس آف ویلز کی تشریف بری ہندوستان
کا بہی ذکر کیا ہی - مین آپکے اس کلام کی اور زیادہ تصدیق کرنے کی
اجازت چاہتا ہون کہ حضور ولیعہد کے اس سفر سے ہندوستان
وانگلستان کا رشتہ محبت و یگانگی اور بہی مضبوط ہوگیا -

سب والیان ملک و رئیسان ہندوستان کو حضور ولیعہد سے مشرف ہونیکا موقع ملا ہے تو اونہون سے حتی الامکان نہایت خوشی اور وفاداری سے یہہ شرف حاصل کیا ہے اور مین تصدیق کرسکتا ہون کہ حضور ولیعہد کی تشریف بری سے ہندوستان کے والیان ملک اور عامہ رعایا کی وفاداری و عقیدتمندانہ محبت تخت انگلستان و قیصر ہند کے ساتہہ بہت زیادہ اور مضبوط و مستحکم ہوگئی ہے — مین ہمیشہ گریٹ برٹن اور اوسکی سلطنت ہندوستان کی ترقی اور سرسبزی کی دعا کرتا ہونگا "

انگلنڈ مین نواب صاحب کا استقبال ہر درجہ کے لوگون نے بہت گرمجوشی کے ساتہہ کیا — ایک نامی لنڈن کے اخبار مین حسب ذیل تحریر کیا گیا —

" آج کل وہ شخص ہمارا مہمان ہے جس نے جنوبی ہندوستان کو انگلستان کے قبضہ مین رکہا اور اوسوقت شور و فساد سے بچایا جب کہ دہلی ہمارے ہاتہہ سے نکل گئی تھی اور ہماری سلطنت نازک حالت مین ہوگئی تہی — گو جنوبی حصہ ہند کے باغی ہوجانیکی حالت مین بہی ممکن تہا کہ ہم روپیہ اور جان کا بیحد انتہا نقصان کرکے مثل اور

اور حصص ہند کے اوسکو بہی آخر الامر فتح کرتے لیکن ہمارے اس مہمان عزیز نے ہمکو بے انتہا جانون اور بے انتہا روپیہ ضایع کرنے سی محفوظ رکہا اگرچہ نی موقع ان خدمات کی شکرگزاری مناسب طریقہ سے ادا کرنیکا ہی تو وہ بہی موقع ہے کہ ... یر باتدبیر انتظام دکن بذات خود آج کل انگلستان مین تشریف رکہتے ہین ؎

افسوس کہ انگلینڈ مین پہونچنے کے بعد کئی روز تک نوابصاحب مرحوم پائی مبارک کی چوٹ کی وجہ سی زیادہ چل پہر نسکے۔ وہان جاکر یہہ معلوم ہوا کہ فرانس کے ڈاکٹرون نے اس چوٹ کی نسبت غلط تشخیص کی تہی۔ قبل اسکے کہ نوابصاحب مرحوم اپنے پاؤن سے کچہہ کام لین انگلستان کے لایق ڈاکٹر سرجن سر جیمس پیجٹ اور مسٹر پرسکاٹ ہوٹ صاحب طلب ہوآے تہی۔ صاحب فراش ہونیکے حالت مین ولایت کے بڑے بڑے درجہ کے لوگ نوابصاحب کی عیادت کو آتے تہی مثلاً پرنس آف ویلز اور شاہی خاندان کے لوگ لارڈ نارتہہ بروک اور مارکوئس آف سالسبری اور بڑے بڑے امرا اور نامی اراکین سلطنت جن سے ہندوستان مین نوابصاحب سے

ہوچکے تھے اس امر سے سب دوستوں کے احباب افسردہ تھے کہ ولایت میں آکر نواب صاحب ایسی تکلیف میں مبتلا اور یا ماندہ ہو گئے ۔

حضور ولیعہد پرنس آف ویلز جو دعوت کرنیوالے تھے وہ بھی کئے روز کے لئے ملتوی ہو گئی ۔ یہہ دعوت آخرکار ۲۰ وین جون کو مکان مارل برو مین ہوئی اس جلسہ مین علاوہ شاہزادہ صاحب و شاہزادی صاحبہ ویلز کے چند اور نامی و گرامی صاحب شریک تھے جنکے نام حسب ذیل ہین ۔ حضور شاہزادہ صاحب کنیاٹ ۔ ڈیوک آف کیمبرج ۔ ڈیوک آف منچسٹر اور انکی ڈچس (بیوی) ڈیوک اور ڈچس آف سدرلینڈ ۔ مارکوئس اور مارشنیس آف سالسبری ۔ ارل گرانول ارل نارتھ بروک ۔ لیڈی ایما بیرنگ ۔ لارڈ و لیڈی شفیلڈ ۔ جنرل لارڈ اسٹرتھنین ۔ جنرل لارڈ میر آف مگڈالا ۔ لارڈ و لیڈی لارنس ۔ سر بارٹل و لیڈی فریر ۔ لارڈ و لیڈی نارتھ کوٹ ۔ سر سمور فٹز جرالڈ ۔ رائٹ آنریبل بی ڈزرائلی میجر جنرل و لیڈی پہاین ۔ مسٹر جوزف و لیڈی فریر ۔ سر لوئس و لیڈی میلڈ ریونٹ لیک انسلو ۔ کپتان فٹز جرالڈ (ہمراہی شہزادہ ڈیوک آف

کناٹ، کرنیل لروٹ (ہمراہی ڈیوک آف کیمبرج) نواب [illegible] صاحب
بہادر و کپتان کلارک (ہمراہی نواب صاحب) آنریبل مسٹر کوک صاحب
جنرل رائٹ آنریبل سر ڈبلیو نارس - لفٹنٹ کرنل ٹیڈل اور مسٹر [illegible]
نارس —

اس دعوت کے دوسرے روز نوابصاحب کو آکسفرڈ یونیورسٹی
اعزازی خطاب ڈی سی ال کا عطا ہوا —

۳ جولائی کو مارکوئس آف سالسبری نے نوابصاحب مرحوم کو حضور
مین جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند کی و نسر مین پیش کیا - نوابصاحب نے
بطریق اظہار اطاعت نذر پیش کی وہ نذر دست شاہی مشرف بلمس ہو کر
معاف کر دیگئی اور شب کو نوابصاحب مرحوم محل ہی مین رہے
اور کہانا بہی حضور ملکہ معظمہ کے ساتھہ تناول فرمایا - دوسرے دن لندن
واپس تشریف لائے حضور ملکہ معظمہ کے جلسہ دعوت مین شاہزادی
بٹرک اور حضور شاہزادہ لیوپولڈ اور مارکوئس و مارشنس سالسبری
وغیرہ شریک تھے — ۴ جولائی کو معیت ڈیوک آف سدرلنڈ سلح خانہ
والوچ اور لنڈن کی خاص ڈاک کو ملاحظہ فرمایا —

۵ وین جولائی کو سر ٹامس بلی ممبر پارلمنٹ نے معہ مسٹر رونگ سکرٹری جلسہ تجارت
مینچسٹر اور جلسہ کیطرف سی اس امر کی درخواست کی کہ مینچسٹر تشریف لاکر جلسہ تجارت کی
دعوت قبول فرمائے نوابصاحب نے فرمایا کہ مین نہایت خوشی سی مینچسٹر اور
لورپول چلتا لیکن افسوس میری موجودہ صحت اتنی جرات کی اجازت نہین دیتی
مین نے ۷ جولائی کو برنہم جاتا ہون اور وہان ڈیوک آف سدرلنڈ کا مہمان
ڈنر این کمپل کو اسکاٹ لنڈ جاونگا انشاءاللہ بعد مراجعت اہل مینچسٹر کا
ایڈریس نہایت خوشی سی لونگا ۔

۵ وین جولائی کو نوابصاحب اپنی ہمراہیون سمیت اس بال مین شریک
ہوئے جو سلطنت کیطرف سی محل بکنگہم مین ہوا تھا ۔

۶ وین جولائی کو مارکوئس آف سالسبری و مارشنس آف سالسبری نے
نوابصاحب کی دعوت کی اسمین بہت سی امراء عظام انگلستان کے
شریک تھی ۔ دوسرے روز نوابصاحب مرحوم نے اپنی فرودگاہ
پکیڈلی مین حضور پرنس کی دعوت کی ۔

۲۲ وین و ۲۳ وین جولائی کو نواب صاحب مختار الملک مرحوم نے اسکاٹلنڈ
سی واپس آنیکے بعد ڈیوک آف منچیسٹر و ڈیوک آف ونگٹن و لارڈ نارتھ برق

ولارڈ نیر آف مکیڈالاد ارج تنب آف کونٹربری اور سفیر اٹلی دو دیگر اشخاص
معزز کی اپنے ہان دعوت کی —
۲۵ وین جولائی کو کوٹ آف کامن کونسل کے خاص جلسہ مین جسکے لارڈ
میر پریسیڈنٹ تہی ایک طلائی صندوقچہ مین جو نہایت ہی صنعت سے
بنایا گیا تہا شہر لنڈن کا آزادنامہ نواب صاحب مرحوم کو نذر دیا
گیا یہہ رسم کونسل کے مکان مین ادا کی گئی اسدن بہت مجمع تہا۔
شیرف اور لارڈ میر دونون درباری جبّے پہنے ہوئے تہے اور کامن کونسل
کے ممبر بہی درباری لباس پہنے تہے لارڈ میر کی بی بی اور مسز کاٹن
اور بہت سی معزز انگریزنیان جمع تہین — ایک بجے کے بعد نواب سرسالارجنگ
اپنے ہمراہیون سمیت کونسل کے کمرے مین پہونچے وہ ممبر جنکے سپرد یہہ
امر تہا کہ آزادنامہ شہر لنڈن کا ایڈرس پیش کرین اور وہ ممبر جو اتفاق
رای کرنے کی لئے مقرر تہی دونون نوابصاحب کے ہمراہ تہی —
جب نوابصاحب وہان پہونچے تو تمام ممبرون نے کہڑے ہوکر استقبال
کیا اور ایک بلند جگہ پر جو خاص بطور اعزاز انکی لئے مقرر کی گئی تہی لیجاکر
بٹہایا مسٹر ماگٹن منشی ٹون نے لارڈ میر کی بموجب ارشاد اسس

ارز لیوشن کو پڑہا جسکے ذریعہ سے آزادی نذر کی گئی تھی —

جیمبرلین لنڈن نے جسکا نام جیمین اسکاٹ تہا اور اپنا افشل لباس پہنے ہوے تھے نواب صاحب کیطرف متوجہ ہو کر یہہ تقریر کی —

اس سے پیشتر کبھی ایسا نہین ہوا کہ اس قدیم شہر لنڈن کی آزادی کسی ہندوستانی ریاست کے وزیر کو عطا کیجائے —

آپ کو جو یہہ دیجاتی ہے اسکے علاوہ آپ کی ذات سے اظہار خلوص کے یہہ جلسہ اس امر کا بہی اظہار کرتا ہے کہ اس ملک اور ہندوستان کے ایک ایسے رئیس سے جو جناب ملکہ معظمہ کا وفادار دوست ہے رابطہ محبت زیادہ پیدا ہو —

تمام ہندوستانی والیان ملک مین حضور نظام حیدرآباد اور انکے والد مرحوم سے زیادہ کوئی وفادار دوست گورنمنٹ انگریزی کا نہین ہے — اس وفاداری کا استحکام خصوص اسوقت زیادہ ظاہر ہوا جب ہندوستانی فوج باغی ہوگئی اور عبرتناک واقعہ غدر کا پیش آیا اسوقت صدہا بیوفائی مین سے حضور نظام مرحوم اور انکے دانشمند وزیر باتدبیر یعنی آپ سچے وفادار کے امتحان مین پورے نکلے اور صرف یہی نہین کہ اس عہدنامہ کی مواعید پر

قایم رہی ہون جو انز اہل کمپنی سوداگران شہر ہذا اسی (کہ اوسوقت ہمارے
ہندوستان مقبوضہ پر سلطنت کرتے تہی) بلکہ اپنی پرورش سی وفاداری
اور سچی دوستی کا ایسا یقین زر یڈنٹ کو دلایا کہ اونکو اعانت فوج
انگریزی کے لئی (جو اوسوقت نہایت سختی مین تہی) کنٹجنٹ کی فوج روانہ
کرنے کی جرأت ہوی (حقیقت مین ایسی غدر کی روک مین بہت کچہہ مدد
کی کہ اگر کامیابی کیساتہہ اس امر کا وقوع نہ ہوتا تو مشرق کی عمدہ گورنمنٹ
اور تہذیب کی ترقی کا بالکل پتا نہ ملتا) ان قیمتی خدمات کی جلدو مین
جنکو لفٹنٹ گورنر بنگال سے ان مول اور غیر ممکن المعاوضہ کہا ہے۔
گورنمنٹ ہند سے آپ کو گرانڈ کراس آف دی اسٹار آف انڈیا
کا تمغہ عطا فرمایا (اس موقعہ پر ہمکو حضور ولی عہد پرنس آف ویلز کا
سفر ہندوستان اور وہ سرگرمی کے ساتہہ لایق اطمینان استقبال
یاد آتا ہی جو ہر جگہ وہان کے رؤسا سے ظہور مین آیا (بمبئی اور کلکتہ
مین بحیثیت قایم مقام حضور نظام آپ سے حتی الامکان یہہ خواہش
ظاہر کی کہ وارث تخت و تاج انگلستان کی عزت و تعظیم مین کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہو۔۔

اور آپ نے اپنی محنت اور دانشمندی کو صرف اس ملک کی فواید
مین مصروف نہین رکہا بلکہ اپنے ولی نعمت حضور نظام کی وسیع
سلطنت کو (جس کی وسعت ملک فرانس کی برابر ہے اور
ایک طرف بمبئی پریسیڈنسی اور دوسری طرف مدراس پریسیڈنسی
تک پہیلی ہوی ہے) اپنی دانشمندانہ انتظام سے بے انتہا ترقی دی
سڑکین بن گئین ریل جاری ہوی آب پاشی کا کام شروع ہوگیا۔
خاص خاص شہروں مین آب نوشی کے ذریعے کثرت سے ملنے کے ایسے
مہیا کئے گئے جن سے یورپ مین تعجب ہوا اور جو خاص اس شہر عظیم الشان
شہر کے لئے ایک مثال ہے (اسکول قایم ہوئے تعلیم کی اشاعت ہوی
رعایا کی لئے انصاف برای نام نہین بلکہ واقع مین) اور سب سے عظیم یہہ اصلاح ہوئی کہ
عمدہ انتظام مال کے سبب سے لوگونکی ظالمانہ زیادہ ستانی جو مستاجری طریقہ
مین عام تہی مطلق نرہی (چونکہ آپ ایک بڑے وفادار دوست گورنمنٹ
انگریزی کے اور ایک نہایت مدبر منتظم وزیر اس سلطنت وسیع کے ہین جو ہمارے
بادشاہ کی ساتہہ دوستانہ تعلق رکہتی ہے اور نیز اس خیال سے کہ ایک قوم کا دوسرے
قوم کی ساتہہ دوستانہ سلوک اور عمدہ کاموں کے باہم قدر کرنا ہمارے ملک کے

لوگون اور اہل ہندوستان کے باہمی تعلقات دوستی کو اور بہی مضبوط کر دیگا یہہ جماعت جو اس سلطنت مین اول درجہ کی جماعت ہو آپ کے اعلی سے اعلی طریقہ سے شکرگزاری جو وہ ادا کرسکتی ہے ادا کرتی ہے اور مین آپ سے درخواست کرتا ہون کہ آپ اسکی بموجب انسٹی ٹیوٹ ہند آف دی فیلوشپ کو قبول فرمائی اور مین آپ کے خدمت مین اس رزلیوشن کی نقل جو اس کورٹ نے جاری کیا پیش کرتا ہون (ایک بکس جو اسکے رکہنے کی لایق ہے اسٹاف لوربول کورٹ کی حکم سے بن رہا ہے چونکہ آپ کے قیام کا زمانہ بہت قلیل ہے اور اس عرصہ مین بکس کا ایسا بنا کہ آپ کے قبول کے لایق ہوسکے نہین لہذا وہ بکس آپ کے مراجعت کے بعد ہندوستان مین آپ کے خدمت مین بہیجا جائیگا) ہر لارڈشپ جو اس جلسہ کے میر مجلس ہین اور تمام اراکین مجلس مجہسے اس آرزو مین متفق ہین کہ آپ کو بہت جلد صحت کلی ہو جاوے اور مع الخیر اپنے ملک مین پہونچین اور خدا آپ کو بہت دنون تک زندہ رکہے تاکہ آپ اپنی عمدہ انتظام سے اپنے ملک والون کو فایدہ پہونچاوین —

نواب مختار الملک سر سالارجنگ مرحوم نے اسکے جواب مین حسب ذیل ارشاد فرمایا —

ای لارڈ میر آپ کے ہاتہہ سی ازیری فریڈم آف لنڈن (ازادنامہ شہر لنڈن) قبول کرتے وقت مین ظاہر کرتا ہون کہ آپنے اعلی درجہ کی تعظیم میری کی جس سی مین خوب واقف ہون اور تہہ دل سی اسکا شکرگزار ہون مین اس ایسی شہرت کا اندازہ نہین کرسکتا کہ آپ میرے مالک حضور نظام کی وفاداری کی بہت قدر کرتے ہین جو ایک خودمختار والیان ہند سے اور حضور ملکہ معظمہ کے ایک سچے دوست ہین اور جنکے ساتہہ شہر لنڈن مراتب اور تعلقات دوستی کو زیادہ استحکام دینا چاہتا ہی۔

(اور مین جو کہ اتفاقاً اس زمانہ مین اس امر کا ذریعہ ہوگیا کہ حضور ملکہ معظمہ کے ایک دوست کے صفات ظاہر ہوجائین اس امر کی بہت قدر کرتا ہون کہ آپ حضور نظام کے دوستیونکو جو ایام غدر مین ظاہر ہوی تسلیم کرتی ہین) اور مین اس شہر کا نہایت شکرگزار ہون کہ اس ... ایسی عزت بخشی جسکے وجہ سی یقیناً میرے ہمعصر ہندوستانیونکو میری طرح وفاداری کی نظیر ایجاد کرنی کی ایک عمدہ ترغیب ہوگی) اسموقعہ پر نہایت خوشی سی مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ جسوقت سی ابتدائی سلسلہ دوستی گورنمنٹ انگریزی اور نظام کے قایم ہوا اسوقت سی حضور پرنور اور ... نکے وزرا کی ہمیشہ یہ خواہش

رہی کہ یہہ روابط محبت ہر روز ترقی پذیر رہین اور مجھے پورا یقین ہے کہ صرف
یہی نہین ہوگا کہ جو سلسلہ محبت سو برس سے قایم ہے آیندہ قایم رہے بلکہ جیسا
آپ نے فرمایا کہ انگلستان اور ہندوستان کے لوگون مین ربط و اتحاد روز
بروز مضبوط ہوتا جائیگا —) آمد و رفت کے طریقے دن بدن آسان ہوتے
جاتے ہین مین دیکھتا ہون کہ ہندوستان کی فوائد کا خیال ہر طرف پہیلتا
جاتا ہے اسکی وجہ سے یقینًا باہم ہمدردی بڑہ جائیگی اور اسکے تعلقات نہایت مضبوط
ہوجائینگے مجھے خوب معلوم ہے کہ والیان ہند نے جو اپنے معاہدات کی تعمیل
نہایت وفاداری سے کی اس وجہ سے خود ان لوگون کے لیے اور نیز سلطنت
انگریزی کی لیے عمدہ نتیجہ نکلا) حضور پرنس آف ویلز کی تشریف بری اور ہندوستانیون
کے ساتھ حضور موصوف کے اخلاق وسیع مین بڑی ہم وطنون کی
وفاداری و محبت کو تخت انگلستان سے اور بہی بلندپایہ کردیا —
(مین اسکا بہی شکرگزار ہون کہ آپ نے اس ناچیز کام کا ذکر کیا جو مجہی مین
اپنے عہدہ کی متعلق حضور پرنور کیطرف سے مین نے حضور ولیعہد کا استقبال
کیا اور کلکتہ بہی گیا) آپ نے نہایت مہربانی سے اس اندرونی انتظام
حیدرآباد کی کامیابی کا ذکر فرمایا جو میری عہد وزارت مین ہوسے اور

اور میرے مقرر ساتھی امیر کبیر بہادر کا بھی تذکرہ فرمایا اسموقع پر مین اس
مشفقت لی کا اظہار کرتا ہون جو امیر کبیر موصوف نے میری ساتھہ کی اور
انکی ساتھہ اسکا بھی ظاہر کرنا ضرور سمجھتا ہون کہ چند نوجوان امرای حیدرآباد
نے نہایت محنت سی گورنمنٹ حیدرآباد کا کام کیا ہی اور ان سی ہملوگون کو بہت
مدد ملی یہہ لوگ مختلف صیغہ جات سرکاری کے افسر ہین انمین سی ایک امیر کبیر
موصوف کے بہتیجی نواب بشیر الدولہ بہادر ہین اور ایک میرے بہانجی مکرم الدولہ
بہادر ہین نواب شمشیر جنگ بہادر و نواب شہاب جنگ بہادر ہین (خاتمہ
پر مجھے اس امر کی یقین دلانیکی اجازت ہو کہ مین اس عزت کی جو آپ نے
مجھی بخشی ہمیشہ بہت قدر کرتا رہونگا) نہ صرف اسوجہ سی کہ یہہ بڑی عزت ہی
بلکہ اسغرض سی کہ میری ہم وطنونکو عام اس سی کہ والیان ملک ہون یا وزرا
ہون یا اور لوگ جو مختلف صیغونمین اپنے ملک کے لئی محنت کر رہی ہین۔
اس امر کا یقین ہوگا کہ انگلستان کے عام مخلوق ہندوستانیون کی وفاداری
اور محنت کی ویسی ہی قدر کرتے تھے جیسا کہ اس جواب پر جلسہ ختم ہوا اور نواب
سر سالار جنگ مرحوم اپنی ہمراہیون سمیت اوٹھی اور اوس مکان سی منیشن ہوس
تک لارڈ میر ساتھہ ہوسے ۔ اس منیشن ہوس مین بہت سی لوگ مدعو تھی

راہ مین دو طرفہ ہزارہا آدمی نوابصاحب کے دیکھنی کو جمع تھی۔
البتہ نوابصاحب بہی لوگونکی اس اشتیاق انگیز مجمع اور اس انہی استقبال
سی خوش ہوے ہونگے - اس کہانیکی دعوت مین تین سو مہمان بلائے گئی
تھی۔ ملکہ معظمہ کا جام تندرستی پیتی وقت لارڈ میر نے کہا کہ "اسوقت کا
جام تندرستی ایک خاص کیفیت رکہتا ہی کیونکہ میز پر سر سالارجنگ بہادر (کہ
ایک نہایت وفادار فرمان پذیر ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ہین) تشریف رکہتی ہین
جو نہایت خوشی سی اس جام تندرستی کے پینی مین شریک ہونگے" جب حضور
ولیعہد اور ولیعہد بیگم اور خاندان شاہی کی تندرستی کا جام لارڈ میر پی چکے
تو نواب سر سالارجنگ مرحوم کا جام تندرستی پیا اوسوقت لارڈ موصوف
یون گہرفشان ہوے کہ "یہان عام وخاص اچہی طرح سی جانتے ہین کہ
سر سالارجنگ اس زمانہ کے اعلی مدبرونمین سی ہین - اپنے ملک مین اون
تمام عقلا سی فوقیت رکہتے ہین جو آجتک گزرے ہین انکی عقل انکی دانش انکی
خوش فکری اس قابل ہی کہ تمام دنیا انکی قدر کرے! اور اونکا ملک انپر فخر کرے
جسوقت تمام یورپ غدر ہندوستانکی وجہ سی کانپ رہا تہا اور اوسوقت
اس بات کی بڑی ضرورت تہی کہ ہر شخص اپنی قوت کے لایق گورنمنٹ انگریزی

طرفداری کرے اوس نازک موقع پر نواب مختار الملک بہادر نے بلا تامل عاقبت
بینی کی وجہ سے (جو اونکی مشہور صفت ہے) فوراً برٹش گورنمنٹ کو مدد دی
اور بیشک یہہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مشکلین اس مدد سے دور ہو گئین - نوابصاحب
معاودت ہندوستان کے وقت اس امر کا علم اپنے ساتھ لیتے جائینگے کہ ملکہ
معظمہ کی رعایا ہند کو ہم لوگ کسقدر عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور نیز
یہہ کہ نوابصاحب کو ہم ایک ایسا شخص سمجھتے ہین جو سلطنت ہندوستان مین
بڑے بڑے کام کرینگے جن سے ہمارے خیالون کو مدد ملیگی -
اسکے بعد خاتمہ پر لارڈ موصوف نے اوس واقعہ ناگہانی کا افسوس ظاہر کیا
جو پیرس مین واقع ہوا تہا اور کہا کہ خدا سے امید ہے کہ بہت جلد صحت کامل ہوجاے
نوابصاحب نے جواباً یون ارشاد فرمایا " اے لارڈ میر اور اے حاضرین جلسہ
میری موجودہ حالت مجھکو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ اولاً مین آپ سب صاحب
معاف فرمائین کہ مین کہڑا نہین ہو سکتا - مین نہین جانتا کہ کیونکر اور کن
لفظون مین اوس عزت کا شکریہ ادا کرون جو آج آپ نے مجہے بخشی اور اون
مہربانی کے کلمات کا جو لارڈ میر نے ارشاد کئے - اس موقع پر اس
امر کا بہی شکر ادا کرنا مجہپر فرض ہے کہ آپ نے میرے بادشاہ اور میرے

اون فرایض کا ذکر کیا جسکو بحیثیت ایک دوست کے عمدگی سے ہم لوگ
ادا کر سکے مجھکو آج اس بات کا بھی ظاہر کرنا لازم ہی کہ ہر جگہہ اور ہر وقت
حضور صاحب سے مین یہان آیا ہون ہر ایک انگلشمین مجھسے دوستانہ اور
مہربانی کے ساتھہ پیش آیا انکا اور اوس عنایت کا جو شہر لنڈن مین مجھپر
مبذول ہوی نہایت شکرگزار ہون ۔ حضور ولیعہد بہادر جب ہندوستان
مین تشریف فرما ہوے تھی تو غریب اور امیر ہر شخص کے ساتھہ ملاطفت و مہربانی
سے پیش آتے تھی اور ہر ایک شخص اونکا دل مشکور ہی ۔ اسوجہ سے بہی مین نے
یہان آنیکا قصد مصمم کر لیا تہا اب مجھے پھر اجازت دیجئے کہ مین شکر ادا کرون
امید ہی کہ آپ سب صاحب میری اس مختصر اسپیچ کو معاف کرینگے اور
درخواست کرتا ہون کہ آپ سب صاحب میرے ساتھہ مہربان لارڈ
میئر اور لیڈی میر کے جام تندرستی پینے مین شریک ہون اور یہہ جام
تین نعرہ ہاے مسرت کے ساتھہ پیا جاے ،، چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔
۲۶ جولائی کو منچسٹر کارپوریشن او منچسٹر جلسہ تجارت کیطرف سے ایک جماعت
نوابصاحب مرحوم کے پاس آئی منچسٹر کارپوریشن کیطرف سے کہا گیا کہ
ہملوگون کو بڑا افسوس ہے کہ آپ اپنی تشریف آوری سے ہمارے شہر کو

رونق نہ بخش سکے اور یہہ ایڈریس جواب پیش کیا جاتا ہی سب کے اتفاق رای سی ہے — سر جوزف ہیرن منچسٹر کے کلارک نے سٹی کانسل کیطرف سی حسب ذیل ایڈریس پڑہا —

"بحضور ہز اکسلینسی سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم حضور نظام دکن عرض گزارش ہی کہ میر والدّرمین اور ساکنان منچسٹر نہایت خوشی سی آپکو مبارکباد تشریف آوری دیتے ہین اور یہہ کونسل ہی مثل اور تمام رعایا ملکہ معظمہ کے آپکی اون خدمات کا شکریہ ادا کرتی ہی جو گزشتہ زمانے مین اس ملک کی خیر خواہی کی نظر سی ظاہر ہوئین — اوس واقعہ ناگہانی سب کو نہایت افسوس ہی جسکی وجہ سی آپ ہمارے شہر مین نہ تشریف لاسکے —

سر سالار جنگ مرحوم نے حسب ذیل ارشاد فرمایا "مسٹر میر والدّرمین جنٹلمین مین آپکی اون الفاظ عنایت کا شکرگزار ہون جو آپنے اپنے ایڈریس مین فرمائے — مجھے نہایت افسوس ہی کہ کمی وقت اور اس حادثہ کی وجہ سی مین شہر منچسٹر کو نہ جاسکا جہان جانیکا ارادہ ابتدا سفر انگلستان کے وقت سی میرے دلمین جاگزین تھا — مین جب اس عظیم شہر کو (جو مرکز تجارت ہی) دیکھتا تو کمال خوشی ہوتی — مین ہمیشہ اوس اپنے وقت کو جس بہا عمر کا

حصہ تصور کرتا رہونگا جو مین نے اپنی عہد کے ذریعہ سے اپنے حضور کی وفاداری
گورنمنٹ ملکہ معظمہ کے ساتھہ جتاتے مین صرف ہوا کہ وہ نازک وقت سلطنت
انگریزی ہند کی تاریخ مین ایک یادگار زمانہ تہا - اور مجھے اس امر کی نہایت
خوشی ہے کہ میری اس سفر انگلستان کی وجہ سے گورنمنٹ نظام اور گورنمنٹ
ملکہ معظمہ کا باہمی رشتہ اتحاد اور مضبوط ہوگیا ''

مسٹر اغورتھہ نے نوابصاحب کیطرف مخاطب ہوکر یہہ کہا - '' آپ نے
میونسپل افسرونکا ایڈرس سنا جسمین آپکو آپکی تشریف آوری کی مبارکبادی
کیگئی ہے اور منچسٹر تشریف نہ لیجا سکنے کا افسوس ظاہر کیا گیا -
مین تجار منچسٹر کیطرف سے حاضر ہوا ہون - ہملوگون کو بھی وہان آپکے
تشریف نہ لیجا سکنے کا کچھہ کم افسوس نہین ہے کیونکہ یہان کی تجارت کا ہندوستان
سے بہت قریب تعلق ہے - افسوس ہے کہ آپ اوس معدن کو نہ دیکھہ سکے جہان سے
اسقدر دستکاری و تجارت کا آغاز ہے مگر ہم لوگون نے ایک ایڈریس لکھا ہے
جسمین سب تاجرون کی متفقہ راے آپکی نسبت ظاہر کیگئی ہے '' مسٹر برونز
سکرٹری نے یہہ ایڈریس پڑہا -

'' بحضور نواب سر سالار جنگ بہادر وزیر اعظم سلطنت نظام دکن - گزارش ہے

ہملوگ ڈائرکٹر منچسٹر چیمبر آف کامرس تہ دل سی انگلینڈ مین آپ کے
تشریف آوری پر خیر مقدم کہتے ہین - ہم سبکو اس حادثہ ناگہانی کا بہی
سخت افسوس ہی جسکی وجہ سی آپ شہر منچسٹر مین نہ تشریف فرما ہوسکے -
یہہ ایک ایسا شہر ہی اگر آپکا دائرۂ دولت یہان تک آتا تو اس سبب
سی کہ اس شہر کو روئی کی تیاری سی بہت بڑا تعلق ہی آپ ضرور بہت
خوش ہوتے - کپڑے کی صناعی اور ان اضلاع ہند سی جہان روئی پیدا
ہوتی ہی جو تعلق ہی اوسکی وجہ سی ان دونون ملکون کے فایدے باہم دست
وگریبان ہین پس اس غرض سی یہان کے لوگ ہمیشہ ہندوستان کی سرسبزی
اور ترقی چاہا کرتے ہین - یہان کی ہر ایک جلسہ تجارت کا ہمیشہ یہہ مقصود
رہا ہی کہ ہر موقع پر ہندوستان کی زمین کے فطرتی پیداوار کو ترقی دیجای
اور وہان کے لوگون کو صناعی اور تجارت کی ترغیب ہو - بحیثیت
اس امر کے کہ آپ ایک وسیع صوبہ حیدرآباد کے وزیر اعظم ہین اور
اس ہماری مقصود مین آپنے بہی مدد دی ہی ہملوگ آپکا شکر ادا کرتے
ہین - آپ کی تشریف آوری نے ہمکو اس بات کا موقع دیا کہ ہملوگ خود
حاضر ہوکر کمال مسرت کے ساتہہ آپکی استقلال اور تدبیر مدن کی تعریف

جسکے تمام یورپین اور ہندوستانی دونون معترف اور شکرگزار ہین -
تو ہی امید کیجاتی ہی کہ ہندوستان کے اور والیان ملک و وزرا آپکی پیروی کرینگے جسکی وجہ سی قانون اور ضابطہ قایم ہوگا تجارت کو ترقی ہوگی - کاشتکار اپنی محنت کے ثمر کو بحفاظت رکھہ سکینگے -

خدا سی امید ہی کہ آپ بہت جلد صحت پائینگے اور اپنی ملک اور ہموطنونکو فایدہ پہونچانیکے لیے بہت دنون تک زندہ رہینگے " نواب مختار الملک مرحوم نے اسکے جواب مین ارشاد فرمایا " مسٹر پریسیڈنٹ جنٹلمین - آپ نے نہایت مہربانی سے جو ایڈریس پڑھا ہین اوسکی شکرگزاری کے بعد افسوس ظاہر کرتا ہون کہ مین آپ کے شہر تک نجا سکا - مجھکو اس بات کی حسرت رہگئی کہ مینچسٹر جاکر اپنے اوس تعلق دلی کا یقین نہ دلا سکا جو تجارت کے سبب سی حیدرآباد اور آپکے شہر مین ہی مین بہی خوب سمجھتا ہون کہ روئی کی ترقی میرے ملک مین کسقدر ضروری چیز ہے - آیندہ سی اس خاص شے کی ترقی کی نسبت مین زیادہ توجہ کرونگا اور وہ تازہ وسایل مہیا کرونگا جو تجربہ سی اسکی ترقی کے لیے بہت مفید ثابت ہوے ہین - اس ترقی کے زمانہ مین ایسی ملک کا انتظام کرنا جیسا کہ حیدرآباد ہی مشکل ہے -

اوسکی آمدنی بڑہانے مین تا وقتیکہ زمانہ حال کی تہذیب کی ضرورتون کے لئے کافی کوشش اور کامل جانفشانی نکیجاے بڑی بڑی دقتین آتی ہین تاہم مجہے امید ہی کہ میری محنت کا نتیجہ زمانۂ سابق کی حالت سی اچہی حالت پیدا کریگا - میرے نزدیک دو قومونمین استوار تعلق پیدا ہونیکا سب سے اچہا وسیلہ یہہ ہی کہ دونونکی غرض ایک ہو - وہ تعلقات کہ اوس دوستی پر مبنی ہوتے ہین جو محنت مشترکہ کی طفیل سے پیدا ہوتے ہین مناسب مستحکم اور دیرپا ہوتے ہین - ان خیالات کی وجہ سی اور اس امر کے یقین سی کہ گورنمنٹ نظام کی آیندہ بہبودی اس باہمی تعلق پر منحصر ہے مین معاودت ہندوستان کے وقت یہہ خوشی ساتہہ لیتا جاونگا کہ آپ منیجر چمبر آف کامرس کا مجہی خیرخواہ سمجہتی ہین جیسا کہ آپنے اڈریس مین ظاہر کیا "

نوابصاحب مرحوم دو مہینے تک انگلستانمین رہے اس زمانہمین جس جس سے ملاقات ہوئی اور جسنے نوابصاحب کو ایک دفعہ دیکہہ لیا وہ گرویدہ ہوگیا ایسا ہردلعزیز ہونا کسیکے اختیار مین نہین اور بیشک بغیر خدا کی مہربانی کے ممکن نہین - الغرض دو مہینے کے بعد نوابصاحب مرحوم اور حالک لوئیب کیطرف لندن نسے روانہ ہوگئے - اوسی زمانہمین ہرشخص کہہ سکتا تہا

کہ کسی ہندوستانی نے لندن کی جماعتون مین عام وخاص طور سے ایسی عزت نہین حاصل کی اور نہ اہل یورپ نے کسی ہندوستانی کی نسبت بالاتفاق ایسی رای لگائی - اسی بحث کے متعلق ایک شخص نے حسب ذیل لکھا ہے " اعلی سے اعلی لوگون نے انکو اپنے ہان مہمان رکھا مگر کبھی اس مضمون کی وجہ سی نوابصاحب کے مزاج مین تبدل نہ واقع ہوا - جس مکانمین نوابصاحب تشریف رکھتے تھی وہ مکان شاہانہ تہا نواب صاحب کے ملازم اور تمام کارخانہ شاہی معلوم ہوتا تہا مگر یہہ نہین معلوم ہوتا تہا کہ یہہ سب نمایش کے لئی ہے - نوابصاحب کی روش عمدہ تعلیم یافتہ یورپین کی سی تہی ہر شخص کو تعجب ہوتا تہا کہ ایک ایسی ہندوستانی مین جو کبھی انگلستان نہین آیا کیونکر ایسی خوبیان جمع ہوگئین - حقیقت مین یہہ تعجب کی بات ہی نواب صاحب کا چال وچلن ایسا تہا کہ کسیکو حیرت نہو -

۳۱ جولائی کو نوابصاحب لندن سے پیرس روانہ ہوئے اور دو روز وہان قیام فرمایا - وہان کی نسبت ٹائمز اخبار مین لکھا ہے " نواب سر سالار جنگ بہادر پیرس کو ایک سرسری نظر سے دیکھہ سکی اور اس شہر کی نسبت (جو دنیا مین اور شہرون سی باغ کی نسبت رکھتا ہے

اور جسکی بنا و کٹر ہوگیو نے ڈالی تہی — نوابصاحب نے یہہ رای قایم کی کہ فرانس کے شاعر اپنی ملک کی نسبت مبالغہ بہت کرتے ہین پیرس کے لوگ لندن کے باشندون کیطرح محنت کرکے اعلی کام نہین کرسکتی البتہ پیرس عیش کے واسطی مخصوص ہے بہرحال فرانس کے عجایبات سے مثل اور اشخاص غیر ملک کے نوابصاحب جیسی فہیم و دانشمند کو بہی متعجب کر دیا - اگست کی دوسری تاریخ کو نوابصاحب نے مکان نوٹری ڈیم کو ملاحظہ کیا اوس مکان کے محافظون نے جبہ اور چیزین ملاحظہ کرائین تو ایک جبہ کی نسبت کہا کہ یہہ وہ جبہ ہے جسکو نپولین اول نے اپنی تخت نشینی کیوقت پہنا تہا اور اب نپولین چہارم جو انگلستان مین ہے اپنی تخت نشینی کے وقت پہنیگا - نوابصاحب نے حکیمانہ طور سے فرمایا کہ کوئی نہین کہہ سکتا کہ یہہ ہوگا یا وہ ہوگا - جو شخص کہ اپنے ملک مین بہی نہین رہنے پاتا وہ کیونکر بادشاہ کا لقب پا سکتا ہے غرضکہ اسیطرح کے منصفانہ اقوال ہر چیز کی نسبت فرماتے تہے - شام کو تہیاٹر تشریف لے گئے اور وہان لاجرئی کا ناچ دیکہکر بہت خوش ہوئے وہانکے سینریان نواب صاحب کو بہت پسند آئین کہ حقیقت مین قابل دید ہین - اگست کی ۳ کو پیرس سی براہ مانٹ بنس نیوٹرن کو روانہ ہوئے اثنا رستے مین انکو

برنڈسی مین پہونچے - اور بمبی مین ۲۶ وین اگست کو ساڑہے چار مہینے کے سفر کے بعد رونق افروز ہوئے - چونکہ نوابصاحب کو صحت کامل نہین ہوئی تھی اسوجہ سے لوگون نے پی اینڈ او جہاز سے اوتارا جہاز کے لوگون نے نعرہ خوشی مارا - یہان یہہ نقل بہی قابل لکہنے کے ہے کہ معاودت کے وقت نوابصاحب کا جہاز ایک جنگی جہاز کے قریب سے گزرا جب اوسکی سپاہیون اور ملاحون کو معلوم ہوا کہ نواب صاحب اس جہاز پر ہین تو سب کے سب جہاز کے اوپر چڑہ گئے اور بہ آواز بلند کہا کہ " سرسالارجنگ ہندوستان کے بچانیوالے کے لئے تین نعرہ ہاے خوشی " اسپر اسقدر ہُرّا (نعرہ خوشی) ہوا کہ سواے انگریزون کی استنے زور سے چیخنا کسیکا مقدور نہین -

جب بمبی پہونچے تو انجمن اسلام نے ایک ایڈریس مبارکباد کا پیش کیا - اوسی دن بمبی سے روانہ ہوئے اور دوسرے روز حیدرآباد پہونچے یہان ہر ایک درجہ کے لوگون نے بے انتہا خوشی کی -

دسمبر ۱۸۷۶ء مین حضور پرنور دام ملکہ شرکت دربار شاہنشاہی کے لیے دہلی کو نہضت فرما ہوئے - نواب سرسالارجنگ مرحوم اور دیگر امراء عظام حیدرآباد ہمراہ رکاب تھے - چونکہ یہہ امر کچہہ پوشیدہ نہین ہے کہ دہلی مین

جو سلوک نوابصاحب کے ساتھہ کیا گیا اوس سے نوابصاحب مرحوم کی سخت دلشکنی ہوئی اس سبب سے اون امور کے ذکر کرنیکا کچھہ مضایقہ نہین جنکی باعث گورنمنٹ آف انڈیا ناراض ہوئی۔

نوابصاحب نے ولایت مین سکرٹری آف اسٹیٹ ہند سے اس امر کی اجازت حاصل کرلی تہی کہ واپسی صوبہ برار کی نسبت ہندوستان ہوکر گورنمنٹ ہند سے پہر گفتگو کیجاے۔ چنانچہ بعد معاودت اون دعاوی کی یادداشت جو گورنمنٹ نظام کو صوبہ برار کی نسبت مین لکہی گئی اور رزیڈنٹ کی معرفت گورنمنٹ آف انڈیا کیخدمت مین مرسل ہوئی۔ ظاہرا معلوم یہہ ہوتا ہے کہ لارڈ لٹن گورنر جنرل کو اوسی موقع پر اس بحث کا چہیڑنا پسند نہین آیا گو یہہ درخواست قبل از دربار دہلی پیش کی گئی تہی لیکن اسیوجہہ سے جب نوابصاحب مرحوم ہمراہ رکاب حضور پرنور دام ملکہ دہلی تشریف لیگئے تو گورنر جنرل نے اپنا رنج ظاہر کیا۔ نوابصاحب چونکہ ایک ایسے آدمی تہے جو کسیکو اپنے سے ناراض کرنا نہین چاہتے تہے خصوصاً ویسرائے ہند کا رنج اور ایک ایسی بات پر جو کسیطرح مذموم نہین سمجہی جاتی تہی اس سبب سے نوابصاحب مرحوم کو بڑا ہی ملال ہوا۔ بعد معاودت حیدرآباد اوسی عرصہ مین نواب شمس الامرا مرحوم

کو ریجنٹ نے انتقال فرمایا اونکی جگہہ کو ریجنسی اور خطاب وغیرہ سب اون کو ملا
نواب وقار الامرا مرحوم کو ملا اوسکے چند ہی روز کے بعد گورنمنٹ آف انڈیا
نے بہ چند وجوہ جنکو ذکر کی یہان ضرورت نہین نوابصاحب کو مجبور کیا
کہ وہ اپنے پرائیوٹ سکرٹری (معتمد خانگی) مسٹر الفنسٹ کو موقوف کرین
شروع سنہ ۱۸۷۸ع سے سنہ ۱۸۸۱ع تک نوابصاحب اور رزیڈنٹ حیدرآباد کے
تعلقات بہت خراب رہے اونکی عمر کا یہہ حصہ بہت سختی سے گزرا - مگر الحمد للہ
کہ بہت زیادہ نہ تہا سنہ ۱۸۸۱ع مین سر اسٹوارٹ بیلی صاحب نے حیدرآباد
کی رزیڈنسی کا چارج لیا اودہر مارکوس آف رپن دام اقبالہ ویسراے
ہند مقرر ہوکر تشریف فرما ہوے اوس مبارک زمانہ مین گورنمنٹ ہند کی جو
پالسی حیدرآباد کی نسبت تہی وہ بالکل بدلگئی اور نوابصاحب مرحوم پر پہر
وہی مہربانی اور وہی اعتماد ہوگیا جو ہمیشہ تہا - چنانچہ اپنی وفات کے چند ہفتہ
قبل نوابصاحب نے گورنمنٹ آف انڈیا کا ایک مراسلہ پایا جسمین گورنمنٹ
موصوف نے اپنی سب سے انتہا عنایت و اعتبار نوابصاحب کی وفاداری اور
دیانت پر ظاہر کیا تہا - مولف کتاب نے نوابصاحب مرحوم کو اسقدر
خوش اور اسقدر گورنمنٹ ہند کا شکر گزار کبہی نہین دیکہا جیسا کہ اوسی مراسلہ

کے پانے سے ۔

اوسی سال جو قحط جنوبی ہندوستان میں پڑا وہ ملک حیدرآباد کے لئے زیادہ ترمضر اور سخت تہا ابتدائے قحط سے نوابصاحب مرحوم نے تمام اپنی توجہ اوسکے دفع کی نسبت مبذول فرمائی جن جن ضلعون مین قحط تہا وہان محتاج خانے جاری کئے گئے۔ اس انتظام مین ایسی کامیابی ہوئی کہ فاقہ کی ایذا سے بہت کم لوگ ضایع ہوئے - چونکہ اس قحط کو ابہی تہوڑے ہی دن گزرے ہین اور سبکو اسکا حال معلوم ہے اور جو رپورٹ گورنمنٹ نظام سے اوسکی نسبت لکہی گئی ہے وہ مکمل ہے لہذا اس جگہہ اس قحط کے ذکر کی چندان ضرورت نہین ہے

سنہ ۱۸۸۰ء مین نوابصاحب مرحوم نے اورنگ آباد کا سفر کیا جہان سر رچرڈ میڈ رزیڈنٹ بہی موجود تھے - ایک ہفتہ تک دولت آباد اور روضہ اور الورا کی سیر مین صرف ہوا اس سفر کے تمام ہونے پر سر رچرڈ میڈ نے حسب ذیل چٹھی لکہی - دریہان کے معاملات سے متعلق جو جو کچھہ آپکو دیکھانا تہا مین سمجھتا ہون کہ وہ ختم ہو چکا - مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ ان کامون کی حالت کو دیکہکر مجہکو نہایت اطمینان ہوا - مکانات کی حالت اور عام طریقہ کارروائی جہانتک مین نے غور کیا ہر ایک طرح نہایت عمدہ ہے اور

افسر جنکے سپرد یہہ کام تہا البتہ قابل تعریف ہین - پیمایش کا کام اور دفتر تعجب خیز ہے اوسمین اب کسی چیز کی ضرورت نہین اور اس صیغہ کیطرف جسقدر توجہ ہے وہ کافی اور عمدہ ہے بندوبست کا کام مساحت سی جداگانہ ہے مگر مین دیکہتا ہون کہ اوسکی طرف بہی ایسی ہی توجہہ ہے - مین اسقدر اور کہونگا کہ یہہ محکمہ ایسی ہی جگہہ کے لایق تہی جہان ہین - جنکو دیکہکر حقیقت مین مجہے ایک خوشی ہوتی ہے "

دسمبر ۱۸۸۷ء نواب وقارالامرا کو ریجنٹ سے قضاء الہی سے انتقال فرمایا اور نوابصاحب تہا ریجنٹ اور منتظم سلطنت قرار پائی -

۱۸۸۸ء کی گرمیون نین نوابصاحب انتظام حیدرآباد کی چند جدید اصلاحون کے مشورے کیواسطی نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت مین شملہ تشریف لیگئے اور یہہ بہی مقصود تہا کہ حضور پرنور دام ملکہ کے سفر انگلستان کی نسبت انتظام فرمائین - یہہ پہلی ہی دفعہ شملہ پر نوابصاحب کی تشریف بری تہی - گو کہ وہان صرف ایک ہفتہ قیام کا اتفاق ہوا لیکن وہان کے لوگون کے دلون پر بہی ویسا ہی عمدہ اثر نوابصاحب مرحوم نے ڈالا جو ہمیشہ سے فطرتی بات تہی نواب لارڈ رپن ولیڈی رپن سے لیکر ادنی یورپین

تک ہر شخص نوابصاحب کی وفاداری اور چال چلن کی عمدگی اور اسطوفقری کا معتقد ہوگیا - جب نوابصاحب شملہ سے واپس تشریف لائے تو ایک گروہ یورپین دوستونکا وہان چہوڑ آئے - اون اصلاحات انتظامی کے خیال مین جنکا اشارہ اوپر ہوا نوابصاحب کئی مہینے پہلے سے مشغول تھے - اس انتظام مین تمام صیغہ جات ملک کی اصلاح منظور تہی - سر اسٹوارٹ بیلی نے لعجسلٹیو کونسل جانے کے قبل اس تمام نقشہ کو دیکھکر منظور فرمایا تہا - جو جریدہ کہ ماہ نومبر مین شایع ہوا تہا اور اسی انتظام سے متعلق تہا جسمین پہلے انتظامون کا بہی ذکر ہے جو وقتاً فوقتاً ظاہر ہوے اوسکا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے -

علاقہ دفتر ملکی
حکم مدار المہام
اشتہار

چونکہ ہمیشہ سے سرکار عالی کی یہی خواہش ہے کہ صلاح و فلاح رعایا و انتظام محکمہ جات و عدالت مین کہ جو رعایا کی بہبودی اور سلطنت کی سرسبزی اور تجارت و مکاسب کی افزونی کی باعث ہین ترقی بیجا ہی چنانچہ اسی تک

وقتاً فوقتاً حالات ملک پر نظر کرکے ہر ہر رشتہ اور محکمہ مین ترقیان کی گئین اگر زمانہ گزشتہ کے حالات زمانہ حال کے انتظام سے کہ وہ بہی قابل اصلاح وترمیم ہے ملاکر دیکہا جاسے تو بخوبی یہہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ اس سے تہوڑے دنون پیشتر انتظام مین یہہ خوبی نہ ہی کہ جواب موجود ہے —

۱۲۸۱ ہجری مین نگرانی امور متعلقہ مالگزاری کے لئے ایک مجلس مقرر ہوئی تہی کہ جسے مجلس انتظام امور مالگزاری تعلقات سرکار عالی کہتے تہے اوس مجلس مین امور مالگزاری کی اصلاح و درستی ہواکرتی تہی اجرائی کاغذمہوراد انتظام آبکاری اور کروڑگیری اور کوتوالی بہی اوسی مجلس سے متعلق تہا مگر بوجہ کہ تقسیم اضلاع نہوئی تہی اور تقسیم تعلقات مین بے اسلوبی تہی ضرورت ضلعبندی اور درستی حدود تعلقات کی درپیش ہوئی چنانچہ ۱۲۸۲ھ مین بڑی کوششون سے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی کی ضلعبندی شروع ہوگئی اور اس کام کا انجام بہت خوبی کے ساتہہ ہوگیا منجملہ فواید ضلعبندی کے ایک یہہ بہی فایدہ ہواکہ بعض اضلاع جو باہم مناسبت رکہتے تہے اونکی جداگانہ حلقے قرار دیئے گئے اور ہر حلقہ کا نام سمت رکہا ۱۲۸۵ھ مین ہر سمت پر ایک ایک افسر مقرر ہواکہ جسے صدر تعلقدار کہتے تہے اور ان افسرونکا انتخاب اوسی مجلس انتظام امور مالگزاری سے کیا گیا

اور مجلس مذکور توڑ دی گئی اور اسکی جگہہ پر ایک محکمہ موسوم محکمۂ مالگزاری بغرض نگرانی عالات محکمہ جات ماتحت مقرر ہوا اور اوسی مجلس کے ارکان سے ایک رکن اس محکمہ کا افسر اعلی قرار دیا گیا —

اسیطرح سررشتۂ عدالت دیوانی و فوجداری مین بہی وقتاً فوقتاً اصلاح ہوتی گئی چنانچہ سابقاً جابجا چند افسر مقرر رہے کہ جنہین میر عدل کہتے تہے کام اونکا یہہ تہا کہ مقدمات دیوانی و فوجداری کو فیصل کیا کرتے تہے ان لوگون کے کام کی تنقیح خاص ایک محکمہ سے متعلق تہی کہ جسکا نام محکمہ تصحیح تعلقات تہا اس محکمہ کے افسر مقدمات سنگین مین جب تک میر عدل اور منصف کے فیصلونکی تصحیح نکرتے تہے وہ اجرا نہوتے تہی — جبکہ ۱۲۷۵ھ مین چند اضلاع سرکار عظمت مدار سے واپس ملے تو اوسوقت بہی ان اضلاع کے انتظام کے لئی ایک محکمہ کہ جسی صدر عدالت اضلاع مستردہ کہتے تہی مقرر ہوا تہا مگر ۱۲۸۰ھ مین یہہ محکمہ محکمۂ تصحیح تعلقات مین ملا دیا گیا اور اب اس مجموعہ کا نام محکمۂ صدر عدالت اضلاع مستردہ و تصحیح تعلقات رکہا گیا اس محکمہ کا یہہ کام تہا کہ افسران اضلاع و تعلقات کے فیصلجات کا مرافعہ سنتا تہا۔ ۱۲۸۱ھ مین اس محکمہ کا نام بدل دیا اور مجلس مرافعہ ثانی تعلقات رکہدیا مگر یہہ نام بہی ۱۲۸۲ھ مین اس محکمہ کا نرہا بلکہ اس محکمہ کو محکمۂ صدر مرافعہ

واہتمام عدالتہای تعلقات لکہنے لگی ـ جبکہ تمام ممالک محروسہ مین ضلعبندی کا
انتظام کیا گیا اور تعلقات مین تحصیلدار اور اضلاع مین تعلقدار اور سمتون مین
صدر تعلقدار مقرر ہوے اور مقدمات دیوانی وفوجداری مین بشمول مالگزاری
انکو انکو اختیار دیا گیا اوسوقت اوس محکمہ کا نام بہی بدلا گیا اور موسوم بہ
محکمۂ مرافعہ اضلاع ہوا علاوہ اسکے ایک مجلس اور کہ جسے مجلس مرافعہ تمامی محکمجات
کہتے تہی قایم ہوئی مگر بالآخر محکمۂ مرافعۂ اضلاع بہی اسی مجلس مین شامل ہو گیا ـ
اسیطرح انتظام کوتوالی مین بہی ترقی نمایان ہوتی گئی کیسلیے کہ پہلے انتظام کوتوالی
کے لئی جمعیت کوتوالی مقرر نہ تہی بلکہ صرف دہات کے چوکیدار و رسہ بندی
اور نظامت کے جوان اس کا انجام دیا کرتے تہی ـ جبکہ سنہ ۱۲۸۲ مین ضلعبندی
کی گئی تہی اوسیوقت تہانہ جات وچوکیات کی بہی تقسیم مجلس مالگزاری کے
ذریعہ سے ہوئی تہی و جمعیت کوتوالی مقرر کی گئی اور ہر تہانہ و چوکی
تحصیل و محکمہ جات جدید جمعیت کوتوالی مین بقدر مناسب مقرر ہوے ـ
سنہ ۱۲۹۳ تک اہتمام و انتظام صیغۂ کوتوالی کا مجلس مالگزاری کے نگرانی مین تہا
جبکہ کل امور صیغۂ کوتوالی سے مکمل ہوگئے تو اوسوقت سنہ ۱۲۹۴ مین
ایک افسر موسوم بہ صدر مہتمم کوتوالی مقرر ہوا اوسکو کوتوالی کا اہتمام اور انتظام

اوسکے سپرد کیا گیا اور اس تمام محکمہ کی نگرانی خاص مدار المہام نے اپنی ذمّہ لی - سررشتۂ تعمیرات وصفائی وتعلیمات وطبابت یہہ سب صیغے پہلے مجلس مالگزاری سے متعلق تہی مگر ۱۲۸۴ھ مین سررشتۂ تعمیرات مجلس مالگزاری سے علیحدہ کیا گیا اور اوسکا ایک محکمہ جداگانہ قرار دیکر صدر مہتمم تعمیرات کے متعلق کیا گیا یہہ عہدہ بہی جدید ہوا اور سررشتۂ صفائی وتعلیمات وطبابت بدستور محکمۂ مالگزاری سے متعلق رہا —

اس انتظام اور تقرر محکمہ جات جدیدہ سے دفتر مدار المہام سرکار عالی مین کام زیادہ ہوگیا لہذا چند امراے ذی لیاقت واعتبار نگرانی کارروائی محکمہ جات مذکور اور تجویز وانفصال امور انتظامی کے لئے کہ جو اوسی محکمہ سے متعلق تہی مقرر ہوئے اس تقرر سے صرف یہی مقصود تہا کہ جملہ امور کا انجام باحسن الوجوہ ہو اور دفتر مدار المہام کا جو کام بڑہگیا تہا وہ کم ہو چنانچہ ۱۲۸۶ھ مین چار صدر المہام مع معتمدین و دیگر عملہ ضروری کے مقرر کئے گئے اور انتظام امور عدالت اور نظم امور مالگزاری مع نگرانی امور کوتوالی وعلاقۂ تعمیرات وصفائی و تعلیمات وطبابت کے ان صدر المہامون سے متعلق کئے گئے —

اگرچہ ہمیشہ سے سرکار عالی کی نظر یہی رہی کہ اراضی انعام اور مدد معاش وغیرہ

جس شخص کو اسناد جایز کے ذریعہ سی عطا ہوئے ہین بحال و برقرار ہین - مگر
اس بات کی دریافت کرنیکے لئی کہ جو اکثر لوگ بطور ناجایز اراضی سرکاری پر
قابض ہوگئے ہین اور کوئی سند و دستاویز ثبوت عطا پر اپنے پاس نہین رکھتے
ہین سنذا اور اس وجہ سے نقصان کثیر محاصل سرکاری مین ہو رہا ہے ایک
محکمہ کہ جسی محکمۂ دریافت انعام کہتے ستھے ۱۲۹۲ھ مین مقرر ہوا اس محکمہ کا
یہہ کام تہا کہ اون لوگون کی اراضی انعامی کہ جو اسناد جایز کے ذریعہ سے
اونکو ملی ہے بدستور بحال رہے اور جن لوگون سنے بطور ناجایز براہ غصب و
فریب وغیرہ اراضی سرکاری پر قبضہ کیا ہے اوسکی کامل تحقیقات کر کے
اراضی سرکاری اون کے قبضہ سی نکال لیجاے اور اگر مدت دراز سی قابض
ہون تو اون کے ساتہہ ایک مناسب رعایت کیجاے چونکہ اس سررشتہ
مین کام زاید تہا اور مقدمات انجام بکثرت فیصلہ کے قابل ستھے لہذا سنہ ۱۲۹۸ھ
مین دو رکن اور بڑہاے گئی اور ان اراکین کی تقرر سے عمدہ نتیجہ ظاہر ہوا
صدہا مقدمات جو مدت سی ملتوی تہی فیصل ہوگئے —

امور مالگزاری جبکہ انتظام گتہ داری یعنی ٹہیکہ داری توڑ دیا گیا اور تجویز تقرر
مالگزاری بجمع نقدی اصول رعیت داری و دہار د بندی اراضی پر رکہی گئے

تو اوسوقت بہت سی نئے مشکلین پیش آئین کس لئے کہ بوجہ لاعلمی مقدار اور حیثیت اراضی کی دہارابندی اراضی کی باعتدال وانصاف نہو سکی اور ہرسال متواتر کاشتکار سنگینی جمع کی شکایت پیش کرتے تھے اور ناظم اور مہتمم جمعبندی کے پٹیل اور پٹواریون کی نسبت متفرقات ناجایز کی شکایتین سرکارمین لکہا کرتے تھے اور کل عہدہ داران مال یہہ چاہتے تھے کہ کسیطرح زمین کی پیمایش ہوجاے تا یہ شکایتین رفع ہون لہذا سنہ ۱۲۹۱ھ مین پیمایش اور بندوبست کا محکمہ قایم ہوا اور بقدر کام اوسی محکمہ سے اسوقت تک ہوا ہے البتہ اوس سے رفع شکایت اور طمانیت اور اعتدال جمع مالگزاری ہوا اور سالانہ جمعبندی کا کام جو رعایا اور عہدہ داران مال کی تکلیف کا باعث تہا اوسمین بہی تخفیف ہوئی اور تیس برس تک کاشتکارونکو اضافہ جمع کا اندیشہ اور سرکار کو خسارہ مالگزاری کا خطرہ نرہا —

اضلاع تلنگانہ مین انتظام آبپاشی کی ضرورت درپیش ہوئے کس لئے کہ سررشتہ تعمیرات مین اتنا عملہ نہ تہا جو تمام تالابون کی نگرانی کرتا اسلئے سنہ ۱۲۹۵ھ مین آبپاشی کا سررشتہ جداگانہ مقرر کرکے صدرالمہام مالگزاری کے سپرد کیا گیا اور اوسکے سالانہ مصارف کے لئے ایک رقم مناسب تجویز کردیگئی

اور اوسکا اختیار عہدہ داران مال کو دیا گیا تاکہ مرمت اور درستی ابپاشی
کے ذریعون کے کہ جو خفیف ہین اور تعمیر اور ترمیم اوسکی متعلق علم وفن
سے ہو ہر وقت ضرورت کیجاے تاکہ مرمت مین تاخیر کرنے سی نقصان نہو
چونکہ ترقی اور درستی انتظام اور کثرت کار دونون لازم و ملزوم ہین
اسلئے بہ نسبت سابق کے کام کی کثرت ہوگئی محکمجات ماتحت کو ابتداے
تقرر مین وہ اختیار کامل جو اوسوقت مناسب تہے نہ دی گئی اور عہدہ دارون کے
اختیارات کی تصریح جیسی چاہیے ہوئی تہی اور ضابطہ کارروائی بہی ہر عہدہ دار
کے لئے کامل طور پر مقرر نہوا اسلئے افسران ماتحت صدر المہامون سی امور
خفیف مین بہی منظوری طلب کرتے تہی اور صدر المہام کو اونکے جواب دینی
ہوتی ہین پس اسوجہہ سی کارروائی محکمجات مین ہرج اور تاخیر واقع ہے اور صدر المہامون
اور مدار المہام سرکار عالی کو امور انتظامی مین غور کی فرصت نہین ملتی اور
بسبب علیحدگی دفتر مدار المہام سرکار عالی سے بعض اوقات مین مشکلین اور
پیچیدگیان غیر ضروری جو پیش ہوتے ہین اور تحریرات طولانی مین بہت وقت
صرف ہوتا ہے نظر بران اب یہہ مناسب ہی کہ اصلاح محکمہ جات ماتحت کی
دوبارہ کیجاے اور اونکی اقتدارات بڑہائے جائین اور جو اختیار بالفعل صدر المہامون کو

دراصل مین مون محکمجات کو جو اضلاع کے محکمون سی بالاتر ہین اور بشرکت ارکین متعدد صدرنشین ہون سپرد کئے جاوین اور کوئی عہدہ دار رعایت اور سفارش سی مقرر ہو بلکہ صرف نظر قابلیت و لیاقت مقرر ہا کرین اور اونکی تقرر اور ترقی کے لئے ایک خاص ضابطہ قرار دیا جاے اور بعض افسرونکا تقرر و انتخاب بلحاظ کارروائی اور استحقاق و لیاقت عہدہ داران صدر کی رای پر چھوڑ دیا جاے اور باستثناے ورجۂ اعلی ایک عہدہ ون کی سرکار عالی کی طرف سی کسی اور تقرر کی کارروائی کی جاے اور مدار المہام اور صدر المہام بلا ذریعۂ دفاتر آپس مین کام کرین اور دفتر مدار المہام کے کام بصلاح باہمی صدر المہامان منقسم ہو کر اونکا ایک حصہ صدر المہامون کے اختیار مین دیا جاے تاکہ اپنے رای کے موافق کام کیا کرین اور مابقی امور مین اپنی رای و تجویز سے مدار المہام کو اطلاع دیا کرین تاکہ انتظامی امور مین مدار المہام کو غور کرنیکی فرصت ملے لہذا انتظام موجودہ مین اصلاح و ترمیم حسب مندرجۂ ذیل کیجاتی ہی اور خاص و عام کی اطلاع کے لئے اشتہار و اعلان دیا جاتا ہی —

اول چارون صدر المہامون کے دفتر برخاست کو گئے اب چونکہ اونکے اختیارات مین اضافہ کیا گیا لہذا مدار المہام کے دفاتر کے ذریعہ سے بغرض

اجازت مدار المہام کا کام کرینگے، ور مندرجۂ ذیل صیغہ ہر صدر المہام سے
متعلق رہینگے —

صدر المہام عدالت کی متعلق

۱ دیوانی عدالتین — ۲ فوجداری عدالتین — ۳ مجالس کا انتظام —

صدر المہام مالگزاری کے متعلق

۱ مالگزاری اراضی — ۲ آبپاشی — ۳ آبکاری — ۴ چوبینہ — ۵ کروڑگیری
۶ دریافت انعام — ۷ تبنی وطنداران — ۸ پیمایش و بندوبست پختہ
۹ کاغذ مہور — ۱۰ ٹپہ خانجات — ۱۱ دار الضرب — ۱۲ محاسبی
۱۳ خزانہ عامہ — ۱۴ ترتیب صدر نظم و نسق — ۱۵ ترتیب صدر موازنہ

صدر المہام کوتوالی کے متعلق

۱ جمعیت کوتوالی عام — ۲ کوتوالی دیہات —

صدر المہام متفرقات کے متعلق

۱ طبابت — ۲ تعلیمات — ۳ صفائی — ۴ تعمیرات عامہ — ۵ مدرسہ
انجنیری ۶ — کوایف اراضی — ۷ معدن انگشت — ۸ کارخانہ وانبار خانجات
۹ ترتیب گزیٹیر ۱۰ ترجمہ — ۱۱ دار الطبع —

۲ دفتر مدار المہام مین ایک معتمد بلقب (معتمد قواعد و ضوابط و مشیر قانونی) مقرر کیا گیا اور عام قواعد و ضوابط کی درستی جو عدالت اور کوتوالی اور محاسب کے محکمون سے اونکا اجرا متعلق ہے اسی معتمد سے تعلق ہوگا اور امور قانونی مین بہی عموماً اس سے مشورہ کیا جائیگا —

۳ دفتر مالگزاری مدار المہام سرکار عالی سے حالات ملک کے تخمون کی ترتیب اور دار الضرب اور ڈاکخانون اور کاغذ مہور اور صیغۂ محاسبی اور حساب اور خزانۂ عامرہ اور ترتیب موازنہ اور صدر نظم و نسق کی ترتیب اور صیغہ پیمایش اور بند و بست اور جو امور متعلق مالگزاری تھے کہ جنکا تعلق مدار المہام کے دفتر سے تہا متعلق کیا گیا —

۴ انتظام امورات مالگزاری کے لئے ایک جداگانہ مجلس جسمین چند ارکان ہونگے اور کل مال کے محکمہ جات سے بالا ہوگے مقرر کی گئی اور اوسکا نام (مجلس مالگزاری سرکار عالی) رکہا گیا (اور امور مالگزاری کا انتظام اور نگرانی مال کے محکمہ جات کی اور تقرر اور تبدل اور انتخاب بعض افسرونکا اوس مجلس کی اختیار مین دیا گیا — نظامت بند و بست مجلس مالگزاری کی تحت سے علیحدہ کی گئی اور اوسکا اہتمام اور نگرانی دفتر مالگزاری سرکار عالی سے

تعلق کیا گیا —

۵ چونکہ دفتر صدر المہام اور مدار المہام سے عدالت کی کارروائی مین بصیغہ نگرانی دست اندازی ہوا کرتی تہی لہذا اب ایسا قرار دیا گیا کہ اگر بلحاظ مصالح ملکی مجلس کی تجویز مدار المہام سرکار عالی کو لحاظ کے قابل معلوم ہو تو بغرض نگرانی ایک خاص مجلس کہ اوسمین مدار المہام یا صدر المہام حسب اقتضای وقت صدر مجلس اور دوسرے لوگ اعزہ اور دفاتر موجودہ کے حکام سے کہ لائق اور قابل اس کام کے ہون ارکان مجلس مقرر ہوسنگے اور معتمد قواعد و ضوابط سرکار عالی نایب صدر مجلس رہنگے اور غور ولحاظ کے بعد جو مناسب ہوگا مدار المہام بطور مناسب حکم اجرا کرینگے مگر کسی متخاصمین کو یہ استحقاق نہوگا کہ اس قسم کی نگرانی کے لئی درخواست دے یا اوسے اپنا حق قرار دے

۶ مجلس عالیہ عدالت کی اقتدار مین بہی اصلاح مناسب کیگئی اور ترقی اور تقرر او رانتخاب بعض افسرو نمین اختیارات مجلس بڑہادی گئی —

۷ انفصال مقدمات دیوانی کی لئے منصف اور صدر منصف اور میر عدل تعلقات و راضلاع اور اسمات مین مقرر کئی گئی اور ان سب کا تعلق بطور ماتحتی مجلس عالیہ عدالت سی رہیگا اور جس ضلع اور تعلقہ مین یہہ انتظام کیا جاویگا

وہان مقدمات دیوانی کا انفصال تحصیلدارون و تعلقہ دارون اور
صدر تعلقدارون سے متعلق رہیگا -

۸ دفتر عدالت سرکار کو علاقہ کوتوالی اور مجالس سے بدستور رہیگا
الا دفاتر ماتحت سے قانونی باتون کی دریافت بذریعہ معتمد قانونی کہ جو ضمن
(۲) مین مذکور ہوا سرکار سے ہوا کریگا اور تعلق دفتر عدالت و کوتوالی کا صدر المہام
عدالت و کوتوالی سے رہیگا -

۹ - مجالس انتظام صفائی بلدہ اور اضلاع اور دفتر گزیٹیری کی ترتیب
اور سررشتہ مساجد اور معابد اور علاقہ ترجمہ اور دار الطبع سرکار عالی اور
تعلیمات اور طبابت دفتر متفرقات مدار المہام سرکار عالی کے ماتحت رہیگا
اور تا تقرر مجلس یا ناظم تعلیمات نظامت سررشتہ مذکور کا اختیار معتمد متفرقات
سے متعلق رہیگا -

۱۰ - محکمہ صدر المہام کوتوالی کے برخاست ہونیکے سبب سے دورہ اور نگرانی
اور انتظام جمعیت کوتوالی سے ایک عہدہ دار کہ جسے (ناظم کوتوالی اضلاع)
کہینگے مقرر کیا گیا اور اضلاع کے مجالس کا انتظام بہی اوسی کے متعلق ہوگا
اور ناظم کوتوالی کے تقرر سے عہدہ داران کوتوالی اسمات اور اون کے دفاتر

تخفیف کیئی گئے - کوتوالی بلدہ اور بیرون بلدہ ملحق ہوگی مگر بلدہ مکا محبس
نظامت کوتوالی اور مجالس اضلاع سے متعلق نہونگے -

۱۱ کوتوالی بلدہ اور اضلاع کا انتظام ناظمان عدالت فوجداری سے
بہ نسبت پہلی کے زیادہ متعلق کر دیا جایگا یعنے امور عدالت اور انتظام
سررشتہ کوتوالی ناظمان فوجداری اور صدر تعلقدارون کے ماتحت رہیگا
مگر درستی اور آراستگی جمعیت کوتوالی کا انتظام اور اوسکا اندرونے
انتظام بالکل ناظم کوتوالی سے بلا مداخلت نظمای فوجداری متعلق رہیگا -

۱۲ - محکمہ صدر المہامی متفرقات کے برخاست ہونیکی وجہ سے معتمد صدر المہام
علاقہ تعمیرات عامہ بنام (مددگار معتمد مدار المہام علاقہ تعمیرات) کے نامزد
ہوگا اور مثل سابق تعمیرات عامہ کی نظامت اس سے متعلق رہیگی اور تین
عہدہ دار تنقیح اور نگرانی امور کے لئے مقرر ہونگے اور وہ ہمیشہ اضلاع مین
دورہ کیا کرینگے اور نتایج کارروائی سے وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہینگے
اور جہان کہین کسی قسم کا خلل اور نقصان دیکھین گے اوسکی اصلاح کرینگے
اور اب بوجہ عدم ضرورت مددگار معتمد مدار المہام علاقہ تعمیرات اور
مددگار معتمد صدر المہام متفرقات تخفیف کئے گئی - اور اسیطرح نظامت

اور دو اضافے بھی مثل سابق رزیڈنسی سرحد سے متعلق ہونگے اور مہر اصلاحات
بذریعہ دفتر متفرقات مذکورہ ضمن (۹) سرکار سے ہو اکرینگے۔ متعدی
تعلیمات کی ضرورت دفتر صدر المہام متفرقات کے نہ ہونے کی وجہ سے
نہ رہی اور تعلیمات کی نظامت بدستور سابق باقی رہی لیکن جب تک مذکورہ
بالا تا تقرر ناظم یا مجلس جدید معتمد متفرقات سے متعلق رہیگی۔ علاقہ صفائی کے لئے
مجلس صفائی اور ناظم صفائی بلدہ مقرر کئے گئے اور اضلاع مین مجالس صفائی
صدر تعلقدارونکی زیر نگرانی رہینگے اور معاش مساجد و معابد جدید کا
تقرر بھی مجالس صفائی سے متعلق رہیگا۔

۱۳۔ انتظام محکمہ جات کی منجملہ جسقدر دستور العمل تیار ہوئی اور اونکے
متعلق دفاتر جنمین فی الحال تغیر و تبدل ہوا ہے طیار ہین آجکی تاریخ سے نافذ ہو
اور دیگر محکمہ جات کا انتظام جسقدر جلد ممکن ہوگا کیا جائیگا۔

۱۴۔ اگرچہ اشتہار مولفہ دہم ربیع الثانی ۱۲۹۹ ہجری مین ملازمون اور عہدہ دارون
کی ترقی اور تقرر کی نسبت حسب قدامت اور لیاقت ایک اشارہ ہوا ہے
لیکن اس انتظام مین اوسکی بنا سے اصول مستحکم کئی گئی ترقی اور تقرر ایسے
ملازمین کا جو حیثیت عملہ محکمہ جات مین کام کرتے ہین اونھیں ونکی راسے

اور سفارش پر منحصر کی گئی اور عہدہ داران ماتحت کی ترقی درجہ بدرجہ
ملحاظ قدامت اونکے بالا دستون کی سفارش اور تصدیق لیاقت اور کارگزاری
پر موقوف رکھی گئی اور عہدہ دارون کے تقرر اور ترقی کی لئے خاص قاعدے
تجویز کئے گئے اور بعض عہدونکی نسبت مجالس اور عدالت کو اختیار دیا گیا
اور بعض عہدون کی نسبت بعض عہدہ دارون کا انتخاب اونکی رائے
پر چھوڑا گیا۔ اور بعض عہدونکا تقرر سرکار کی تجویز پر منحصر رکھا گیا کہ بلحاظ
درجات خدمت کی وقعت اور اعتبار سرکاری عہدونکا ثابت ہوجاے
اور ہر عہدہ دار کارگزاری اور نیک روی کا صلہ باطمینان تمام حاصل
کرسکے اور غیر مستحق اشخاص کا تقرر مسدود ہوجاے۔

۱۵ فہرست اہالمواو رعہدہ دارون کی بلحاظ ملازمت اور درجہ مرتب ہوگی
(جسطرح سرکار عظمت مدار مین سول لسٹ تیار ہوا کرتی ہے) اوس
فہرست کے دیکھنے سے استحقاق ترقی وغیرہ کا بخوبی ظاہر ہوسکتا ہی اور
وقت ترقی اوسپر لحاظ کیا جاسکتا ہے۔

۱۶ سرکار عالی کو یہہ بات بدل منظور ہے کہ اس ملک کی رعایا عموماً
اور معززین ریاست خصوصاً ایسی تعلیم پائین کہ سرکاری عہدون پر

امور ہو سکین اس مین دو صورتین ہین - اول نوجوان جو امرا اور شرفا کے اولاد ہین ممالک سرکار عظمت مدار مین مناسب مقامون پر صاحبعالیشان بہادر کے ذریعہ سے روانہ ہون تاکہ ہر قسم کی عدالت اور مال کی کارروائی سے واقفیت پیدا کرکے لیاقت نامہ عہدہ داران سرکار ممدوح سے حاصل کرین دوم چند اطفال اعزہ و شرفا منتخب ہو کر یہان کے کسی مدرسہ مین تعلیم پائین اور انکی تعلیم کے لئے ضروری انتظام اور بندوبست کیا جاے اور انکو سرکار سے امداد بھی ملے اور بعد حصول لیاقت جو استحقاق انکا ہوگا متعاقب مشتہر کیا جائیگا -

اس اسکیم کو جسمین آخر کار کسیقدر ترمیم ہوی دوسرے رزڈنٹ مسٹر جونس نے بھی بہت پسند کیا اور ماہ نومبر ۱۸۸۲ء سے اسکا عملدرآمد شروع ہوا تہا اور مجلس مالگزاری بیٹھ چکی تہی - بموجب ان اصول کے جنکا ذکر اشتہار متذکرہ بالا مین ہے قواعد و ضوابط تمام محکمہ جات کے انتظام کے لئے تیار ہوئے تھے جنمین سے بعض کو نواب صاحب مرحوم اپنے سفر اورنگ آباد کے قبل جو ماہ جنوری سنہ حال مین ہوا تہا منظور فرما چکے تہے -

ماہ مذکور مین حضور پر نور نے اضلاع اورنگ آباد و گلبرگہ و رائچور کا دورہ

فرمایا نواب مرحوم ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے ۔ دورہ مین جو مشہور و
تاریخی شہر ہین وہ ملاحظہ اقدس مین گزرے اور وہان کسیقدر قیام بھی ہوا
پھر دائرۂ دولت براہ احمدنگر اورنگ آباد دکن گیا ۔ وہان سے آخر جنوری
مین حضور پرنور خلد اللہ ملکہ نے مراجعت فرمائی ۔ اس دورے مین نواب صاحب
مرحوم نے بڑی محنت کی اور حضور پرنور کو مالگزاری اور عام انتظامات سے
جہانتک ممکن ہوا آگاہ کیا اور جہان جہان حضور پرنور تشریف فرما ہوے
وہان کے حکام حسب الحکم حاضر حضور ہو کر تمام طریق اپنے انتظام کے
عرض کرتے تھے ۔ بعد مراجعت بلدہ نواب صاحب بندگانعالی دام ملکہ کے انتظام
سفر انگلستان مین مصروف ہوے ارادہ تھا کہ حضور پرنور بمبئی سے ۶ ؍ اپریل کو
جہاز پر رونق افروز ہو کر چند ہفتے یورپ کے دیگر ممالک کی سیر فرمائین اور
۳۰ ؍ مئی کو انگلستان مین نہضت فرما ہون ۔ یہہ انتظام ہو رہا تھا اور اون
امرا کی فہرست تیار ہو رہی تھی جو ہمراہ رکاب چلنے والے تھے ۔ جہاز کا
بندوبست ہو چکا تھا اور سب طرح سے پوری امیدین بندھ چکین تہین کہ
یہہ چند روز نہایت خوشی سے یورپ و انگلستان کی سیر مین بسر ہون گے
مگر فلک ناہنجار نے اون امیدونکو خاک مین ملا دیا اور وہ سانحہ جانگزا گزرا کہ

تمام حیدرآباد عبرت سے اٹھ گیا۔

۵ فروری کو ڈیوک آف کلنیرک تشریف فرمائی ہوئے نواب صاحب مرحوم نے حسب اخلاق جبلی اونکی مہمانداری کا بڑی تکلف سے اہتمام کیا۔ اور یہہ انتظام کیا کہ تمام شہر کی سیر اونکو دکھائی جاوے آخر مین ایک بہت پر تکلف دعوت کا سامان کیا گیا تھا۔ مگر چونکہ نواب شمس الامرائی بیگم صاحبہ جو نواب افضل الدولہ بہادر کی صاحبزادی تہین انتقال فرمایا لہذا یہہ دعوت ملتوی ہوئی اور ایک مختصر ساٹھہ آدمیونکی دعوت کا سامان ہوا جو ۸ فروری کو ہونیوالی تہی۔ اس سی ایکدن پہلے نوابصاحب معہ اپنے مہمان کے تالاب میر عالم پر تشریف فرما ہوئے (یہہ تالاب شہر سی تہوڑے دور جنوب اور مغرب کے بیچ مین واقع ہے بہت بڑا تالاب ہی دو طرف پہاڑون سے گہرا ہوا ہے اور باقی نصف دائرہ سی جو ایک نہایت مضبوط پشتہ ہے برسات کے موسم مین اوس پشتہ کی منڈیر سے پانی جہلک کر ایک بڑے عمیق گڑہے مین گرتا ہی اور اوسکا اسقدر ہی کہ گرمی مین جب پانی کم ہو جاتا ہے چہوٹا آبشار جہوٹ جہوٹ کے چلتا ہی اسمین ہمیشہ تین چار دخانی کشتیاں رہتی ہین اور تالاب کے پار ایک پہاڑی پر میر محمود صاحب کا مقبرہ ہی جو ایک بڑی فضا کی جگہہ ہی)

الغرض وہان اور انگریزو اور انگریزنین بہی مدعو تہین اور یہہ لوگ نہایت خوش
اور بشاش دخانی کشتی پر سوار ہوکر اوسی تالاب کی سیر مین مشغول رہے
جب شام ہوئی تو نوابصاحب اپنی مجلس مین تشریف لائے اور حسب عادت کہانا
تناول فرماکر بڑی رات تک کام کرتے رہے - دوبجے شب کو یکایک
مرض الموت مین مبتلا ہوئے اطبا حاضرین نے اوسکو ہیضہ قرار دیا -
پہلے تو کچہہ خوفناک حالت نہی بلکہ صاحبزادگان والاتبار نوابصاحب کو دیکہکر
صبح کے وقت سرونگر تشریف لیگئے جہان ڈیوک موصوف کے ساتہہ شکار
کہیلنے کا انتظام کیا گیا تہا - لیکن ۸ - فروری کی منحوس صبح کے آٹہہ بجے
سے جون جون آفتاب اپنی زوال گاہ کے قریب آتا گیا نوابصاحب کی حالت
ابتر ہونے لگی نوابصاحب مرحوم جو تمام عمر محنت کے خوگر رہے بڑی صبر و
استقلال سے مرض الموت کی تکلیفونکو جہیلا کئے اور حتی الوسع مطلق ظاہر
نہونے دیا کہ یہہ مرض کچہہ خوفناک ہے بلکہ جو دعوت کہ اوس دن ہونیوالی
تہی بہت دیر تک اوسکے التوا کو نامنظور فرماتے رہی اور فرمایا کہ اگر مین اچہے طرح اوس وقت
تک صحیح ہوجاونگا تو صاحبزادے شریک ہونگے -
ادہر دن ڈہلتا جاتا تہا ادہر نوابصاحب کا آفتاب عمر قریب غروب

باہو سمجہا جاتا تہا اور صحت سے یاس ہوتی جاتی تہی ضعف تیمار دارونکی یاس
کیطرح بڑہ گیا آواز خیر خواہون کے دل کیطرح بیٹہ گئی۔ تیسرے پہر کو صاحب
رزیڈنٹ نے رزیڈنسی کے ڈاکٹر کو بہیجا جو دم واپسین تک رہے مسٹر جونس
خود ہی تشریف لائے تہے لیکن ڈاکٹرون نے نوابصاحب سے ملنے کی صلاح نہ دی
آخر کار یہہ محشر کی خبر دینے والا دن تمام ہوا اور عیادت مزاج کے بدلے
قیامت کی رات آئی وہ شام دیکہنے والونکی نظر مین ایک عزادار معلوم
ہوتی تہی جو سیاہ پوشاک بہی نمایان ہوئی تہی یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کوئی غمناک
مصیبت زدہ کسی اپنے چشم و چراغ کے سوگ مین بال بکہرائے ہوئے ہے
ستارون کے موہنہ پر ایک اداسی چہائی ہوئی تہی جیسے صبح کے وقت
چراغ بے رونق ہو جاتے ہین آسمان اور زمین کے سناٹے سے یہہ ثابت
ہوتا تہا کہ آج کوئی بڑا واقعہ ہونیوالا ہے لمپ وغیرہ جو روشن کئے گئے تہے
اونکی روشنی بہی دہندلی معلوم ہوتی تہی۔

جب شہر مین نوابصاحب کی علالت کی خوفناکی مشہور ہوئی تو محل دیوانی
کا تمام وسیع صحن اون لوگونکی گاڑیون سے بہر گیا جو استفسار حال کے
لئے آتے تہے۔ صدہا غریب آدمی پیدل آکر مکان کے گرد پہرتے تہے

اور نواب صاحب کی صحت مزاج کا حال دریافت کرتے تھے۔ جس کمرے مین نواب
بستر بیماری پر بے بس اور مجبور پڑے ہوئے تھے اوسکے راستہ پر تمام افسران
سرکاری بھرے ہوئے تھے جب ڈاکٹر کرسی باہر نواب صاحب کی حالت
بیان کرنے آتے تھے تو یہہ سب البتہ اخلاق نوابصاحب محب حسرت
سے ڈاکٹر کا مونہہ تکتے تھے۔ شام کے ۵ بجے بالکل یاس ہوگئی اور ۶ بجے
خیر اندیشونکی امید وبین حشر برپا ہوگیا یعنی خیرخواہ خلایق کا انتقال ہوگیا
انا للہ وانا الیہ راجعون **رباعی** این عمر کہ بے تاب بہ بینی آنزا۔
نقشی است کہ برآب بہ بینی آنزا۔ دنیا خوابی است زندگانی دروے۔
خوابی است کہ درخواب بہ بینی آنزا۔ نواب صاحب کی رحلت کی
خبر پہلے اون لوگون کو معلوم ہوئی جو صحن مین جمع تھے اور جو محل کے باہر تھے
اونھون نے اسکا اعتبار نہین کیا لیکن جبکہ عزیز و اقارب اور احباب اور
مصاحبین کو روتے دیکھا تو اس حادثہ غمناک کی تصدیق ہوئی اور غم و
اندوہ کے نالے بلند ہوے ان رونیوالونکی سسکیون کے سوا بتدریج محل اور
اوسکے اطراف مین ایک کامل خاموشی پھیل گئی۔ جب یہہ خبر شہر مین پھیلی
مردون اور عورتون نے ایسی نالہ و زاری کی گویا اپنے کسی پیارے

قرابت دار کی وفات سے روتے ہین اور واقعی عام و خاص کے ساتھہ اونکا
سلوک ہی ایسا ہی تہا —

جسوقت اعلیحضرت حضور نظام کی گوش مبارک مین یہہ خبر پہونچی کہ مدارالمہام
کی بیماری اونکے حق مین مہلک ثابت ہوئی تو اعلیحضرت کے آنکھون سے
آنسو جاری ہوے یہانتک کہ تسلی اور دلاسا کارگر نہوتا تہا —
وہ لوگ جو اوس شب تا رغم مین شہر کو آئے اور دیکہا بیان کرتے ہین کہ شہر
تصویر ماتم اور شہر خموشان بنگیا تہا گلیو نمین نہ کوئی متنفس نہ کسی قسم کی دہوم نظر
آتی تہی نہ کوئی آواز سنائی دیتی تہی ایک سناٹے کا عالم تہا دو چار آدمی
جو کسی کوچہ مین نظر آتے تھے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ کسی نہایت المناک مصیبت ناگہانی
مین پہنسے ہین اوس شب سی اور کئی روز بعد تک حیدرآباد اوس شخص کے وفات
کی باعث ماتمکدہ بنا رہا جو ریاست کی قسمت کا ستارہ فال نما انیسوین صدی کے
سوم حصہ تک رہا — فی الحقیقت ایسا غم پہلے کبھی نہوا تہا صبح کو سکندرآباد
اور بلارم کی انگریزی چہاونیون مین توپین دغین جنکی ست آوازون نے
وہان اس حادثہ غمناک کی اطلاع دیکر اور زیادہ سناٹا پیدا کر دیا —
نوین تاریخ صبح کے نو بجے جنازہ محل سے باہر نکلا اور جون جون یہہ الم خیز

تابوت گلیون مین سے آہستہ آہستہ بڑہتا تہا اس ماتمی گروہ مین جوق جوق لوگون کی شامل ہوکر رونے اور سسکیان بہرنے سی ثابت ہوتا تہا کہ کہ حیدرآباد کے باشندے کیسی محبت کا تعلق مرحوم سے رکہتی تہی۔ کوٹہون پر عورتون کی سینہ زنی اور باریک آوازون سی گریہ وزاری سننی والون کی کلیجہ پر نشتر کا کام کرتی تہی ہر راستہ پر امیر و غریب روہیلے افغان اور اور لوگ جو نواب مرحوم کے فیضان کرم خلق اتم سی واقف تہی اپنی محسن کے لئی پہوٹ پہوٹ کر روتے چلے جاتے تہی اور ہر چہار طرف ماتم اور ماتمیون کا ہجوم تہا اعلحضرت حضور نظام نے بہی اپنے وفادار وزیر کے تابوت کو جاتے ہوے ملاحظہ فرمایا۔ چونکہ جنازہ گلیون مین سے آہستہ آہستہ جاتا تہا اور آگے آگے ہاتیون پر غریبون کو روٹی اور روپیہ تقسیم ہوتے تہی ہزارون ہی آدمی شریک ہوے یہانتک کہ جب جنازہ دایرہ میر مومن یعنے مدفن خاندان وزیر مرحوم کے قریب پہونچا اژدہام ایک میل سے زیادہ فاصلہ تک تہا۔ ہر ایک متنفس پیادہ پا تہا اور اکثر برہنہ سر تھے۔ ساڑہی دس بجے مدفن مین پہونچی اور اوسوقت چادر گہاٹ سے توپین چلنی لگی جسوقت نواب مرحوم کی میت قبر مین اوتاری گئی جماعت عظیم حاضرین مدفن اور موجودین راستہ ہای قریب نے

شور و نوحہ وغم کو تازہ کیا فوج جو حاضر تہی اوسنے کہلی ہوئی قبر پر تین فیر
بندوقون کی سر کین اور بعد اوسکی جماعت حاضرین آہستہ آہستہ باہر نکلی اور
بہیڑ چہٹ گئی اوسوقت وہ جگہہ ایک عبرتکدہ تہی بعد دفن کے تیسرے دن
متعلقان خاندان مرحوم ومغفور اور نیز بلدہ کے بہت سی لوگون نے قبر پر آکر
رسم سوم ادا کی پہول اور پہولونکی ہار قبر پر ڈالے گئی لوگ مسافر عدم اور
یوسف گم گشتہ کی یادگار رکہنے کے لئی ایسی شایق ہوکر زیارت کے ایک روز
بعد پہول کی ایک پنکہڑی بہی قبر پر باقی نرہی تہی کہ اکثر لوگون نے قبر سی تہوڑی
تہوڑی مٹی یادگار مین اوس شخص کے جسکو وہ پہر نہ دیکہینگے تبرکا اٹہالی تاکہ حرز
جان بنائین یا پر اثر جانکر شفای مرض کیواسطے استعمال کرین - بہت سی لوگ
ہنوز صبح وشام نواب مرحوم کی قبر پر آتے ہین منتین مانتے ہین اور قبر پر غلاف
لگاتے ہین - بعضون کا یہہ عقیدہ ہی کہ وہ مری نہین سب قومون کو وزیر
مرحوم کے ساتہہ کمال ہی الفت تہی اور وہ قومین بہت مدت تک اوسکا غم نہ
بہولینگی - میر مومن کا دائرہ یا مدفن میر مومن جو وزیر مرحوم کی آبائی مکان
ہی نزدیک تالاب میر جملہ کے واقع ہے یہہ تالاب قطب شاہی وزیر اعظم کا
بنایا ہوا ہے جسکا نام میر جملہ تہا اور مشرقی سمت شہر کے واقع ہے -

میر مومن فرقہ شیعہ کے مشہور ولی تھے اور تخمیناً ایکسو تیس برس قبل عہد عبد اللہ قطب شا
ہ سابق اخیر بادشاہ گولکنڈہ کے عہد مین کربلای معلی سے حیدرآباد آئے تھے -
کہتے ہین کہ خاک مقدس کربلا کی وہ اپنے ساتھہ لای تھے اور اُنہون نے قبرستان
کو تدفین اہل تشیع کے لئے اوس خاک کو متبرک کیا - میر مومن مرحوم کا مقبرہ جو
تمام قبرستان مین ہی ایک گنبذ ہی دروازہ سے سیدھے جانب کو تھوڑے
فاصلہ پر واقع ہے اوس مقبرہ مین اونکی نعش اور کتابین جو اون کے مطالعہ
مین رہتی تھین اور وہ چیزین جو اپنی زندگی مین اُنہون نے لکھی تھین اونکے
ساتھہ مدفون ہین - مقبرہ میر صاحب کی چارون طرف دور تک زمین
قبرون سے چھپی ہوئی ہے - بعض قبرون پر نصب شدہ پتھر عربی اور
فارسی مین منقوش ہین - اور بعض قبرون پر سنگ مرمر کی مصفا چوکی
چوگوشہ سلین لگی ہین سے موی پہ کون ہو اپنا گر یہہ سنگ مزار - برائے نام
فقط اک سر مزار رہا - اور بہت سی ایسی مزار ہین جنپر کوئی سنگ نشان تک
نہین ہے کہ زمین صاف اور قبر وغیرہ تمیز کر سکین - نہ گور سکندر نہ ہی قبر دارا - مٹے
نامیون کے نشان کیسے کیسے - اب سنی و شیعہ دونون فرقے یہان دفن
ہوتے ہین - بہت سی قبرون کے بعد وزیر مرحوم کے خاندان کا مدفن

ہے یہہ مدفن بقیہ مقابر سے علیحدہ اور دیوار سے محیط ہو اور اوسکے اندر جانے
کیواسطے ایک چہوٹا دروازہ ہے جسکی سیدہی جانب ایک مسجد اور چہوٹا سا صحن
واقع ہے اسکے پیچہے ایک بڑا چبوترہ ہے جسپر چہوٹے ستونونکی دالان ہے چڑہکی
ہین اوس خاندان موصوف کی قبرین ہین - جناب نواب مرحوم کی قبر چبوترے
کے سیدہی جانب اونکے جد بزرگوار کی قبر کے قریب ہے پہر نواب مرحوم کے
چچا سراج الملک مرحوم اور دادا امیر الملک مرحوم کی قبرین ہین اور نیز بہت
سی اوسی خاندان کی قبرین ہین جو اوسی چبوترے پر واقع ہین اور اکثر ان
قبرون پہ لوح مزار تک نہین اور نقش و تحریر سے معرا ہین - عالم جد اعلی
نواب مرحوم کے پردادا کا مزار جدا ہے باہر ہے چبوترے پر بڑے بڑے
سایہ دار درخت موجود ہین حتی کہ آفتاب کی شعاعین بہت مشکل سے پہونچتی ہین
رات دن نواب مرحوم کی قبر پر حافظ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہین
اور اون لوگونکی امور عبادت مین تائید کرتے ہین جو قبر پر زیارت و فاتحہ
خوانی کے لئے آتے ہین —

قبر پر ایک بڑا بندہا ہوا ہے اون لوگون کی عرضیونکا لٹکا ہوا ہے جو اون سے
آخرت مین کچہ منت چاہتے ہین —

کہتے ہین کہ رحلت سے کچھہ دن پیشتر دایرہ میر مومن پر سے گزر ہوا تو نواب مرحوم
نے قبرستان کی طرف اشارہ کر کے اپنے صاحبزادون سے فرمایا کہ یہہ مقام
ہمارے فرقہ کی آرام گاہ اصلی ہے دوسرے مقامات مین ہم صرف چند روز
ہی مسافر ہین اس بات پر اوسوقت تو کچھہ خیال نہوا مگر اب جن لوگون نے سنا
تہا بڑی درد وغم سے اوسکا اعادہ کرتے تھے کہ وہ شخص جسنے اوسکی تعمیر کی
خود اوسکے احاطہ مین بہت جلد جا بسا —

دفن کے دوسرے دن صاحب رزیڈنٹ بہادر نے اعلیحضرت حضور
نظام کی خدمت معلی مین اور نواب صاحب مرحوم کے صاحبزادون کے
پاس آکر رسم تعزیت ادا کی — فروری کی ۱۲ تاریخ کو نواب میر لائق علیخان
بہادر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر اعلیحضرت قدر قدرت حضور پرنور
کے در دولت پر دربار مین بغرض خلعت تعزیت حاضر ہوے - بندگانعالی
وقت سرفرازی خلعت دوشالہ سپید بار غم والم سے جھک گئے تھے —
تعزیت نامہ وپیام تار برقی ہر حصہ سے ہند کے بلکہ انگلستان تک سے نواب
مغفور کے صاحبزادون کے نام سے چلے آتے تھے - جناب نواب گورنر جنرل
بہادر نے ملکہ معظمہ کی جانب سے تاسف آمیز تار دیا اور خود اپنی ہمدردی

ظاہر کی۔ اس قسم کے تار سیکرٹری آف اسٹیٹ۔ ڈیوک آف سدرلینڈ

سر سٹوارٹ بیلی صاحب مہاراجہ ہولکر اور بہت سے اشخاص کیطرف سے

پہونچے بلکہ تمامی بلدہ اندور میں تین روز تک ماتم برپا رہا تہا —

گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے غیر معمولی گزٹ مین سیاہ قور کے ساتھ اس سانحہ

جانکاہ کو اس طرح مشتہر فرمایا —

"گورنر جنرل ان کونسل بصد حسرت و افسوس نواب مختار الملک سالار جنگ

جی سی ایس آئی نایب ریاست و وزیر حیدر آباد دکن کے انتقال کو جو ۸ فروری

ماہ حال کو ہوا مشتہر کرتے ہین۔ اس واقعہ پر الم سے سرکار انگریزی کا ایک

نہایت تجربہ کار اور مہذب دوست جاتا رہا۔ سرکار نظام کا ایک با عقل

اور خیر خواہ ملازم اور اہل ہند کا ایک بڑا نامی معاون و حامی نیست و

نابود ہو گیا"—

صاحب عالیشان بہادر کی چٹہی موسومہ گورنمنٹ آف انڈیا سے جو معًا بعد وفات

نواب مرحوم لکہی گئی تہی اور جسکا خلاصہ ذیل مین مندرج ہے معلوم ہوگا۔

تمامی لوگونپر نواب مرحوم کی وفات کا کیسا سخت صدمہ ہوا ہے —

فکر و اندوہ جو سالار جنگ کی وفات سے ہر ایک کو لاحق ہوا مین نہین جانتا ہون

کہ اوسکو کیونکر بیان کرون ۔ انسوقت مین ایتلاف عامہ کی یہ بنا ہو کہ اوسی ذات
کا فوت ہو جانا عموما ملتفت علیہ ہی ہر ایک برٹش آفسر جو اوسکی ملاقات سے
مشرف ہوا ہی یہہ سمجہتا ہی کہ گویا اوسکا قدیم دوست گذر گیا ۔ جنہون نے
اونکی تحت مین نوکری کی ہے سہر نکلینگے کہ ایسا ذہی مروت اور مہربان آقا پہر
کہان ملیگا سرکار انگریزی افسوس کریگی ایسی شخص کی وفات پر کہ جسکی خیرخواہی
اور اتحاد برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ گو وہ ریاست حیدرآباد کے منافع ہی کے
نظر سے کیون نہو اسپنے مالک کی خیرخواہی اور محبت سی صرف دوسرے درجہ
پر تہی ۔ سب سی زیادہ تو بندگان عالی کو اس واقعہ کا رنج ہوا ہوگا کسواسطے
سالار جنگ مرحوم نے حضور پر نور کی کیسی خدمت کی تہی ۔ کبہی کسی آقا کو ایسا
وفادار جان نثار نوکر ملا ہوگا اور کیا غضب و حسرت ہی کہ وہ اپنی آقا کی جسکی
بہبودی مین وہ ہمہ تن مصروف رہا ہو تخت نشینی اپنی آنکہون سی نہ دیکہے ۔
ممالک محروسہ مین تمام کچہریان تین روز تک بند رہین اور جریدۂ غیرمعمولی بدین عنوان
مشتہر ہوا جسمین بعد اظہار غم مہاراجہ نراین پرشاد نرندر بہادر منصرم مدار المہام موید
علاوہ اون تعزیت ناموں کے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی تمام امرا و اعزای بلدہ
نے صاحبزادون کے پاس آکر بالمشافہہ رسم تعزیت ادا کی اور اونکی تشفی اور

تسلی و کے لئے کوئی دقیقہ باقی نہچھوڑا - اسوقت مین رنج و مخالفت باہمی بالکل دور ہوگئی بلکہ سب اوس شخص کی وفات کے رنج والم مین مبتلا تھی کہ جو اپنی زندگی مین ہر دل عزیز تہا - نواب شمس الامرا بہادر کے خاندان کو ایک سبب سے یادگار دوامی کے واسطے تحریک ہوا چنانچہ ۱۴ مارچ سنہ ۱۸۸۳ع کو عالیجناب نواب [illegible] اور صاحب عالیشان بہادر اوس مجلس کے صدر نشین ہوئے اور سر [illegible] صاحب بہادر نے مرحوم کو ان کلمات سے یاد فرمایا -

وہ نایب مرحوم کی کارگزاری کا مشروحا بیان کرنا اس موقع پر مجھکو یا کسی اور کو چنداں ضرور نہین ہے اونکی شہرت حیدرآباد سے گزر کر دور دور پہونچی ہے - اونکی قابلیت اعلی اور تصمیم قصد کی ثبوت ہر جگہہ موجود ہین ہند کے جلیل القدر آدمیونکی فہرست مین اونکا نام نامی شریک ہے اور یہانکے باشندے مقبرۂ مرحوم کو مدت تک تعظیم و توقیر کی نظر سے دیکھینگے - یہ تغیر جزوی ایک مثل عمدہ و قدیم ہم اونکی شان مین کہہ سکتی ہین کہ مشہور معروف لوگونکی قبر ہر جگہہ ہے فی الحقیقت ریاست حیدرآباد [illegible] الامرا مرحوم کا مقبرہ ہے ہمارے ملنے کی غرض یہانپر یہہ ہے کہ ایسی شخص کی یادگار کی تجویز کرین جو نہ صرف ہمارا شفیق تہا بلکہ ایک بڑا رئیس تہا مہربان [illegible]

روتے ہین اوس شخص کے واسطے جو اپنے مذہب کا پابند اور ملک کا خیرخواہ
تہا اور جسکو ہمیشہ اس معنی کا خیال تہا کہ میرا بڑا فرض منصبی اپنے آقا کیطرف سے
جو تیس برس تک سرکار ملکہ کا سچا دوست اور معتبر مشیر رہا تہا جس نے
خوف وخطر کے وقت کامل طور پر تہہ دل سے ہماری مدد کی اور خود ہمارے
ساتہہ ہزارہا احسان کئے ۔ حیدرآباد مین کوئی شخص ایسا ہوگا کہ جسکو سے
قصہ نواب مرحوم کی عنایت وحسن اخلاق کا یاد نہو ۔ خود شریف ابن
شریف ۔ اوسنے حیدرآباد مین ایسی نظایر قایم کئے ہین کہ جنکے سبب سے
بہ نسبت اور مقام ہند کے حیدرآباد مین طریق معاشرت بالکل ہی بدل گیا ۔
اپنے عہدہ ہی کی وجہ سے نہین بلکہ فی الحقیقت سر سالارجنگ بہمہ وجوہ جنٹلمین
تہا ۔ اوسکی مہمان نوازی اور فیاضی کی انتہا ہی نتہی اور نیز اوسکی وسعت
خیال بہی بے انتہا تہی ۔ ہند مین کسی جگہہ پر تمامی ملل مذاہب کے مدارس
ومعابد وغیرہ کی تائید ایسی فیاضی سے اور بلا رو ورعایت نہین کی گئی ۔
اگر مین مدار المہام کی کارگزاریونکو بیان کرون تو بہت طول ہوگا اور
بہت سے ایسے لوگ یہان موجود ہین کہ نواب مرحوم کی ذاتی دلکش وجیہہ
کو مجہہ سے بہتر بیان کرسکینگے ۔ مین صرف اسقدر اور کہنا چاہتا ہون

کہ بہی نواب مرحوم سے سرکاری ابواب مین جو سابقہ رہا ہی اوسکو ہمیشہ
مین اپنا فخر و اعزاز کا باعث سمجھون گا "

ابہی وہ وقت نہین آیا ہی کہ ایسی مدبر شخص کے رویہ ذاتی او اوسکی کام کا
ٹہیک ٹہیک اندازہ لیا جاوے لیکن مصنف کو (مولوی سید حسین صاحب
معتمد متفرقات و خانگی) جو سالہای سال اونکی ملازمت سی مشرف اور ہمیشہ اونکی
صحبت سی (خواہ بطور خانگی ہو یا سرکاری) ممتاز رہا ہی گوارا نہین ہوسکتا ہے
کہ اس مضمون سی اعراض کرے اور چند الفاظ تک بہی نہ کہی - آقای
نامدار نے کبہی کسی کام مین عجلت نہین فرمائی - کوئی انتظام کیسا ہی ضرور
کیون نہو کبہی تعجیل سے نہین کیا گیا - تیز رفتاری ریل اونکی مزاج کو خوش نہین
آتی تہی لیکن دہیمی کارروائی اونکو پسند تہی -

اونکی علمی و عملی پالسی مین ذی فہم و ہوشیار مقلد و محقق دونون کے خیال
جمع تہی - قوانین سخت اور آئین کرخت سی اونکو نفرت اور تجاویز انقلاب
آمیز سے انکو گریز تہی - کوئی شخص عادۂ قدیم پر ایسا مستقل نہوا
ہوگا اور جب کسی اصول کا ضعف اوسکی نزدیک ثابت ہو جاتا تو فوراً
اوسکی بیخ کنی سے کبہی دریغ نہوتا - تمدن مین تالیف قلوب و مصالحت

اوسکا مسلک کُلّی تہا۔ اوسکا ایک بہت بڑا اثر یہہ تہا کہ ہر ایک اصلاح خود
بخود ہوجاتی تہی اور لوگون کو ناگوار نہین ہوتی تہی جیسے کہ نو ایجاد چیزین اکثر
پسند ہوا کرتی ہین۔ تمام قوانین حال مین شاید سر سالار جنگ مرحوم نے اپنی رعایا
کی تعصبات مذہبی وقومی کی سب سے زیادہ رعایت پیش نظر رکہی۔ اوس نے
کوئی اصلاح بجبر نہین کی بلکہ اکثر اوقات اوسکو زیادہ نرمی ولینت سے متمم کیا
کرتے تھے۔ لیکن اونکا طریقہ انتظام اور خصلت جبلی رحم دلی اسکی مقتضی تہی
اپنے معاملات ذاتی مین مرحوم ومبرور نہایت منصف وحلیم وراست
باز تھے۔ ملکی لوگون مین تملق کو ایسا ذلیل کوئی نہ جانتا ہوگا اور خوشامدی
جنکو بہت سے لوگون مین رسوخ ہے اوسکی دربار مین بار نہین پاتی تہے۔ اپنی
عزیزون ودوستون پر نہایت شفقت اپنے ماتحتون پر مہربانی اور مروت
سے پیش آتے تھے اون کے ساتہہ خانگی امور مین ودوستانہ طور پر
اور ضرورت کے وقت حتی المقدور ہمدردی اور امداد سے اوسنے لوگو
کے دلون مین وہ جگہہ اور وہ محبت پیدا کی تہی کہ جسکی تمام ہندوستان مین کوئی
نظیر نظر نہین آتی۔ حق تو یون ہے کہ اوسکی کوشش صرف اسی غرض سے
تہی کہ کوئی اپنے حق سے محروم نہ رہے بلکہ اوس سے زیادہ پاوے

اونکو ہر وقت اپنے وقت کا سب باتون سے زیادہ خیال رہتا تہا کہ ضایع نہو کبہی کسی نے اونکو بیکار نہین دیکہا محنت سی محبت تہی اور محنتی آدمی کو پسند کرتے تہے —

کبہی کسی سے بدرشتی بات نہین کرتے تہے ہر شخص کے مراتب کو جیسا وہ ملحوظ رکہتے تہے اوسکا اندازہ نہین ہو سکتا —

اخبارون نے جو نوابصاحب مرحوم کی نسبت رائین ظاہر کین اونمین سے چند درج ذیل ہین —

سر سالار جنگ کے انتقال سے صرف حیدرآباد کو ہی نہین بلکہ تمام ہند کو رنج ہوگا اوسکی قوای عقلی بہت قوی تہی اور تمام روسای ہند مین بنظر تدبیر اسوقت کوئی اوسکا ہمسر نہین ہے اوسکی جگہہ کا پر کرنا آسان نہوگا —

سرکار نظام کا ملازم وفادار — سرکار انگریزی کا دوست صادق — مرحوم نے عنان سلطنت فتنہ وفساد کے وقتین ہاتہین لی کہ جسوقت عرب اور روہیلون نے تمام ملک کو پریشان کر رکہا تہا یہہ اوسیکا کام تہا کہ جس نے بتدریج اپنی جرائت واستقلال سے سرکش اور مفسدونکو مطیع کیا اور ملک مین امن قایم اور افلاس دور کیا — محنت وتجارت کو فروغ

مالگزاری کی افزایش اور ملک کو قرضہ کے بار گران سے سبکدوش کیا" جام جمشید

"سر سالار جنگ کی وفات سے ہند کو وہ نقصان ہوا ہے کہ فرانس کو گیمبٹا کے مرنے سے نہوا ہوگا بلکہ منتظمون مین آج کل عقیل و ہوشیار شخصون کا ایسا قحط ہے کہ ہند مین ایسے شخص کا مرجانا زیادہ موجب تاسف ہوگا بہ نسبت فرانس یا انگلستان یا یورپ کے کسی مہذب ملک کے جہان ہوشیار لوگ کثرت سے ہین سر سالار جنگ کی وفات سے ہند کا بڑا شریف وزیر جاتا رہا دفعتہً انتقال ہونے سے اور بہی لوگون کو پریشانی ہوئی - اس مملکت وسیع مین سر سالار جنگ کا نام ہر بچہ کو معلوم تہا اور اوسکی بیوقت مرنے سے سب لوگون کے دلونمین زخم کاری لگا" راست گفتار -

"بنظر لیاقت و قوت سر سالار جنگ کچہہ تعجب نہین ہے کہ اوسکی وفات تمامی حیدر آباد کے واسطے موجب ملال ہو - اسکی وفات نے حیدر آباد مین اور رنگاچارلو دیوان میسور کی وفات نے میسور مین اسوجہہ سے کہ ہر ایک ان دونونمین اپنی ریاست کے واسطے ازبس مفید تہا - تمامی جنوبی ہند کو تیرہ و تاریک کر دیا اور دونون کے انتقال سے ترقی اور عمدگی انتظام کو بڑا نقصان پہونچا ہے کہ جسکی تلافی محال ہے" سپہہ واتیزہ

افسوس کہ ہند کا بڑا لایق شخص گزر گیا کہ جسکی سبب تمامی ملک مین در و دیوار سی ماتم برس رہا ہے۔ ایسی وقت مین کہ اونکا رہنا سرکار ہند کو مفید تھا اور ایسی وقت مین کہ اونکی ملازمت سرکار نظام کے واسطی نہایت ضروری تھی سر سالار جنگ اب اس دنیا مین نہین ۔

ریاست دکن کو جسکو سر سالار جنگ نے افلاس کے جنگل سے چہوڑا کر مرفہ الحال کیا۔ اور اوسمین امن وامان قایم کیا اوس شخص کو کہ ناگاہ پنجہ اجل مین گرفتار ہوا مدت مدید تک یاد کرینگے ـ سرکار ہند کو وہ سچا دوست یاد آویگا جو ہمیشہ بہلی اور بری وقت مین اونکا وفادار رہا۔ ہند کے لوگون کو ایسا شخص کہان میسر آویگا۔ تعلیم یافتہ مسلمان ہندو اور پارسیون کا مربی اور فیاض دوست ناپید ہوگیا ـ ریاست اور ملک زمانہ دراز تک اوسکے غم والم مین مبتلا رہینگے ـ کہ جسکی اچانک مرنے سے زردی زمین پہ ماتم چہا رہا ہے ۔ بمبی کرانیکل ـ

سخت افسوس ہے کہ ہند کا بڑا مدبر اور جو سرکار نظام کا فخر تھا اوسنے جہان فانی سے کوچ کیا ـ اوسکو ہند کا پرنس بسمارک کہنا چاہیے ـ اوسکی اصول حکمرانی بعض اوقات بعض انگریزی مدبرون سی قابل ترجیح تہے ـ شاید

حیدرآباد مین ایسا وزیر نہوا ہی اور نہوگا - اور سرکار نظام کو جو اس
واقعہ سی نقصان ہوا اوسکی تلافی تو ممکن ہی نہین - اور اب ملک برار کی واپسی
کی بہی بہت کم امید ہے - دیوان کیا وہ بجای خود نظام تہا اور حیدرآباد
کی یہہ حیثیت موجودہ کہ قابل رشک ہی صرف سر سالار جنگ کی جان فشانی
اور وفاداری کے سبب سی ہوئی ہے گجراتی -

سر سالار جنگ کی رحلت کیا ہوئی کہ ایک بڑا منتظم و مدبر شخص جو ہند
مین انگریزی عہد مین پیدا ہوا تہا جاتا رہا - یہہ اوسی کی قسمت مین تہا کہ
اوسنی اپنی ابتدای حکومت مین تہلکہ اور تزلزل کے وقت مین سرکار انگریزی
کے ساتہہ لاجواب سلوک کیا اور پہر اپنی ہموطنون کی نظر مین وہی وقعت
و اعتبار اس وجہہ پر قایم رکہا کہ شاید کسی دوسرے کو اتنا نہوا ہو - وہ خود
ایک فرد تہا اوسکی قوای عقلی مین مناسبت باہمی - احتیاط و استقلال کا
ایک جا جمع ہونا ان سب اسبابون سی اوس نے خطرات کو دور رکہا -
خطرات بہی ایسی جو کم محتاط یا کم مستقل مزاج کو تباہ کر دیتے - ان وجوہ سے
اوسکو وہ قوت و شوکت حاصل ہوئی کہ جو پیشتر کسی وزیر کو حیدرآباد
مین نصیب نہین ہوئی - اگرچہ مشکلات اور پیچیدگی معاملات نہایت سخت تہین

اسمین کوئی شک نہین ہے سر سالار جنگ کی بہت بڑی آرزو یہہ تہی کہ ممالک
مقبوضہ کو جو لارڈ ڈلہوسی کو دیئے گئی تہی مسترد کرا وے - اس خواہش
حب الوطنی کو فخر خاندان سنے اور بہی تقویت دی - چند سال پیشتر اس معاملہ
مین اوسکو اور سرکار انگریزی سکے باہین جو مناقشہ ہوا اوسمین فی الحقیقت نفسی
مسئلہ پر تو بحث ہی نہین کی گئی اور نہ اوسکے عیب وصواب پر کبہی خیال
کیا گیا - اور گورنمنٹ آف انڈیہ نے جو اس موقع پر ہٹ دہرمی ظاہر کی اوس
سی سر سالار جنگ کو جنگ اخلاق مین ایک ایسی بڑی ظفر حاصل ہوئی کہ ہرگز
سرکار ہند سکے مفید مدعا نہین ہو سکتی تہی - اس بیان سی ہماری یہہ غرض
نہین سہے کہ ہر اسکے مسئلہ کے عیب وصواب پر اپنی رای ظاہر کرین -
بلکہ صرف ایک واقعہ تاریخی کا بیان مقصود ہے جسکو حامئین سرکار ہند بہی
تسلیم کرینگے - نظام کا پرنس آف ویلز سے ملاقات نکرنا اسی جد وکد کا
نتیجہ تہا - اکثر لوگون کے خیال مین ہنوز یہہ امر تازہ ہوگا پس صرف اسقدر
کہنا کافی ہوگا کہ سر سالار جنگ نے بسبب اپنے صبر اور لیاقت کے اور
فہم و فراست کے بہار - ایک دوسرے مرتبہ عمال دفتر خارجیہ پر غلبہ حاصل کیا
اوسی تکرار مین جو اونہون سنے کم عقلی سی پیدا کی تہی اس قضیہ مین جو تفرر

شرکیب مدار المہام سے متعلق ہو نواب مرحوم نے ضد بی سو د جا نکرا وسکی
خوش اسلوبی پر سر تسلیم کو خم کیا کہ جس سے اوسکی ذاتی عقلمندی اور منتظمانہ تدبیر
کا ثبوت کامل ظاہر ہوا اور واقعات حال نے اوسکی تسلیم کی داد دی ہے
لیکن بعد ازان اختلاف باہمی سرکار ہند و وزیر دکن دور ہو گیا - مگر سب
ضابطہ قرار دیا گیا کہ مسئلہ برار مین تا بلوغ حضور پر نور بحث نکی جاویگی -
باوجود اس التواکے عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہی کہ ایک قرار داد الیسی ہو نظام
کے حق مین مفید ہو ٹہر چکی تہی - یہہ مصالحت (اگر مصالحت ہو تو خواہ
خود قرار داد سمجھی گئی ہو یا آئندہ بحث کی بنا قرار پائی ہو بہر حال اب اوسکی
تفتیش کی کچھ ضرورت نہین ہے اس بڑے منتظم کے انتقال سے تو معاملات
بالکل ہی بدل گئے کہ اوسکی قوت ممیزہ اور دیانت پر سرکار کو اعتبار
کامل تہا - حقیقت تو یہہ ہی کہ سر سالار جنگ کا جانشین ملنا محال ہے -
ہان کوئی شخص ایک چند روز کے واسطے اوسکی جگہہ پر مامور ہو سکتا ہو اور
وہ کاروبار ریاست کو اس طریق پر انجام دیسکتا ہی جسکو مرحوم نے بنا کیا
تہا لیکن سر سالار جنگ ثانی نہین ملسکتا اور جگہہ جو اوسکے وفات سی
خالی ہوئی ہے اسوقت تو کوئی ملکی منتظم ہی نہین جو اوسپر مامور ہوسکے گو کبہی بڑے

نواب سر سالار جنگ کی وفات کی خبر سے ایک جہانکو رنج و افسوس
ہوا ہوگا نہ صرف ہندوستان مین بلکہ انگریزی مقبوضات مین جہان اوسکی لیاقت
تدبیر و انتظام کی شہرت ایک مدت سے ہو رہی تہی - حیدرآباد مین ایسے وقت
کہ حضور عنقریب مسند شاہی پر جلوس فرمانے والے تہے وزیر کا مرجانا خالی از
دقت نہوگا - اور ہند کے مسلمانون اور گورنمنٹ آف انڈیا کو یہہ اتلاف
سخت ناگوار ہوگا یہہ سر سالار جنگ کا ہی حوصلہ تہا کہ جسنے ممالک نظام مین
کہ ہند مین ایک بڑی ریاست اسلام ہے صلح و امن اور اوسکی انتظام مین
بڑی ترقی کی اب اوسکا اوٹہ جانا ایسی حالت نازک مین نہ خود نظام بلکہ تمام
رعایا کو بہی پریشانی کا باعث ہوگا اب کوئی شخص ایسا موجود نہین کہ
اوسکا جانشین ہوسکے اوسوقت جو پیچیدگیان ظاہر ہونگی تعجب نہین کہ
مخل انتظام ریاست ہون - مگر حضور کو اطمینان رکہنا چاہیے کہ سرکار ہند
ہر وقت اور مشکل مین حتی المقدور اونکی معاون اور مددگار رہیگی
اور وزیر باتدبیر کے انتقال سے جو نقصان ہوا ہے حتی الوسع اوسکی تلافی
سعی کریگی ۔ از (پائیونیر)

: سر سالار جنگ کے مرنے سے ہند کا ایک بڑا مدبر جاتا رہا - سید ... آدمی

خوش نصیبی کہ اوسکو ۱۸۵۳ء سے ایسا لایق وزیر ملا - سرکار ہند نے بھی
اپنے تئیں ایسا ہی خوش نصیب جانا کہ سرکار موصوف کو ایسے شخص کی دوستی
پر اعتماد کرنا پڑا کہ جسکی قوت رائے اور بھلائی کرنیکی بہت بڑی تھی - ایام
غدر میں بہت کچھہ منحصر تھا - نظام کی طرز کارروائی اور نظام کا قصد بنا بر
نمایندہ سرکار وزیر کی رای سے تھا ۱۸۶۸ء میں جبکہ نظام اور سر سالار جنگ
میں کچھہ اختلاف واقع ہوا تھا جس سے فساد ظاہری متصور تھا اوسوقت
میں ہمارے رزیڈنٹ نے دفتر خارجیہ کو لکھا اور سر سالار جنگ کی نسبت
اپنی رای شد و مد سے ظاہر کی کہ سالار جنگ کی علیحدگی سے ناالفی ملک کی
کا اندیشہ ہے چنانچہ گورنر جنرل نے اس رای سے اتفاق کیا " سول ملٹری گزٹ
شب پنجشنبہ کو ایک ایسا شخص دنیا سے گزر گیا کہ تمام ہند میں یکتا تھا
جسکی بڑی خوبی یہہ تھی کہ اوسنے چوتھائی صدی سے زیادہ سلطنت میں صلح و امن
کو قایم کیا تھا - سر سالار جنگ وزیر حیدرآباد کا مرنا صرف ایک چند
ہفتہ قبل تخت نشینی نظام [illegible] اگرچہ تھوڑی
دن سے اوسپر انگلنڈ کا اعتبار کسیقدر کم ہو گیا تھا تاہم وہی شخص تھا
کہ جسپر جنوبی ہند کے صلح کا دارومدار تھا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ شخص

حکومت کے واسطے موضوع تھا اور اسکی تجربہ اور استقلال ہی سے حکومت
کا ڈھنگ اور ترقی کا راستہ پڑا ایسی شہر مین جو تمامی ہندمین شہرہ دیگر جگہ
مشہور ہے یہہ اتلاف سب کو ناگوار ہوگا نہ صرف شاہ دکن کو بلکہ اوس
سرکار کو بہی کہ جسکی نزدیک وہ اپنی انتظام کا ذمہ دار تہا۔ ایسی وقتمین ایسی
شخص کا مرجانا خالی از دقت نہین ہے" انڈین ڈیلی نیوز۔

سر سالارجنگ کی وفات کی خبر سے عموماً ایک بڑا صدمہ ہوا ہوگا
ایام غدر سے حیدرآباد کی امن و امان کو مرحوم کے ساتھ ہماری ذہن مین
ایسی نسبت قایم ہوگئی ہے کہ اب یہہ کہنا دشوار معلوم ہوتا ہے کہ بعد
اوسکے آیندہ ریاست کی کیا حالت ہوگی؟ جب ہم حیدرآباد کی
قدیم حالت پر نظر کرتے ہین اور سوچتے ہین کہ غدر مین کیا صورت ہوتی
بلکہ غدر کے بعد بہی کیا نوبت ہوتی تب ہمکو اس بڑے مدبر کی شکرگزاری
لازم ہوتی ہے جسنی حیدرآباد پر حکومت کی اور سرکار انگریزی کا
خیرخواہ رہا [illegible] ملکی شخص کو ایسی ذمہ دار کا کام تفویض تہا جیسا
کہ سر سالارجنگ کو اور شاید کسنی ایسے فرایض منصبی ایسی عمدگی سے
ادا بہی نہین کیا۔ اوسکی عہد حکومت مین کہ طویل تہا اوسکو [illegible]

کامیابی حاصل ہوئی اور باین لحاظ کہ اوسکو بڑی متعصب ریاست سے سابقہ تہا ہم کہہ سکتے ہین کہ اوسنے اصلاح انتظام اور مغربی تہذیب کے رواج دینے مین بڑی احتیاط اور دانائی صرف کی - فی الحقیقت اسوقت ہمکو زیادہ اس امر مین خیال نہین سے کہ اوس نے حیدرآباد اور تمام ہند کے واسطے کیا بہلائیان کین - بلکہ زیادہ یہہ خیال ہے کہ اونکا جانشین کون ہوگا - اوسکی وفات سے حیدرآباد مین ایسی جگہہ خالی ہوئی ہے جسکا معمور کرنا آسان نہوگا - اوسکی وفات اور بہی زیادہ افسوس کے لایق اس وجہہ سے ہے کہ ماہ اپریل سنہ آیندہ مین وہ حضور کے ساتہہ انگلستان کو جانیوالا تہا " مدراس میل -

ایسے بڑے مدبر کی وفات کی خبر نے کہ تمامی ہندمین مشہور تہا ضرور تہلکہ عام پیدا کیا ہوگا اور ذرا شک نہین کہ اس سانحہ پر الم کے سبب سے بڑی بڑی پیچیدگیان ہونگی - جنکا اثر ملکی معاملات پر کچہہ کم نہوگا - تمامی جزیرہ نمائی ہند مین حیدرآباد اول درجہ کی ریاست ہے اور سرکار ہند کو اوسکی وجہہ سے معاملات ملکی مین ہمیشہ دقت ہوتی رہی ہے مگر سالار جنگ کے زمانہ سے اسکا رنگ بالکل بدل گیا تہا یہان تک کہ

بجای شورش اور فساد کے ہم اوسکو صلح مند اور ترقی پسند ریاست سمجھنے لگے
تھی مگر اب کہ وہ اعلی دماغ اور مستقل مزاج حاکم جاتا رہا تو اونکی انجام کی
پیشین گوئی کرنا آسان بات نہین ہی ۔ رئیس ہنوز نابالغ ہی اور زیر تعلیم اور
ہم یقین کرتے ہین کہ سرکار انگریزی کو نایب رئیس پر اسقدر اطمینان نہین
ہو جیسا کہ سالار جنگ پر تہا ۔ نہ صرف یہہ ہو کہ اوسنی انتظامی اصلاح ایسی سرکش
متعصب لوگون مین انگریزی اصول پر کی تہی ۔ اور نہایت احتیاط و دوکانداری
کے ساتہہ بلکہ انگریزی سرکار کے ساتہہ اوسکی سرگرمی و وفاداری مستقل
ومشہور تہی بلکہ ایسی تکلیف کے وقت مین مرحوم کے بارہ مین بلا تامل کہا
جاسکتا ہی کہ بہ نسبت کسی ملکی شخص کے اوسکا عہدہ نہایت دشوار ذمہ دار
و نازک تہا تاہم اس حالت مین بہی اس عمدگی سے عہدہ بڑا ہوا کہ تمام اہل تمدن
کی تحسین و آفرین کے لایق ہے ۔ مرحوم کی جگہہ کے واسطے دوسرا شخص
میسر آنا نہایت ہی دشوار ہوگا اور جس کسی سے اوسکو سابقہ پڑا تہا ۔
یا ملاقات تہی وہ مدت مدید تک اوسکو نیکی کے ساتہہ یاد کرینگے ۔ مدراس اتہنیم

سر سالار جنگ کی وفات سرکار نظام اور سرکار انگریزی دونون

کے واسطے موجب تاسف ہی ۔ اوسنے اپنی فرایض منصبی اور سرکاری

کام کو ہمیشہ کمال جانفشانی اور غایت دیانت اور ایسی خوش اسلوبی سے انجام دیا کہ دکن میں جسکی نظیر نہین ۔ اسٹیٹسمین ۔

سر سالار جنگ کے اوصاف حمیدہ بنظر تمدن و تدبیر جن سے تمام جہان واقف ہی اونکی ہم کیا داد دیسکتے ہین ۔ اوسکی وفات ہند اور انگلستان دونون کے باعث ملال ہے لیکن اس موقع پُر الم پر اسقدر بیان کرنا تو ہمپر واجب ہی کہ سر سالار جنگ کیا مرا گویا فرقہ کیتھولک کا بڑا محسن و حامی جاتا رہا ۔ حیدر آباد مشن پر تو اوسکے بڑے بڑے احسانات ہین اور ہمکو خیال ہوتا ہی کہ ایک بار سے زیادہ خود پوپ نے ان احسانات کا شکریہ ادا کیا ہے ۔ بمبی کیتھولک انگزامینر ۔

سر سالار جنگ کے انتقال سے ہند کا ایک اعلی درجہ کا منتظم بڑا مدبر و واقف کار شخص اوٹھہ گیا جو سرکار ہند کا سچا دوست اور محب وطن تہا ۔ مرحوم کی تمام ہند شاید مثل اکبر پادشاہ کے وزیرون کے یاد کریگی اور اگر انگلستان کا مشرقی سلطنت لینا جایز ہوسکتا ہی تو صرف اس ہی بنا پر کہ اوسکی حسن انتظام سے مثل سالار جنگ کے پیدا ہوے ۔ ہندی مسلمانونکی بدنصیبی تہی کہ ایسا فیاض شخص دنیا سے دفعتہً اوٹھہ جاوے ۔ کیونکہ اوسکے

افعال مثل خمیر کے تمام قوم کے لئے موثر تہی - مرحوم کی فراست اور استقلال
اور وفاداری پہلے درجہ کی تہی - گو یہ استقلال بعض اوقات ہٹ دہرمی
کے درجہ تک پہنچ جاتا تہا - مثلاً نتیجہ دیوانی عدالت سے ... مشرقیت
بیرونجات پر نفرت ظاہر کی ہمارے نزدیک تو اونکی ذہین اور کوئی
برائی نہتی - اونکی پولیٹیکل قوت تو بڑی تہی ہی لیکن اونکی محاسن اخلاقی
اوربہی زیادہ تہے - اونکی صورت اچہی اطوار پسندیدہ نیک طبیعت اور
یادلی جنہوں نے اونکو دور دور تک مشہور کیا ایسی تہی کہ جو مشرقی امیر رئیس
ہونا چاہئے - ایسا سچا دوست نظام کو پہر نہ ملیگا اونہوں نے کار مفوضہ کو نہایت
خیرخواہی سے انجام دیا بالحاظ اس امر کے سرکار انگریزی نے بہت تحسین کی پارلمنٹ
سے اعتراض بیجا تہا اونکا اتلاف ملک کے واسطے لاتلافی ہے -

انڈین اسپکٹیٹر

ہندوستان کی ایک عزیز و بیش بہا جان تلف ہوگئی یعنی نواب سر سالار جنگ
وزیر سرکار نظام حیدرآباد تہوڑی سی بیماری کی بعد دفعتہ پنجشنبہ گذشتہ کو اس
جہان فانی سے رہگئے - اس سانحہ پرالم سے حاکم و محکوم دونوں کے واسطے
یہ اتلاف لاتلافی ہے - انگریزوں کا ایسا دوست جسپر مصیبت آمدہ تاشنگی

وقت ایام غدر مین اوسکا ساتہہ دیا اور مرتے دم تک اونکا دوست رہا۔ ملک ہند کا ایسا بڑا شخص کہ جسپر فخر کرنا درست اور بجا تہا استقلال مزاج فہم و فراست مفید و ناگزیر ابواب مین اوسکی ذہن کی رسائی کے سبب سے تمام ملکی مدبرونمین اونکا درجہ بڑہ گیا۔ عموماً سب اوسکو پسند کرتے تھے اور رعایای نظام اوس سے دلی محبت رکہتی تہی سالارجنگ نے باوجود نسبت اپنی مدعا کو ہاتہہ سے ندیا۔ بلکہ اپنی مصلحتون کو ایسی دلجمعی سے عمل مین لایا کہ اوسکے ہم عصر اوس سے اکثر گہبراتے تہے۔ اپنی اصول سے ہرگز تجاوز نکرنا گو حکام صدر سے اختلاف رای کیون نہوتا ہم سرکار انگریزی کی خیرخواہی ہمیشہ پیش نظر رکہنا فی الحقیقت حکومت انگریزی وعقاید اسلام کے درمیان واسطہ خیر تہا۔ از ہندو پرکاش ــــ

سر سالارجنگ کی وفات سرکار نظام کا ایک ستون ریاست جاتا رہا اور سرکار انگریزی کا دوست صادق کہ جسکے خیرخواہی آزمایش کے وقت مین ثابت قدم رہی ــ مدراس ٹائمس ــــ

تمام قوم پر عجب طرح کا صدمہ ہوا ہی۔ سالارجنگ مین کوئی عجیب بات تہی کہ جس سبب سے ہند مین وہ ہر دل عزیز تہا۔ کہین کیوں نہ جاؤ لیکن یہہ بات

ہوگا کہ گویا ہر شخص کا عزیز جاتا رہا — کیا جوہر تہا اوس شخص مین جو بیچارہ اجل
مین گرفتار ہوا کہ جس کے سبب سی ہر شخص نہ ہند مین بلکہ تمام یورپ
اور ہندوستان حصہ دنیا مین اوسکو عزیز رکہتا تہا — بجز حب الوطنی اور کچہہ نہ تہا
حب الوطنی بہی آجکل کی سی نہین بلکہ قدیم زمانہ کی — تیس برس گذرے عرصہ
ہوتا ہی کہ اوسنی حیدرآباد پر حکومت کی اور جس وقت وہ کار ہائی سرکار کو ہاتہہ
کہ شاید کسی دوسرے سلطنت مین ملک اور دولت مین کمی ہو — حیدرآباد کو
انتہا درجہ کی بدنظمی سے نکالکر اوسمین ایسا امن قایم کیا تہا کہ جہانتک
پیشتر بغیر جمعیت کثیر ہمراہ ہوئے دس قدم نکلنا مشکل تہا آج وہ بلحاظ امن و امان
مثل ممالک انگریزی ہوگئے ہین اگرچہ اسوقت بہی ایسے لوگ موجود ہونگے
جو مرحوم کے انتظام سے ناخوش ہونگے مگر وہ لوگ وہی ہونگے جنکو نفع
بدانتظامی اور طوایف الملوکی مین ہے — مرتبہ —
اوسکی عہد حکومت پر نظر کرنی سی معلوم ہوتا ہی کہ سر سالار جنگ مرحوم
جانشین انگریزی حکومت ہی کیا اسکی موضوع تہا — نہ صرف یہہ کہ اوسنے اہل شر
و فسادیون کو درست کیا بلکہ تمام رعایا اور سرکار انگریزی اوسکی قدر اور
عزت کرتی تہی — قوم فاتح کا بڑا دوست اور سب نے غریب و امیر مین

میزان انصاف کو برابر رکہا - ایسے وزرار تو بہت سے ہونگے کہ جنہون
نے تجارت وصنعت کو فروغ دینے سے اپنے ملک کا محاصل بڑہایا ہو مگر
تمامی ہندمین ایسا کوئی کم ہوگا کہ جسکے دم مین صلح قایم رہے ہی قیصر ہند ـــ
سر سالار جنگ کے وفات سے کہ ہندمین بہت بڑا وزیر تہا عمومًا تہلکہ
پڑگیا اور رنج والم جو یہان برپا ہے انگلستان اور تمامی مغربی ممالک
مین بہی ضرور ہوگا اوسکو پرنس بسمارک سے تشبیہہ دینا تو شاید خالی از
مبالغہ نہوگا - لیکن کوئی شک نہین کہ ہندی منتظمون مین کوئی اوسکا
ثانی نہین ہے " از بمبئی سماچار ـــ

جسوقت سر سالار جنگ عہدہ وزارت پر ۱۸۵۳ء مین مامور ہوا
اوسوقت خالصہ کرنیکا طریق مروج تہا - حیدرآباد کی حالت نہایت نازک
تہی اور خالصہ ہونے سے صرف اسطور پر امان پائے کہ صوبجات برار ضمانتًا
کنٹنجنٹ نظام کے مصرف کے واسطے لارڈ ڈلہوسی کو دیدئے گئے تہے ـــ
اس وزیر کو ملک مذکور واپس نہوا اور اوسنے التجا کرنا اس موقع
پر ذلیل جانا ـــ اوسکو معلوم تہا کہ باقی ملک قبضہ نظام مین صرف اس
امر کے ثبوت پر رہ سکتا ہے کہ ہندی وزرا بہی مثل انگریزون کے عقلمندی سے

حکومت و انتظام کا مادہ رکہتی ہین اور کر سکتی ہین پس اوس نے حیدرآباد کو
دیسی ریاستون مین انتظام کا نمونہ بنانے مین اپنی عمر صرف کی - تیس برس تک
اوس نے صرف اسیہی نشاء سے کام کیا - اگرچہ کمال افسوس تو یہی کہ وہ اور
چند روز نہ جیا کہ اپنی عمدہ انتظام کو انجام کو پہونچاتا - مگر یہہ تسکین ہی ہے کہ
وہ اسقدر تو جیا کہ دکن کو اپنی آنکہون سے مرفہ الحال اور منتظم دیکہے اور سرکارین
کے درمیان بناے روابط دیرپا و طرفین کی خوشنودی اور تعظیم باہمی پر بہی جاوین
ایسی شخص کی نسبت تمامی جزیرہ نماے ہند مین عموما ملکی لوگونکی راے پر بڑا
اثر ہونا چاہیے اور والیان ہند کے دیسی حکام نے سرکار انگریزی کی شوکت
و تجمل کو دیکہہ کر معلوم کیا ہوگا کہ جب تک وہ منصف و مستقل مزاج اور
شایستہ ہین انکی آزادی مین فرق نہین آسکتا - نواب سر سالار جنگ
اوسکی مصداق بلکہ اوسکا وکیل تہا - اگرچہ ابتدا مین انکو طرفداری نہ ہی ہو
مگر عموما انگریزونکے نزدیک تو تہا اوسنے دکن کا انتظام کیا اور انتہا
درجہ خطرہ مین انگریزی سرکار کا خیرخواہ رہا - اس فعل سے اوسنے گویا دیسی
ریاستون کو خالصہ ہونے سے محفوظ رکہا - دوسری ریاستون نے بہی اسکی
پیروی کی پس دوسرے خودمختار ریاستین بہی جو ایام غدر مین ہمارے

رہین اونکا ممنون ہونا انصاف سے بعید ہے یہہ اوسہی کی جرات تہی اور اوسنے جو نظام کی ریاست کے انتظام مین نظیر قایم کی اوسہی کا سبب تہا کہ خالصہ کر لینے کا طریقہ ترک کیا گیا اور دیسی ریاستون کی حکومت و خودمختاری قایم ہوی ہوئیں —

ہندوستانیون مین صرف سالارجنگ ہی ایسا شخص مشہور تہا کہ جسکو یہان کے لوگ جانتے ہین کوئی نہین کہہ سکتا کہ وہ محب وطن نہ تہا۔ سرکار انگریزی کا خیرخواہ اور اوس سے دوسرے درجہ پر اوسکی ذاتی وفاداری اپنے آقا کے ساتہہ مشہور ہے اور صدق دل سے چاہتا تہا کہ کاروبار ریاست آئین بہین انجام پاوین — تمام ہند مین حیدرآباد مین پہلے درجہ کی طوائف الملوکی تہی یہانتک کہ اودہ سے بہی زیادہ گڑبڑ تہی اوسکو مثل انگریزی علاقہ کے منتظم اور مرفہ الحال کیا - اوسکی دارالسلطنت مین ریل اور تار برقی دونون موجود ہین - ہر سمت مین عمدہ عمدہ سڑکین - اور مردم کا تجمان الیسا ہو مین ان اچہا ہو تہ وہ معلوم ہوتا ہے کہ جس سے اوسنے گولکنڈہ بیدر اور اورنگ آباد قدیم شہرون کو وقت سے محفوظ رکہا - اوسکو دل کی بڑی آرزو یہی تہی ہوسکے پانی لینے پاتا

واپس ملنا جو اوسکو وزارت کے تین مہینے پہلی سرکار انگریزی کی تفویض کیا گیا تہا اُس مقدمہ کے عیب و صواب سے ہمین اسوقت کچھ بحث نہین ہے۔ ہمین اس امید سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ سر سالار جنگ کی زیست کی طرز اور اوسکی کام نمونہ ہون۔ اور دوسری اوسکے ہم مذہب اور ہم قوم وزراء کے واسطے لیے عنقریب مصر کا انتظام کرنے والے ہین نظیر ہون۔ ڈیلی نیوز

سر سالار جنگ کا بیوقت مرنا صرف ۵۴ سال کی عمر مین حضور نظام کے واسطے کہ قریب تخت نشین ہونیوالے ہین موجب دقت ہوگا۔ اور نیز اس بڑی مسلمانوں کی ریاست کے واسطے۔ [illegible] مسلمان وزیرون اول درجہ کا شخص تہا کہ جس سے نہ صرف [illegible] بلکہ فراست و اعلی خیال جو ہندوستانی عمدہ منتظمون کو حاصل ہے ثابت ہوتی ہے۔ فارسی و عربی [illegible] انگریزی گفتگو مین ایسی مہارت رکہتا تہا جیسی کہ اردو مین۔ اور مغربی علوم کی تحقیقات جدیدہ سے ہمیشہ مطلع رہتا تہا۔ اگر ایسا شخص ۱۸۵۷ء مین دہلی کے باغیون کی مدد کرتا تو ہمکو فتح پانا آسان نہوتا۔ انگلستان کو ضرور ہے کہ اس ماتم مین شامل ہو جو حیدرآبادیون نے اس فرشتہ و متدین اور شریف مسلمان کے قبر پر ظاہر کیا ہوگا۔ ڈیلی ٹلیگراف۔

سر سالار جنگ کی احتیاط و ہوشیاری سے ریاست کو بہت ترقی ہوئی اور خزانہ کی حالت کی بہتری لوگوں کی بہبودی کی علامت ہے۔

حیدرآباد کے ملکی معاملات ایسے پیچیدہ ہیں کہ چند الفاظ میں بیان نہیں ہوسکتی مگر جنکو دیکھنے اور رائے دینے کا موقع ملتا رہا ہے بیان کرتے ہیں کہ شریک مدار المہام کے مقرر ہونے سے جوم کی کسقدر خفت تو ہوتی ہی تھی بلکہ ریاست کی بدنظمی و بدعنوانی بھی کم نہوئی۔ سرکار انگریزی کو صرف اپنی وفادار دوست کے مرجانے کا رنج ہی نہیں ہے بلکہ ایسی تدابیر بھی سوچنی پڑینگی کہ جس سے اس خوف و خطر کا تدارک ہو جو اسکی انتقال سے متصور ہے۔ اسٹانڈرڈ

گو سر سالار جنگ کی خیرخواہی صرف اس عقیدہ پر مبنی تھی کہ ہماری قیام حکومت پر اوسکی آقا کے خاندان کی سلامتی منحصر ہے تاہم انگریز اوسکو کم یاد نکرینگے۔ زبان انگریزی میں مہارت کامل۔ مغربی خیالات سے واقفیت بلکہ مشرقی نظر سے فارغ التحصیل۔ اور اپنی مذہبی روایات اور احادیث پر مرتے دم تک ثابت قدم۔ بنظر تربیت جنگ بہادر سے بالکل مختلف مگر بنظر محدود وجودی تجربہ کے بالکل مشابہ۔ کیونکہ ایک مدت تک وہ وزیر رہ چکا تھا قبل اسکے کہ حیدرآباد سے قدم باہر رکھا ہو۔ انگلستان

نفرت اوسنے اور کچھ نہ سیکھا [illegible] واسطے کہ انگریزی سوسایٹی مین تحصیل
کا شوق اور سرکاری کام مین خیال کا دقیقہ — اور نہ اوسکے اقربا مین طریقہ کارروائی
کی کہ جسپر رای کا مدار ہے وقعت بڑہا کر جسقدر تو اوسکے [illegible] ہوتا
وہ انگریزی شکرگذاری ہی جانتے ہین — باوجود اسکے اوسکا [illegible] ہر وقت بڑا
خوف تہا — ابتدای زمانہ فتنہ وفساد کے فرو کرنے اور ریاست کی بدنظمی
دور کرنے مین گذرا — اور اس سعی مین امراے سے ہر روز ایک نیا مقابلہ اور
اپنے آقای نامدار سے کہ جنکا وہ نہایت وفادار تہا اکثر جنگ اوٹہانے
پڑتی تہی — جب یہہ مہم پوری ہوی او معلوم ہوا کہ سرکار [illegible] مین اپنی عقلمندی
نے کسیقدر فرق آگیا مگر فکر وتردد جو اوسکے وفات سے لایق [illegible] کا اسکی لیاقت
کا عمدہ ثبوت ہوگا — سنہ [illegible] گزرے —

تمام شد

م